U4012 7-12-09.

Title - MAZAMEEN MUTALLUQ BA ISLAH-O-TARAQQ

Creator - Ghulam Al Saqlain.

Publisher - Matba Zia (Meeruth).

Date - Not Available

Pages - 129

Subjects - Hindustani Musalman - Islah-o-Taraq

مضامین

متعلق بہ اصلاح و ترقی

(جن میں چند جدید مضامین اول بار چھاپے گئے ہیں اور مسلمانوں کی
موجودہ حالت اور اصلاح کی ضرورت دکھائی گئی ہے)

از

خواجہ غلام الثقلین

عمریست تا من در طلب ہر روز گامے میزنم
دست شفاعت ہر زمے در نیکنامے میزنم
دانم سرآید قصہ ام چندان نماند غصہ ام
زین آہ خون افشان کہ من ہر صبح و شامے میزنم

مطبع ضیائی میرٹھ میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰

قیمت قسم اول ۸/
" قسم دوم ۶/

فہرست مضامین

:-(*)-:

ڈیڈیکیشن

بعالیخدمت

جناب مولوی عبد الغفور خان صاحب مدار المہام ریاست مصطفیٰ آباد عرف رامپور

جناب والا

حضور پرنور کی اطاعت - رعایا کی خیر خواہی - ریاست کی ترقی - سلطنت عالیہ برطانیہ سے تعلقات اتحاد کو مضبوط رکھنا - انتظام ریاست مین بیحد جانفشانی - بلا نمود کے اپنے اعلیٰ فرائض کو ادا کرنا - اور دیانت داری کی قابل تقلید مثال بنتا - یہ کام کچھہ معمولی نہین - اسپر دانشمندانہ روشن ضمیری اور قومی خیر خواہی جو آپنے حسب ایمائے حضور پرنور مدرسۃ العلوم کی امداد کرنے مین ظاہر کی ہے مجھکو مجبور کرتے ہین کہ یہ ناچیز مجموعہ جناب کے نام سے نامزد کرون -

اُمید ہے کہ جو خیالات بار بار ان مضامین مین ظاہر کئے گئے جناب کو ناپسند نہون گے جس قوم مین صدہا سال سے آرام طلبی اور قناعت کا سبق از بر ہو رہا ہو جد و جہد اور جاگنے کی تعلیم اُسکو اجنبی ضرور معلوم ہو گی - جن خرابیون کی اصلاح چاہی جاتی ہے اُنکا چھڑانا بہت دشوار ہے اور مصیبت سے خالی نہین - بے انتہا محنت کرنی خود اپنے بھائیون کی ہجو کرنی پڑتی ہے - تاہم اگر اس تحریر سے فائدہ زیادہ اور نقصان بدنامی عارضی ہو تو قابل معافی ہے ✤ وانی تنال بہا نفعا بلا ضرر - وانما خلقت للنفع والضرر

فی الجبن عار وفی الاقدام مکرمۃ - ومن یفر فلن ینجو من القدر ✤

خادم - غلام الثقلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اے برتر از قیاس و خیال و گمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم
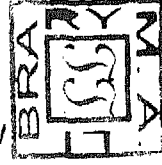
خدا کے تعالی نے انسان کو ایک ضعیف مگر ذی عقل حیوان بنایا ہے جسمین ترقی اور اصلاح کا مادہ ہمیشہ سے رکہا گیا ہے - اگر ہم خداوند کو ایک رحیم اور ہمدرد ذات مانتے ہین تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ خداوند تعالی نے ترقی کی خواہش اور اصلاح کی صلاحیت انسانون مین رکہدی ہے -

یہی صلاحیت ہمیشہ آدمیون مین پائی گئی ہے - کبھی وہ بہت نمایان ہوتی ہے اور کبھی چھپی ہوئی - عقل اور انسانی ضروریات ہمکو بلندی اور نیکی کیطرف لیجاتی ہین - اور جہالت اور سستی یعنی تعصب اور خودغرضی پستی اور بدی کی طرف رہنما ہوتی ہین -

مگر تاریخی زمانہ مین اصلاح اور ترقی کا خیال یون تو سب انبیا اور مصلحین کے دل مین تہا مگر زمانہ حال مین سب سے اول تمدن اور جامع اصلاح ہمارے پیغمبر محمد ن المصطفیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام) نے دنیا مین عموماً عرب مین خصوصاً ایسی روح پھونکی جسکا نتیجہ ہم اسوقت دیکھتے ہین -

سیکڑون برس سے اب پہر سستی اور تاریکی نے لوگون کی طبیعتون پر قبضہ کرلیا ہے یہ معاملہ ابھی عرصہ تک حل نہ ہوتا اگر یورپ کی روشنی ہماری آنکھون مین چکاچوند پیدا نہ کرتی اور ہمکو اپنی غفلت اور تنزل کا تماشہ اہل یورپ کو دیکھکر صاف نظر نہ آتا -

اس زمانہ مین مرحوم سید احمد خان نے قوم مین ایک حرکت پیدا کردی مگر انکا کام تیس چالیس برس کی محنت کے بعد ابھی شروع ہی ہوا تہا کہ وہ چل بسے مگر ایک ایسا بیج بوگئے ہین جو اپنے وقت پر ضرور ثمر لانے والا ہے -

میرا کچھ عرصہ سے خیال تہا کہ انگریزی دان نوجوان جتنا اور جسقدر اور جیسا کچھ چاہئے قوم کی خدمت نہین کررہے ہین اور جو کچھ کام قوم مین ہو رہے ہین وہ متفرق اور پریشان ہین بعض

وجہ سے ملازمت مین وقت اور فرصت بھی ان امور پر غور کرنے کی ملی چنانچہ مین نے ارادہ کرلیا کہ ایک
ماہواری رسالہ شائع کرون جسمین بطور ریویو کے قوم کی تمام ضروریات پر نظر ہو - مگر یہ کام سلسلۂ
ملازمت مین ہونا دشوار تہا - اسلئے عارضی طور پر ترک ملازمت کا ارادہ کیا اور مین بہت ممنون ہون
نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین بلگرامی - مولوی عزیز مرزا صاحب بی - اے سابق ہوم
سکرٹری اور عالیجناب نواب فخر الملک بہادر وزیر تعلیمات اور مرحوم سر وقار الامرا بہادر کا جنکی امیرانہ
عنایت کی وجہ سے مجھکو ملازمت سے عارض سبکدوشی ہوئی لیکن نہ میرا مالی نقصان ہوا اور نہ سرکار کا
ہرج - اسموقعہ پر ناشکری ہوگی اگر مین عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حیدر آباد دکن کا
شکریہ نہ ادا کرون اور نواب عماد جنگ بہادر ہوم سکرٹری حال کا جنھون نے میری قایم مقامی کے
انتظام سابق کو قایم رکہا -

خیر یہ تو جملہ تو معترضہ تہا - مین نے رخصت لینے کے ساتھ ہی ایک ریویو کا اعلان یا پراسپکٹس بنایا
اور بعض روشنضمیر بزرگون اور دوستون کی خدمت مین پیش کیا - چنانچہ انہون نے اوس تجویز کو
پسند کیا - خاصکر مولوی سید علی حسن صاحب سابق فنانشل سکرٹری سرکار نظام (خلد اللہ ملکہ)
وحال ممبر کونسل اندور - اور مولوی عبد القادر صاحب اڈیٹر آبزرور اور محمد [illegible] صاحب اور مولوی
عبد الحق صاحب بی - اے نے اس تجویز سے ہمدردی کی اور نیز میر دوست محمد حیات خان اور سید سجاد حیدر نے
اس مجموعہ مین اوسکو سب سے آخری جگہ دی گئی ہے - اور پونے دو سال قبل کے خیالات کو بجنسہ
چھاپ دیا جاتا ہے - اب اگر اعلان ہوتو غالباً اوسمین رد و بدل کی ضرورت ہوگی ہندوستان مین
اکثر اول اول پیشہ وکالت کی دشوار گزار گھاٹیاں طے کرنی پڑتی ہین اس پیشہ کی ابتدائی مشکلات اور بدنما پہلو سے
جو حضرات واقف ہین بتجواوسکی بے عزتیان غلط کاریان بے ایمانیان بے حیائیان - محنت شاقہ
اور جفاکشی اور خوشامد - اور لالچ - اونکو اسبات کے کہنے کی ضرورت نہین کہ قومی کام کے لئے
اس ڈیڑہ سال مین وقت کم ملا - پہر خدا بہلا کرے مسلمانان میرٹھ کا کہ مجھکو یہ دلشکن خرابیان زیادہ

جھیلنی نہ پڑین - چنانچہ متعلق جلسہ مشورہ لکھنو کے اردو مین اور بابت مسلمانان عالم کی انیسوین

صدی کی ترقی کے رادر یونیورسٹی کمیشن وغیرہ کے انگریزی و اردو مضامین لکھے گئے اور شائع ہوئے۔
لیکن اسی اثنا مین میرٹھ سے مجھکو علیگڈہ جانیکا اتفاق ہوا وہان ۵ ماہ قیام کیا۔ چونکہ مجبوری کی فرصت
بے انتہا تھی اور اپنے ہمجنس اور ہم جلیس طلبا رسندیافتہ علیگڈہ کالج کی صحبت کا اتفاق تہا۔ اسلئے ان
مسایل پر لحاظ کرنیکا زیادہ موقعہ ہوا۔ چنانچہ مین نے ایک کہلا خط نواب محسن الملک بہادر سکریٹری
ایجوکیشنل کانفرنس کی خدمت مین لکہا۔ جو اس مجموعہ مین شامل ہے اور جسکو مین نے مدراس کانفرنس
کی سپیچ کے ضمن مین پڑہا تہا۔ اتفاقاً جسدن یہ مضمون لکہا گیا اوسی دن اخبار وکیل لاہور مین
خود اڈیٹر کا ایک مضمون چہپا کہ تعلیمی کانفرنس کو چاہیے کہ وہ سوشل رفارم اپنے مقاصد مین داخل کرے
اسکے متعلق اخبارات مین کسیقدر بحث بھی شروع ہو گئی اور سوائے ہمارے بزرگ دوست
امجد علی صاحب اسہری کے اکثر لکھنے والون نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور انہون نے بھی نرم مخالفت کی
نواب محسن الملک بہادر جنہون نے اس زمانہ مین قوم کی خدمات کو مثل ایک پہاڑ کے اپنے اوپر
اٹھا رکہا ہے۔ اور اس جوش اور خوش اسلوبی سے جسکی داد دینا شاید خوشامد سمجہا جاوے۔ اون کے
حکم کے موافق مجھکو بھی مدراس کی کانفرنس مین جانا پڑا۔

یہان صورت حال عجیب تھی۔ کانفرنس کا انتظام بہت جوشیلے اور لائق بزرگون کے ہاتھ
مین تہا مگر بوجہ ناواقفیت مدراس کے لوگ اوسلاً علیگڈہ کے نام سے گریزان تھے۔ اور وہان
کی کمیٹی نے جو بصدارت مسٹر جسٹس بوڈم کام کرتی تھی ایک اعلان شائع کر دیا تہا کہ مذہبی
باتون سے اس کانفرنس کو تعلق نہ ہوگا۔ چنانچہ میری تجویز کی سخت مخالفت خود سبجکٹ کمیٹی مین
ہوئی۔ اور نواب محسن الملک بہادر کے اصرار پر مدراس کی اکزیکٹیو کمیٹی نے اصلاح تمدن کی تجویز
پیش کرنے دی۔ وہ بھی جبکہ مین نے صاف کہدیا کہ مین ۱۵سو میل اسی غرض سے آیا ہون۔
اور نواب محسن الملک بہادر نے فرمایا کہ اگر آپ کے نزدیک سب اسکے خلاف ہین تو اس بات
سے عام رائے کانفرنس مین معلوم ہو جاویگی۔

جس صبح کو تجویز پیش کی ادسی شب مین سنے یہ تقریر قلمبند کی اگرچہ نواب صاحب کا اصرار تہا کہ بہت غور سے خوب تیار کر دالیسا نہ ہو کہ آنا بیکار جاوے ــ یہ تقریر اس مجموعہ مین موجود ہے - ایک اجلاس کے قریب اسمین صرف ہوا - جوابی تقریر کی تاریخ مختصر بیان کرنی ضروری ہے ــ

مدراس کی کمیٹی انتظامی کے معزز ارکان سخت پریشان اور خوف زدہ تہے چنانچہ اگلے دن سربرآوردہ صاحبون نے یعنی دس پندرہ حضرات نے تقریرین کین کہ یہ تجویز منظور نہ ہو کہ اصلاح تمدن کا کام بھی کانفرنس کرے گی - سوائے دوچار صاحبون کے سب تقریرون کا ماحصل مخالفت تہا بلکہ ہمارے دوست مولوی عبدالقادر صاحب بی - اے نے بھی ایک مدلل اور پرزور تقریر اس تجویز کے خلاف کی اور اونکی فصاحت کی پوری قدر کی گئی - سب سے آخر مین مجھکو جواب کا موقعہ دیا گیا نوجوان اور تعلیم یافتہ مدراسی مسلمان جو اول ہی سے جوش مین تہے یکایک طرفدار ہوگئے اور نواب محسن الملک بہادر کی محتاط اور سنجیدہ تقریر کے بعد ووٹ لینے پر یہ تحریک منظور ہوگئی -

اس وقت مدراس کی کمیٹی انتظامی کے بہت سے ارکان (مجھے امید ہے کہ محض قومی خیرخواہی سے) بے انتہا جوش مین بھر گئے - بار بار انہون نے لوگون سے ووٹ گنوائے اور بے انتہا سمجھایا مگر مجارٹی نے کچھہ نہ مانا اور ایک گھنٹہ کی کشمکش کے بعد یہ تجویز منظور رہی -

اسپر استعفے اور ناراضگیان ہر طرف سے برسنے لگین اور مدراس کے بزرگون کا جنسے ملاقات تھی اور خود ہمارے ساتھیون کا اصرار ہوا کہ یہ بے گناہ تحریک واپس لیجاوے بلکہ نواب محسن الملک بہادر نے اس نقطہ کو نامنظور اور ملتوی کرنے کی تحریک بحسب خواہش معززین مدراس پیش کردی مگر جب مجھکو تقریر کا موقعہ ملا تو پہر یہ التوا کی تجویز واپس لی گئی کوئی علیحدگی کانفرنس سے عمل مین نہین آئی اور مابعد بھی کسی شخص نے سوائے کمیٹی منتظمہ کے الزام نہین دیا -

انگریزی اخبارون مین سے صرف وہ اخبارات جنکو اکزیکٹیو کمیٹی سے خاص تعلق تہا انہون نے تو یہ غلط خبر درج کردی کہ ریزولیوشن اصلاح تمدنی محض علیگڈہ والون کی رائے سے پاس ہوا - حالانکہ علیگڈہ والے ۱۰۰ سے زیادہ نہ تہے اور دوسرے ممبر ہزار تہے - مگر جسقدر سنجیدہ اخبارات تہے

مثل مدراس ہیل - ٹائمز اوف انڈیا - المویدعربی اخبار مصر کا ڈیلی ٹیلیگراف وپر اگریس سب ہی نے اس فیصلہ کی بہت تعریف کی "ٹائمز اوف انڈیا نے لکہا کہ اگر علیگڈہ والون کی رائے سے یہ تجویز پاس ہوئی تو وہ لوگ حد درجہ قابل تعریف ہین اور اس سے سر سید کی فراست معلوم ہوتی ہے کہ اوس نے کس غرض سے کالج قایم کیا -

ہندوستان مین واپس آنے کے بعد علیگڈہ کالج مین مدراس کانفرنس کی تائید مین ایک تجویز یونین کلب مین پیش ہوئی کہ اصلاح تمدن کو کانفرنس مین داخل کرنا بہت اچہا تہا - اسکے متعلق دو دون تک بڑا مباحثہ رہا - آخر دن مین مجہکو بہت سا وقت دیا گیا - مین نے انگریزی مین ڈیڑہ گھنٹہ گفتگو کی - اگرچہ وہ گفتگو قلمبند نہین ہوئی مگر اس مجموعہ مین بہت سے خیالات جگہ جگہ آگئے ہین - ووٹ کے وقت صرف ایکدو صاحب مختلف رہے باقی سب نے اس تحریک کو پسند کیا -

مدراس کی اردو تقریر کا جو اسی مجموعہ مین چہاپی جاتی ہے جو خلاصہ انگریزی اخبارات مین شائع ہوا خاصکر آبزرور مین تفصیل سے چہپا تہا اوسکا ترجمہ نہایت فصیح عربی مین مصر کے زبردست روزانہ اخبار المویدنے شائع کیا اور اوسمین مصر کے مسلمانون کو ان مسائل کی طرف توجہ دلائی - شاید المؤید کے بعض فقرے یہان بے موقع نہ سمجہے جائینگے -

۹ - فروری ۱۹۰۱ء کے پرچہ مین کانفرنس کا ذکر کرتے وقت اڈیٹر موصوف لکہتے ہین کہ اکثر رزولیوشن اور بحثین کانفرنس کی ہندوستان کے مسائل کے لیئے مخصوص ہین جنکو اہل مصر سے زیادہ تعلق نہین ہے - لیکن بعض عام باتین بہی پائی جاتی ہین - مثلاً وہ بحث جسکو پڑہنے والون کے لیئے ہم آج ترجمہ کرتے ہین جو اہل ہند اور غیر لوگون کے لیئے بہی قابل غور ہے ایک رزولیوشن کانفرنس کے چوتہے جلسہ مین خواجہ غلام الثقلین نے مسلمانون کی تمدن اصلاح کی بابت پیش کیا - جس سے مراد ہے رسوم کی درستی اور بدعادات کو دور کرنا - اور تمام وہ چیزین جو قوم کی اصلی زندگی سے متعلق ہین "

سال حال مین اسکے متعلق جیسا چاہیئے کوشش نہ ہوسکی - میرٹھ کی انجمن نے جو اس مقصد کے

لئے قائم ہوئی تھی کسیقدر کام شروع کیا اور بہت صاحبون نے اسمین ہمدردی کا وعدہ کیا مگر بعض وجوہات سے وہ کام ملتوی کرنا پڑا اسی انجمن مین قوم کی اور انجمنون کے فرائض کے متعلق ۱۲ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو جو تقریر کی گئی ہے وہ تصحیح اغلاط کے بعد اخبار البشیر سے اس مجموعہ مین شامل کیجاتی ہے۔

ایک اور نتیجہ اس کارروائی کا یہ ہوا کہ مدراس مین تو یہ خوف تہا کہ علیگڈہ کے لوگون نے کوئی زہر اس تجویز مین رکہا ہے اور ظاہر لفظ اچھے ہین مگر علما اس سے ناراض ہونگے اور کانفرنس کے اجلاس کو غارت کردین گے ادہر خود ندوۃ العلما نے ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء مین اپنے اجلاس امرتسر مین ایک حد تک تمدنی اصلاح کو اور خرابیون کے خلاف وعظ کرنے کو اپنے فرائض مین شامل کرلیا۔

جو خیالات کہ ان تقریرون مین بیان کئے گئے وہ دراصل نئے نہین ہین بلکہ تمام قومی خیرخواہ وقتاً فوقتاً اوسکی بابت لکہتے رہے ہین۔ تعلیم نسوان کی بابت تو مدت سے کہ زور سے کوشش ہو رہی تھی۔ مگر اصلاح رسوم عادات کے متعلق اس سے پہلے مین نے بھی علیگڈہ کالج مین انجمن اخوان الصفا کے متعلق لکچر دیا تہا۔ اس عنوان سے کہ "ہمکو کیا کرنا چاہیے" یہ لکچر جیسا کہ کالج میگزین مارچ سنہ ۱۹۰۱ء مین چھپا ہے بجنسہ نقل کردیا جاتا ہے۔ اسمین روئے سخن علیگڈہ کے نوجوانون کی طرف ہے۔ جو گیارہ امر قابل توجہ اسمین قرار دئے گئے تھے اونمین زیادہ تر تمدنی اصلاح ہی۔ چنانچہ ان باتون کی طرف منشی محبوب عالم صاحب نے پیسہ اخبار مین لوگون کو خاص طور پر متوجہ کیا تہا۔ ایسی وسیع اشاعت کے صاحبان اخبار کی مدد اور ہمدردی بہت کچہ ہمت دلانے والی ہوتی ہے۔

جولائی سنہ ۱۹۰۱ء مین قومی ہمدردی کے متعلق ایک سلسلہ مضامین کا البشیر مین چہاپا گیا۔ چونکہ قومی اور تمدنی اصلاح بغیر ہمدردی کے نہین ہوسکتی اسلئے مین نے مناسب سمجہا ہے کہ اوس مضمون کو بعد نظر ثانی ناظرین کے سامنے پیش کرون۔

مگر ایک مضمون سنہ ۱۸۹۶ء مین حیدرآباد کے ایک سوسائٹی مین بطور لکچر کے پڑہا گیا تہا اور کئی سال بعد کئی میگزینون مین اور اخبارون مین چھپ چکا ہے۔ اوسکا عنوان ہے قومون کے ضعف عقل کی علامات بہت سی باتین اوسمین ایسی بیان کی گئی ہین جو دوسرے مضامین مین نہین ہین او س

مضمون کو بھی چونکہ قومی عادات وخصائل اور اسباب زوال سے علاقہ ہے شامل کرنا مناسب سمجہا گیا۔ مین مولوی محمد اسمعیل صاحب مشہور شاعر و مصنف نے عنایت فرماکر اس مضمون پر ایک نظر ڈالی ہے چونکہ مضمون کہین کہین سے مشکل ہو گیا تہا اور جلدی کی وجہ سے تسلسل قایم نہ تہا اسلئے مولوی صاحب موصوف کی اصلاح لی گئی۔

میرا ارادہ ان مضامین کے چہپوانے کا نہین تہا۔ اور ضرورت تہی کہ پرانی ردیون کو چہانٹا جاوے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۲ء کی کانفرنس مین قوم کے سامنے پیش کرنے کے لئے مین نے ایک مضمون قوم کی تمدنی حالت پر لکہنا شروع کیا تہا۔ مگر بوجہ قلت فرصت تمام مطالب جسقدر تفصیل اور ترتیب سے چاہئین اوسمین بیان نہ ہو سکے۔ تاہم اوس مضمون کو جسکا نام ہے صدایہ صحرا یا قومی حالت مین نے ختم کیا۔ اس مضمون مین بہت سی باتین مختصر طور پر ایسی بیان کرنی پڑین جنکی تفصیل گزشتہ مضامین مین تہی اسلئے جر جو مضمون اس بحث سے متعلق تہی وہ بہی ساتھ لگا دئے گئے۔

مجہکو معلوم ہے کہ اس قسم کے مضامین عام دلچسپی اور مقبولیت حاصل نہین کرسکتے۔ نہ انمین زبان کی رنگینی ہے۔ نہ عبارت کی چاشنی ہے۔ نہ نازک خیالی ہے۔ نہ بلند پروازی ہے۔ طرز بیان مین کرختگی اور انگریزیت کا اثر زیادہ ہے۔ خیالات اسی قسم کے جن سے جمہور نا آشنا ہے اور جو واقف ہین وہ ان باتون کو مختلف طور سے بار بار سن چکے ہین۔ اور خود ان مختلف مضامین مین بعض باتین بار بار نظر آئینگی۔ جسکا لطف قند مکرر کا مزا نہ دیگا بلکہ حنظل چو یکبار خوردی بس کا مصداق ہوگا۔ لیکن اصل مطلب اور ہے۔ واہ واہ سننے یا تحسین و آفرین کے واسطے یا مالی نفع کی غرض سے ایسے مضامین نہین لکہے جاتے۔ بلکہ لکہنے والے کو بسا اوقات ملامت کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ ان سے مطلب یہہ ہے کہ سنجیدہ اور اہم مسائل کی طرف معاصرین کو متوجہ کیا جاوے۔ ان مضامین کو بار بار سننا بھی تکلیف دہ بھی ہو تو ہو فائدہ سے خالی نہین بار بار سننے سے آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ مضمون معمولی اور پرانا ہے۔ مگر کان آشنا ہو جائینگے اور یہ باتین بار بار سنکر زندگی کے معمولی اصول قرار پا جائینگے۔ اور چند روز کے بعد جو لوگ زیادہ دلفریب عبارت لکہتے یا لکہہ سکتے ہین ان خیالات کو

زیادہ دلچسپ بنادین گے۔

الغرض یہ کام جو اس نسل نے لیا ہے اس سے ہٹنا ٹھیک نہین ہے بلکہ اسی آواز کو اتنا وسیع کرنا چاہئے کہ بچے سے لیکر بوڑہا اور گوشہ نشین درویش یا عالم سے لیکر وہ نوجوان جو عیش و عشرت مین غرق ہے اسکو سن لیوین کیونکہ طبعتین ضرور اسکے لئے تیار ہین ۔ اور تعلیم اور ون کو تیار کرتی جائیگی محنت ۔ قومی خیرخواہی ۔ اصلاح عادات ۔ کفایت شعاری ۔ عام ہمدردی ۔ اشاعت تعلیم ۔ سچائی ۔ حسد کا نہ رکہنا ۔ قومی زندگی مین شریک ہونا ۔ ایک دوسرے کی عزت سے خوش ہونا ۔ سب کے لئے کام کرنا ۔ یہ چند باتین بار بار ان مضامین مین بیان کی گئی ہین ۔ اچھی ہون یا بری لیکن ایکدفعہ سننے کے قابل تو ضرور ہین ۔

غلام الثقلین

قومون کی ضعف عقل کی علامتین اور زوال کی نشانیان اور اسباب(۱)

ہم نے اس مضمون کو اس واسطے بحث کے لئے لیا ہے کہ قومون کی یعنی انسانون کی تمدنی جماعت کی زندگی سے مراد اون کی عقل کا پرزور اور صحیح ہونا ہے۔ پس ان علامتون کے جاننے سے ہم کسی قوم کے عروج یا زوال ترقی یا پستی کا بہت کچھ صحیح اندازہ کر سکتے ہین۔ نیز یہ امر بھی شروع ہی سے ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جو قومین نہایت عروج اور صحت عقل کی حالت مین ہوتی ہین اُن مین بھی ضعف عقل

(۱) یہ مضمون ۱۳۲۶ فصلی مین حیدرآباد سیٹی ایسوسیشن کے ایک جلسہ مین بطور لکچر کے پڑھا گیا تھا۔ اور مدرستہ العلوم علیگڈھ مین بھی یہی لکچر دیا گیا۔ مابعد علیگڈھ میگزین کے کئے نمبرون مین چھاپا گیا۔ مگر اتفاقاً بہت سی غلطیان چھپنے مین رہ گیئن تھین اس لئے اب ترمیم اور اصلاح اور اضافہ کے ساتھ اور مصنف کی نظر ثانی کے بعد دوبارہ چھاپا جاتا ہے آخری حصہ اس کا جہان مختلف قومون کے زوال کے وجوہات لکھے گئے ہین از سر نو بڑھایا گیا ہے۔

جو لوگ تاریخی فلسفہ کا شوق رکھتے ہین یا اس مضمون کا مطالعہ کرنا چاہتے ہین اُمید ہے کہ وہ اسکو دلچسپی اور غور سے پڑھینگے۔ یہ سچ ہے کہ بہت سے مقامات پر اکثر لوگونکو مصنف سے اختلاف ہوگا۔ اور بعض ناگوار صداقتون اور حاشیون پر وہ ناراض ہونگے مگر چونکہ بحث نئی ہے گو مختصر شکل مین ہے اس لئے اس کا چھیڑنا فائدہ سے خالی نہین ہے۔ اس مین جو کچھ باتین لکھی گیئن اُن سے اختلاف کیا جاوے یا اتفاق۔ دونون باتون سے پڑھنے والون کو اور خود مصنف کو فائدہ ہوگا۔ اور شاید جو خیالات اب تک ظاہر نہین ہوئے اب ظاہر ہو جاوینگے۔ لکھنے والے نے اپنی جماعت یا قوم کی کہین پاسداری

کی علامتیں تھوڑی بہت موجود رہتی ہین - اسی طور پر جیسے نہایت صحیح الجسم انسان مین بھی کوئی نہ کوئی بیماری ہمیشہ ہوتی ہے - تندرست اور بیمار مین صرف درجہ علالت کا فرق ہوتا ہے ہر شخص مین خواہ وہ کیسا ہی عالی دماغ اور دانا حکیم ہو کمزوری عقل اور پستی خیال کچھ نہ کچھ ضرور ملتی ہے - بلکہ اگر ڈاکٹرون کے قول پر اعتماد کیا جائے تو کم و بیش ہر شخص مجنون ہوتا ہے - صرف علامات جنون کی اُسی وقت زیادہ نمایان ہوتی ہین جب کہ آدمی مین یہ مرض یعنی جنون نہایت سختی و شدت کے ساتھ ہو جیساکہ عام انسانون مین نہین ہوتا - پس نہ کوئی قوم ایسی ہے جس کے ہر فرد مین ضعف عقل ہو اور نہ کوئی قوم ایسی ہے جس کے سب لوگ ضعف عقل سے محفوظ ہون -

اکثر علامتین جو ہمنے بیان کی ہین وہ حقیقت مین جماعت کے ضعف عقل کی جیسی نشانیان ہین ویسی ہی وہ اس ضعف کے بسا اوقات اسباب و علل بھی ہین کوئی قوم کامل ضعیف العقل نہین ہے - اس لیے بہت سی علامتین ان مین ہر حالت مین تو نہین مگر اکثر حالتون مین موجود ہوتی ہین -

مایوسی اور اوداسی

ضعف عقل کی میرے نزدیک بڑی اور نمایان علامت یہ ہے کہ تمام تمدنی جماعت پر ایک قسم کی پژمردگی اور افسردگی چھائی ہوئی ہوتی ہے - اونکو کسی عام کام مین شریک ہونے کسی مستعدانہ شغل مین محنت کرنے سے دلچسپی نہین ہوتی - سب

نہین کی ہے - بلکہ اس حدیث مشہور پر عمل کیا ہے - قولوا الحق ولو علی انفسکم سچ بات کہو اگرچہ خود تمہارے خلاف ہو - رہا رائے کا صحیح یا غلط ہونا - اس کی بابت اہل فہم مین ہمیشہ اختلاف رہا ہے اور رہے گا - سب انسان ملکر کوشش کرین تب بھی علم اور حقیقت کے ایک جُزو کو دیکھ سکتے ہین اور صرف مختصر روشنی اُن تک پہنچ سکتی ہے - مگر جب وہ سب جُدا جُدا کوشش کرتے ہین تو ایک شخص کا مسلک تحقیق ظاہر ہے دوسرے سے جُدا ہوگا)

چیزون کو جو دنیا مین ہو رہی ہین بے اعتنائی سے دیکھا جاتا ہے جو بڑے بڑے کام اسی قوم مین سے بعض انسان کر رہے ہین یا کرنا چاہتے ہین ان کی طرف توجہ نہین کیجاتی وہ ان کامون کو۔ دنیا کی رفتار کو۔ واقعات کے گذرگاہ کو۔ مسائل اہم کے برانگیختہ ہونے کو ایسی بے پروائی اور بے توجہی سے دیکھتے ہین گویا یہ سب باتین کسی دوسری نوع یا کسی دوسرے عالم سے تعلق رکھتی ہین۔ ان قومون کو اس سے کوئی ذاتی غرض نہین۔ اس لئے وہ ان کے متعلق کوئی دلچسپی یا ہمدردی نہین رکھتین دنیا مین خیالات اور جذبات کا تلاطم کیسے ہی زور و شور سے ہو رہا ہو ان لوگون کے سینون مین ذرا بھی تیز حرکت پیدا نہین ہوتی[۹]

اُمید کا نہ ہونا

اور اس مایوسی یا اُداسی کی وجہ کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اُمید جس کی وجہ سے اور جسکی حرکت سے زندگی کی گھڑی حرکت کرتی ہے وہ اُمید جمہور سے مفقود ہوتی ہے یہ قومین روز بروز اپنے تئین عام دائرہ تمدن سے اسطرح علحدہ کرتی جاتی ہین جیسے ایک دل شکستہ آدمی یا معمر شخص جسکے خیالات اوسکے اقران کے جذبات و خیالات کے سے نہین ہے جسکی عقلی اور اخلاقی زبان نئی نسل کی اخلاقی اور عقلی زبان نہین رہی اور جو اس لئے نہ خود اپنا مطلب دوسرون کو سمجھا سکتا ہے اور نہ دوسرون کی بولی اسکے سمجھ مین آتی ہے تو جس طرح یہ بوڑھا شخص افسردہ اور دل شکستہ ہو کر دنیا سے علحدہ ہو جاتا ہے اوسی طور سے وہ قومین بھی جو ضعیف العقل ہین یعنی جو نیم زندگی یا صرف حیوانی زندگی رکھتی ہین دائرہ تمدن سے علحدہ ہو جاتی ہین پس یہ امر صاف طور پر ظاہر ہے کہ وہ تمام وجوہ جو انسان کو کوششون مین ناکامیاب کرتے ہین خواہ وہ اوسکی غفلت اور سُستی سے ہون یا اُسکے غرور اور تمکنت سے یا اپنی لیاقت اور قابلیت کا غلط اندازہ کرنے سے یا صحیح وسائل اور ذرایع سے کام نہ

---

[۹] اہل چین۔ اہل سپین۔ اکثر اہل اسلام۔ اہل افریقہ۔ تاتاری۔ مغول۔ عرب۔

لینے سے الغرض یہ سب وجوہ قومون کو ضعیف العقل کرتی ہین +

خود غرضی

ایک اور بات ضعیف العقل اور زوال پذیر قومون مین یہ ہوتی ہے کہ اونکی افراد مین انتہا درجہ کی خود مطلبی اور خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ خود غرضی مختلف لباسون مین ظاہر ہوتی ہے منجملہ ان طاقتون کے جو تمدن کے شیرازہ کو پراگندہ۔ افراد کو ذلیل۔ اور قومون کو پست کرتی اور ترقی کے مزاحم اور تنزّل کے ممد ہین۔ خود غرضی ایک زبردست طاقت ہے جو چند روز مین ہزارون برسون کی مجموعی تہذیب اور مجموعی ترقی کو خاک مین ملا دیتی ہے[۵۱] +

خود غرضی کے مفہوم سمجھنے مین بسا اوقات غلطی ہوتی ہے۔ ہم مین سے اکثر نے بعضون کو یہ کہتے سُنا ہوگا (جب کہ خود غرضی اور عام فائدہ کا ذکر کیا جاتا ہے) کہ یہ سب دعوے ہین۔ سب کام اپنی اپنی غرض سے کئے جاتے ہین اور کوئی شخص محض دوسرے کے فائدہ کے لئے کام نہین کرتا۔ پھر اگر اسی مقولہ کا کہنے والا لایق آدمی ہو تو وہ ہر قسم کی انسانی نیتون اور اغراض کو کھولکر بیان کریگا اور اسباب کو ظاہر کریگا۔ کہ جو کام خالصًا انسانی ہمدردی کے سمجھے جاتے ہین وہ بھی اصل مین ایسے عناصر اور اجزا سے مرکب ہین جو محض خود مطلبی کے عنصر ہین۔ ان کامون مین کچھہ تو شہرت اور عام التعریف کی خواہش ہوتی ہے کچھہ اپنی مالی طاقت یا علمی لیاقت یا نیک دلی کا اظہار ہوتا ہے اور کچھہ رقابت ہوتی ہے اور کسی قدر عادت کا دخل۔ یہ مثال تو وہ اعلیٰ درجہ کے کامونکی دیتے ہین رہے عام خیال کے جاہل یا پڑھے لکھے آدمی جو ضعیف العقل قومون مین ہوتے ہین اونکی تو سمجھ مین بھی یہ بات نہین آسکتی کہ کوئی آدمی محض دوسرون کے فائدہ کے لیے جب تک کہ اُس کی اپنی ذاتی غرض علانیہ یا خفیہ تھوڑی یا بہت وابستہ نہو

---

[۵۱] چینی - ایرانی - ترک - دکنی - اہل یونان - اہل افغانستان -

کسی کام کے کرنے کا ارادہ رکھے گا۔ جو لوگ دنی الطبع اور پست ہمت لوگون کی صحبت مین
رہتے ہین یا جنکی عقل خاص طور پر اُلٹی واقع ہوئی ہے وہ تو اعلی سے اعلی آدمیون کے
کامون مین بھی نہایت ادنی درجہ کی بدگمانی کرتے ہین مگر بات یہ ہے کہ لوگ خودغرضی کے
معنی سمجھنے مین غلطی کرتے ہین۔ مین اُن لوگون مین سے نہین ہون جو خالص بے غرض
یعنی بے لوث انسانی ہمدردی کے وجود کے منکر ہین بلکہ مین کہتا ہون کہ ایسے آدمی
ہوتے ہین اور ضرور ہوتے ہین جو نہ ثواب و عذاب کے لحاظ سے اور نہ شہرت و تعریف کے
خیال سے۔ بلکہ محض اس خیال سے کہ بلحاظ انسان ہونے کے اِن کا فرض ہے کہ جہانتک
ہوسکے جماعت کی خدمت کرین۔ وہ تہذیب و ترقی و روشن ضمیری پھیلانے تکالیف
و اوہام کو دور کرنے مین سعی کرتی ہین۔ مگر ایسے شخص زوال پذیر قومون مین شاذونادر
پیدا ہوتے ہین۔ اسلئے ہم عام طور پر اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ ہر شخص اچھا بُرا جو کام کرتا
ہے اُس مین اپنا خیال ضرور رکھتا ہے بلکہ ہم ایک قدم اور آگے بڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ
محال ہے کہ ہم کوئی کام کرین اور اُس مین خودی کا جز کثرت سے داخل نہو۔ ہر کام کے
ساتھ اگر وہ اچھا ہے ہمکو وقوف ہوتا جاتا ہے کہ یہ ہم ہین جو اسی کام کو کرتے ہین یہہ
کام جو ہم کرتے ہین مُفید ہے۔ اور اب یا آیندہ انسانونکو اس سے فائدہ پہنچے گا ایسا
کام کرنا تعریف کے قابل ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ہم تعریف کے قابل کام کر رہے ہین اور اس سے
خود ہماری ضمیر کو خوشی اور تسلی حاصل ہوتی ہے اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ ہمارا اپنا مطلب
(یہان مطلب سے مراد نہایت محدود ذاتی غرض ہے) ہر کام مین پوشیدہ یا ظاہر ضرور
ہے۔ تو اس سے کیا نتیجہ نکلا اگر وہ کام عمدہ ہے تو کوئی ہرج کی بات نہین۔ خودغرضی
جب روشن ضمیری اور انجام بینی کے ساتھ ہو از سرتا پا خالص ہمدردی کے مساوی ہے
جس کام سے ہم عام بھلائی چاہتے ہین جس کام سے ہم اپنی بھلائی چاہتے ہین دونونکی
سڑکین ظاہرا دور دور ہین مگر ذرا صبر کیجئے اور دیکھئے کہ تھوڑی دور پر جاکر یہ دونون سڑکین

ملجاتی ہین اور ایک ہی منزل مقصود تک پہنچادیتی ہین - مگر شرط یہ ہے کہ خود مطلبی سیدھی سڑک پر یعنی روشن ضمیری او انجام بینی کی شاہراہ پر رہے اور عام ہمدردی بھی اپنی منزل مقصود کو پہچانتی ہو +

۹۹ - فیصدی یا شاید اس سے زاید کام کرنے والون کا جنھون نے انسان کی آرام و آسایش مین افزایش کی اوسکی مصیبت و تکلیف کو دور کیا اوسکو وحشت و جہالت سے نکالکر تعلیم و تہذیب کی بلندی تک اوٹھایا ہے - ان سب کا مقصد کیا تھا ؟ ریل و تار چھاپہ خانہ - اور فن تحریر - مصوری و شاعری - عمارت اور زراعت کے فنون اور ایجادات اسوقت کیون ہین ؟ اسلئے کہ انکے بانیون یا موجدون کا مدعا خود غرضی تھی اور اُس خود غرضی مین یعنی اپنے فائدہ کے خیال کے ساتھ عام فائدہ کا خیال ملا تھا جس سے وہ اور انکی اولاد اور انکے بنی نوع ہمیشہ کے لئے فائدہ اُٹھائین ایسے ہی شخصون کے واسطے شاعر نے کہا ہے ؎

یہی طالب شہرت و نام لاکھون	بناتے ہین جمہور کے کام لاکھون

اس تمام تحریر سے معلوم ہوا ہوگا کہ مین خود غرضی کی حمایت کر رہا ہون اور درحقیقت میرا یہی مقصود ہے - مگر ضعیف العقل قومون مین جو خود غرضی ہوتی ہے وہ اس قسم کی مبارک اور مفید خود غرضی نہین ہوتی جسکا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے بلکہ وہ اونکو روز بروز کمزور اور اونکی حالت کو تباہ کرنے والی ہوتی ہے یہ خود غرضی مثل حیوانون کے ہمیشہ نیچے کی طرف نگاہ رکھتی ہے اور کم عقلی اور ناعاقبت بینی اوسکے رہنما ہوتے ہین - یہ مثل سیکڑون مرتبہ سُنی گئی ہوگی کہ "دشمن دانا بہ از دوست نادان" لیکن یہ اصول بھی کچھ کم صحیح نہین ہے کہ بے وقوف کی خود مطلبی اور کم عقلی کی خود غرضی جماعت کے لئے جیسی مضر ہوتی ہے ایسی ہی تھوڑے دنون مین خود اوس کو صدمہ پہنچاتی ہے یہ خود غرضی سبب ہے کہ اکثر افراد انسانی مین جسوقت پائی جائے تو اوسکو لازمی نتیجہ قومون کی عقلی

کمزوری کا سمجھنا چاہیئے + ایسی جماعتون مین پایا جاتا ہے کہ بہت سے مقولے اور مثلین اور حکیمانہ اقوال ایسے ہوتے ہین جو سب بات کو سکھاتے ہین کہ سب سے پہلے اپنے فائدہ کا خیال رکھنا چاہیئے[51]۔ بوڑھے دانشمند نوجوانون کو جو نصیحت بزرگانہ کرتے ہین اوسکا بھی یہی مطلب ہوتا ہے ایسے لوگون مین دانشمندی اور انجام بینی اسی بات مین سمجھی جاتی ہے کہ آدمی اپنے فائدہ کو سب فائدون پر مقدم سمجھے۔ لیکن اگر ایسا کوئی اُصول ہے جو بہ نسبت دوسرے اصولون کے زیادہ یقینی ہے تو وہ یہی قاعدہ ہے کہ جماعت اور تمدن کی حالت اُسی وقت عمدہ اور بہتر بلکہ بحال خود قایم رہ سکتی ہے جبکہ افراد مین سے ہر ایک اس رُخ کیطرف چلے جس مین عام بھلائی اور بہبودی ہو۔ یعنی زیادہ ترین تعداد انسان کی سودمندی ملحوظ ہو۔ نہ صرف ہمارے کامون مین بلکہ تمام رسم و رواج اور قواعد و قوانین و احکام شرع اور اُصول فلیشن مین جہان اس اصول پر کاربند ہونے کی پروا نہ کیجاوے جہان صاف صاف طور پر تمام افعال انسانی قلیل ترین عدد یعنی واحد متکلم کے فائدہ کے واسطے ہون وہان آپ بے تکلف سمجھ لیجئے کہ یہ قوم ضعیف العقل ہے اور جس صورت مین قوانین و افعال و رسم و رواج ایسے ہون جس سے اکثر کا نقصان اور چند شخصون کا فائدہ ہو تو وہ جماعت یا قوم محض بے عقل ہے اور ظاہرا اُسکے سنبھلنے کی توقع بہت کم ہے۔

یہ بھی ضرور ہے کہ جب ہمارے کامون کا رجحان اس مفاد عامہ کے اصول کی طرف نہین ہوتا جبکہ ہم اپنے فائدہ کے خیال کے ساتھ دوسرون کے ضرر پہنچانے سے بچنا نہین چاہتے اور اس جامع نصیحت پر عمل نہین کرتے ؎

مباش درپئے آزار و ہرچہ خواہی کن	کہ در طریقت ما غیر ازین گناہے نیست

تو افراد اور اونکی اولاد اور اونکی قوم اور عزیزون پر اس خود غرضی کا اثر آج یا کل یا دس یا پچاس

[51] کار خود کن کار بیگانہ مکن + قاضی جی کیون دُبلے ؟ شہر کا اندیشہ + جی ہے تو جہان ہے + اپنے کاسہ کی خیر مناؤ + وغیرہ بیشمار مقولے اسکے شاہد ہین فقط

برس مین پڑیگا اور ضرور پڑیگا۔ اسی آخری نتیجہ کو نہ سمجھنا ضعف عقل کی دلیل ہے۔ انسان و غیر انسان مین بڑا فرق یہ ہے کہ انسان مین اپنے کامون کے بعید نتائج کو دیکھنے کی قابلیت ہوتی ہے اور غیر انسان مین یہ قابلیت نہین ہوتی جب یہ فرق باقی نہ رہے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ جماعت ظاہرا انسان ہے لیکن اصلی لحاظ سے دیکھا جائے تو اندرونی روح انسانیت کی ان سے مفقود ہے جو لوگ اِس ہی صداقت کو نہین سمجھتے کہ ہم سب ایک آہنی زنجیر سے دنیا مین جکڑے ہوئے ہین وہ اس عالم مین رہنے کے لایق نہین ہین ۔۔

تعصّب

خود غرضی کے متعلق مین سمجھتا ہون کہ کافی طور پر تحریر کر چکا ہون اگر اسکی تشریح اور اسکے نقصانون کی تفصیل بیان کیجائے تو ایک بسیط کتاب ہو سکتی ہے۔ اسکے بعد ایک اور علامت ہے جسکے متعلق مین اپنے کسی پہلے لکچر مین جو چھپ چکا ہے کسی قدر تفصیل کے ساتھ بحث کر چکا ہون اور وہ تعصّب ہے تعصّب کے معنی ہین بیجا طرفداری۔ ضد اور ہٹ اور اپنے خیالات سے جو لوگ متفق نہ ہون اون سے عناد رکھنا اور اونکی تکلیف دہی کی کوشش کرنا یا ایسی کوشش کرنے کو بُرا نہ سمجھنا۔ تعصّب حقیقت مین اس بات کی دلیل ہے کہ متعصّب لوگ انسانی دماغ اور خیالات او ضروریات کے اختلافات اور حالات کے مختلف ہونے کو نہین سمجھ سکتے یہی چیز آدمی کی تنگ دلی کی علامت ہے اوسی کے قریب وہ بُرائی بھی ہے جو عام طور پر پائی جاتی ہے یعنی ہماری تجویز یا رائے سے جو کوئی مخالفت کرے اوسکو اپنا دشمن سمجھنا۔ یہ سب باتین چونکہ تنگ خیالی کا نتیجہ ہین اسلئے قوم کے ضعف عقل کی خواہ مخواہ علامتین اور دلیلین ہین۔ برخلاف اسکے جس جماعت کے اکثر آدمی وسیع خیالات عقلی راست بازی اور آزادی رائے کو جائز رکھنے والے ہون اور اس بات کی اجازت دیتے ہون کہ لوگ اُن سے جُدا خیال رکھ سکین اور اس اختلاف مین انسانون کو مجبور سمجھتے ہون ایسے لوگ ضرور صحیح عقل رکھتے ہین۔ مگر بڑی بڑی قومون مین

بھی ایسے لوگ کم ہوتے ہین ❊

بے اعتدالی

تعصب کے ضمن ہی مین یہ بیان کرنا مناسب علوم ہوتا ہے کہ ہر امر مین بے اعتدالی سے کام کرنا اور حد سے متجاوز ہونا بھی ضعیف العقل جماعتون کا خاصہ ہوتا ہے۔ فیاضی مین۔ کنجوسی مین۔ عبادت مین۔ رندی مین۔ آرام طلبی مین۔ عیش مین۔ نمود مین اپنی تمکنت وعزت قایم رکھنے کے خیال مین۔ اپنی عزت و ذلت کی پرواہ نہ کرنے مین۔ الغرض زندگی کی کل شاخون مین خواہ وہ ستعدی کے ذیل مین ہون یا سُستی کے نیکی کے نام سے پکاری جاتی ہون یا بدی کے یہ لوگ اُس اوسط کا خیال نہین رکھتے جسکو بانیٔ اسلام (علیہ وعلی آلہ الصلوٰة والسلام) نے خیر الامور فرمایا ہے ❊[1]

باہمی محاسدت اور مخالفت

جن لوگون مین انسانی سعی او ہمت کو کامیابی کی وجہ نہین سمجھا جاتا اور جو ایک نابینا طاقت کو ہمارے افعال کا حاکم اور ایک بے قاعدہ اور غیر منتظم نظام کو ہمارا نگران سمجھتے ہین یعنی جو قومین قسمت کو سب باتون کا ذمہ دار سمجھتی ہین ان مین جیسا جان سٹوارٹ مل نے اپنے ایک مضمون "ری پرے زن ٹے ٹو گورنمنٹ" مین بیان کیا ہے سب سے زیادہ مادہ حسد کا ہوتا ہے اور وہ اپنے اقران مین سے کسی کو بڑھتا ہوا دیکھکر برافروختہ ہوتے اور اوسکو اپنی ذلت سمجھتے ہین۔ ایسے رجحان طبیعت سے ترقی رک جاتی ہے بھلائی کرنے کی راہ مین سیکڑون مزاحمتین پیدا ہو جاتی ہین جو لوگ کچھہ کام کرنا چاہتے ہین یا جن مین ترقی کا مادہ ہے چونکہ چارون طرف سے ان کے دشمن پیدا ہو جاتے ہین اسلیے بسا اوقات وہ دل شکستہ ہوکر کام چھوڑ دیتے ہین۔ اس قسم کے خیالات جن کو ہم حسد یا رشک کے نام سے پکارتے ہین جنکی وجہ سے ہم دوسرون کی برائی کے درپے رہتے ہین اور

[1] عموماً اہل اسلام۔ اہل اسپین۔ اہل ہند۔ اور تمام نیم مہذب قومین۔ افریقہ و ایشیا۔ تاتار۔ روس و امریکہ۔

اپنے نہ بڑھنے کو ترقی کرنے والے کا قصور سمجھتے ہین جنکی وجہ سے ہم اپنے معاصر یا اپنے سے بڑون کی ذلت سُنکر ایسے خوش ہوتے ہین گویا اس سے خود ہماری عزت ہوئی اس قسم کے خیالات طبیعت کو نہایت ادنیٰ اور ذلیل کرنے والے ہین - اِن سے پرہیز کرنا ہر انسان کو ضروری ہے ✢

انسانی ترقی کو محدود سمجھنا اور علمی کامیابیون کو ختم شدہ خیال کرنا

ایک نمایان فرق جو ہمکو اُن قومون مین جو زوال کی رفتار پر جارہی ہین اور اُن قومون مین جو صحیح العقل اور ترقی کی حالت مین ہین یہ ملتا ہے کہ اول الذکر ہمیشہ پیچھے کو دیکھتی ہین - آگے بہت کم نظر ڈالتی ہین آخر الذکر ہمیشہ آگے کو دیکھتی ہین پیچھے کا اس قدر خیال نہین کرتین اُن کے پاس حسرتناک یاد اور ماضی کا مرثیہ ہے - ان کے پاس دلخوشکن توقعات اور آئندہ کی اُمیدین ہین - ضعیف العقل قومین ہمیشہ ترقی کی انتہا اور انسانی کمال کا معراج سلف مین سمجھتی ہین - جتنی اچھی باتین - جتنے بڑے کام - جتنے مفید اور قابل تعریف کارنامے تھے وہ تو پُرانے لوگ کر گئے اب نہ وہ زمانے ہین اور نہ وہ آدمی ہین نہ اِس زمانہ کے لوگ کچھہ کر سکتے ہین - اور حقیقت یہ ہے کہ کرنے کے لئے اب گنجایش ہی کیا باقی ہے - جتنی ترقی اور نیکی تھی وہ سب سلف مین موجود تھی - اُنہون نے ہمارے لئے کچھہ بھی نہین چھوڑا ماترک الاوّلون الآخرین روز بروز بدترین نسلین پیدا ہوتی جاتی ہین جن مین نہ پرانی سی جرأت وہمت ہے نہ وہ خوبیان ہین - ایسی قومون سے جنکے عموماً یہ خیال ہون ظاہر ہے کہ آئندہ کے لئے کیا توقعات ہونگے - مگر چونکہ یہ جماعتین درحقیقت روز بروز بگڑتی جاتی ہین اور اُنکے سلف دراصل اُن سے بہتر اور زیادہ اُولوالعزم تھے اس لئے اُن کا یہ خیال کچھہ غلط نہین ہوتا - البتہ چونکہ اس خیال سے

اُن کی جذبات کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے اور وہ سلف سے بہتر تو کیا اُن کی مساوات کو بھی ممکن نہین سمجھتے اسواسطے یہ جماعتین گویا ارادتاً پست حالت مین رہتی ہین۔ برخلاف اسکے جو جماعتین صحیح العقل ہین اور جنکا دماغ ابھی کام دے رہا ہے وہ جانتی ہین کہ عالم مین جس قدر ترقی ہوئی ہے وہ محض اسی طور پر تھی کہ ہر شخص نے کوشش کر کے سود مندی کے دائرہ کو بڑا اور خیالات کی دنیا کو وسیع کیا۔ وہ جانتے ہین کہ علم کی فتوحات ناپیدا کنار ہین اور فنون و حکمت مین ایجادات و اختراعات مین خیال کے سرمائے اور خزانے عام بنی نوع کے لئے کھول دینے مین عام ہمدردی اور مجموعی بہبودی کے اصول و ضوابط قایم کرنے مین سلف بہت کچھ کر گئے ہین اور موجودہ دنیا مین ۹/۱۰ حصہ بلکہ اس سے زیادہ ہر چیز مین اُن ہی کی میراث ہے تاہم ابھی ہمارے لئے ایک طویل و عریض کھلا میدان باقی ہے۔ جو کچھ انہون نے کیا ہم اُس سے بے اندازہ ترقی کر سکتے ہین۔ جو کچھ اُنہون نے نہین کیا ہمارا فرض ہے کہ اُس کے کرنے کی سعی کرین وہ اِس شعر کے مضمون کو صحیح تسلیم نہین کرتے ۵

غم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم
چسان در شیشۂ ساعت کنم خاک بیابان را

بلکہ وہ انسانی دماغ اور دل کے شیشۂ ساعت کا پہناؤ ایسا وسیع پاتے ہین کہ غم عالم اور فرحت عالم سب اُس مین سما سکتے ہین۔ اُن کے نزدیک عالم تو وسیع ہے مگر انسان وسیع تر ہے ۵۱

مشکل اور خطرہ کے موقع پر ہراسان ہونے کی جگہہ استقلال اور مضبوطی سے مشکلات کا مقابلہ کرنا

۵۱ اہل ہند حال کے مسلمانان عالم۔ اہلِ چین۔ اہلِ عرب۔

آپنے اپنے تجربہ مین اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ بعض اوقات کسی خاندان یا گروہ پر
غیر متوقع مصیبتین مالی یا دوسری قسم کی پڑجاتی ہین - آپنے دیکھا ہوگا ان مصائب
کے سامنے کمزور عقل اور کمزور دل شخص بچے اور عورتین اور غیر مستقل مزاج یعنی جاہل اور
دل کے کچے مرد الغرض ضعیف العقل گروہ ہراسان اور پریشان ہوتا ہے کوئی تدبیر اور
کوئی صورت انکی سمجھ مین نہین آتی - وہ چاہتے ہین کہ ان مصائب اور دقتون کو دفع
کرین یا اُن کے زور کو کم کرین - لیکن جب یہ مصائب آگئے جب وبا یا قحط یا زلزلہ
یا افلاس نے اونکو گھیر لیا تو وہ کوئی تدبیر نہین کرتے اور اپنے تئین بغیر کشمکش کے تباہ
ہونے دیتے ہین برخلاف اسکے اگر کوئی مضبوط دل کا شخص ان مین ہوا تو ان مشکلون
کا سامنا کرنے کے لئے اُسکی ہمت اور بڑھ جاتی ہے اُنکے خلاف تدبیرین سوچتا ہے -
اور بسا اوقات اُنکو دور کرنے یا اُن سے جو تکلیف پہنچتی ہے اُسکو کم کرنے مین کامیاب
ہوتا ہے - وہ اس بات کو پسند نہین کرتا کہ یہ آسمانی بلا (جسکا پورے طور پر دفع کرنا
بیشک ہماری طاقت سے باہر ہوتا ہے) یہ مصیبت جو خاندان پر آرہی ہے اس کا مقابلہ
نہ کرے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے اور بکریون کی طرح اپنے تئین اور اپنے متعلقین کو
خاموشی کے ساتھ ذبح ہونے دے بعینہ یہ حال ضعیف العقل جماعتون کا ہوتا ہے
وہ بھی کسی مالی وقت کے حدوث سے کسی وبا کے پھیلنے سے - کسی قحط کے آنے سے
کسی غنیم کی یورش سے ایسے گھبرا جاتے ہین کہ تکلیف کو زیادہ اور خوف کو دہ چند کردیتے
ہین حالانکہ اگر سمجھ کر اور غور کرکے وہ انکا مقابلہ کرین تو انکی کامیابی کا امکان بھی ایسا
ہی ہے جیسا ناکامیابی کا - کم از کم اس سے یہ تسلی تو ہوتی ہے کہ جیسا کچھ ہم سے
ممکن تھا ہمنے کیا جو ناکامیابی ہماری کوششون کے بعد ہوئی اس مین انسانی قصور
نہین - کیونکہ اس مصیبت کو ہم نہین بچا سکتے تھے مگر ضعیف العقل جماعتین اس تسلی کو
نہین سمجھ سکتین اور اُن کے ہاتھ پاؤن مین ایسا لرزہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ یا تو

مطلق کچھ نہین کرتے یا کوئی متہورانہ اور مجنونانہ حرکت ایسی کرتے ہین جس کے بُرے نتیجے سینکڑون برس تک اُنکو بھگتنے ہوتے ہین[۱] +

مذہب مین صرف علامات کا رہ جانا

اب مین مختصر طور پر ایک دوسری نشانی کا ذکر کرتا ہون جو ضعیف العقل یعنی زوال پذیر قومون مین ہوتی ہے۔ مذہب آپ جانتے ہین کہ قومون کو وابستہ کرنے۔ انسانی جذبات کو برانگیختہ اور سرد کرنے۔ طبیعت مین نیک اُمنگون کے پیدا کرنے کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اِس مذہب کے دو حصّے ہوتے ہین ایک عقلی اور اخلاقی' دوسرے احکام و علامات یا شعار۔ یا دوسرے لفظ مین یہ کہہ سکتے ہین کہ مذہب ایک ایسی شے ہے جسکے روح و جسم دونون ہوتے ہین اور قومون اور جماعتون کی حالت جب قوی ہوتی ہے تو مذہب کے دونون رخون سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے آدمی تو بہت کم ہوتے ہین۔ اور جسقدر نظر آتے اور مدعی اس امر کے ہوتے ہین اُن مین بھی بہت کم ہین جن کے نفوس قدسیہ ایسے ہون کہ صرف روح مذہب سے فائدہ حاصل کر سکین اور اُسکے جسم کی اُنہین ضرورت نہ رہے۔ عام انسانون کو مذہب کے دونو حصون کی ضرورت ہے مگر جب جماعتین ضعیف العقل ہو جاتی ہین یا جو جماعتین شروع ہی سے ایسی ہین اُن کا مذہب صرف علامات اور اشارات ہوتا ہے جن کے معنی وہ نہین سمجھتے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہین وہ خول یا چھلکے کی بے انتہا عظمت کرتے ہین اور جو اُس کی کافی وقعت نکرے اُسکو بدمعاش اور بے دین سمجھتے ہین مذہب کی اصلی روح فوت ہو جانے سے اور اُسکے اخلاقی اور عقلی معنی کم و بیش فراموش کرنے سے تنگدلی اور تعصب اور ہٹ عوام مین اور خصوصاً اُس مذہب کے پروہتون مین بہت بڑھ جاتی ہے اور ایک زمانہ کے بعد وہ اخروٹ کے چھلکے ہی کو گری سمجھنے لگتے ہین[۱] (طریقہ

---

[۱] علمائے پیروان بودہ۔ مسیحی علما اور عوام زمانہ متوسط کے اہل چین۔ اہل ایران۔ مسلمانان دکن بعض زمانون مین اہل فرانس عموماً ہندوستان کے ہندو اور مسلمان۔ خواص و امرائے ترک۔

عبادت کو عبادت سے تعبیر کرتے ہین - عوام اور پروہتون کے نزدیک نجات منحصر اعمال حسنہ پر نہین ہوتی بلکہ چند کلمے زبان سے کہنے اور چند عقائد کو مان لینے اور اُن پر اصرار کرنے اور اون کے نہ ماننے والون کو بُرا سمجھنے سے ہوتی ہے - جو افسوسناک نتائج مذہب بلا اخلاق کے پھیل جانے سے کسی جماعت مین پیدا ہوتے ہین تمام تاریخ اُس کی شاہد ہے - ایسی صورت مین تمدن اور مذہب کی بنیاد برقرار رہتی ہے مگر صرف بظاہر - اندر سے اُنکی جڑ کھوکھلی ہوجاتی ہے اور سوسائٹی کا ہر فرد دوسرے پر قریب قریب اُسی طرح سے نگاہ ڈالتا ہے جیسا کہ ایک درندہ دوسرے جانور کو دیکھتا ہے - پس جو لوگ قومون کے اخلاقی اور عقلی معیار کو بڑھانا چاہتے ہین اُن کو لازم ہے کہ اوّل اُن کے خیالات کو بے جان کل کی جگہہ جاندار روح بنائین - ورنہ وہ سب کوششین بیکار ہونگی - مذہبی علامات اور مذہبی روح کو تصوّف کی عبارت مین بیان کر کے نماز یا عبادت کی بابت ایک صوفی شاعر نے کہا ہے ؎

نمازِ زاہدان سجدہ سجودست	نمازِ عاشقان ترکِ وجودست

مگر جو انسان یا قومین زندہ ہین اور زندہ رہنا چاہتے ہین اُنھین مذہب کا یہ اصلی مقصد سمجھنا ایسا ہی لازم ہے جیسا اُس عاشق صادق کو جو بقول شاعر کے نماز کے اصلی معنی ترک وجود سمجھتا ہے - یہان ترک وجود کی جگہہ خلوص ارادتمندی تضرع خدا کے سامنے باادب حاضر ہونا دل کو کم از کم اُس وقت تمام آلایشون اور خواہشون سے پاک کرنا - یہ لفظ رکھ دیجئے تو یہ اصل روح نماز کی ہے - رہے ارکان نماز یا وضو وہ اِن کا لباس یا خول ہے مگر جیسا مین نے ابھی بیان کیا ضعیف العقل قومون مین اور نیز کچھ زمانہ کے بعد سب مین مذہب کی سچی روح پرواز کر جاتی ہے اور ایک خالی جسد بیجان رہ جاتا ہے ؎

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر	این چنین تسبیح کے دارد اثر
گھٹتے گھٹتے اثر صدق و صفا کچھ نہ رہا	آخری دور مین تلچھٹ کے سوا کچھ نہ رہا[1]

[1] قریباً سب بڑے بڑے مذاہب عظیمی کا جنھون نے تاریخ عالم مین شہرت حاصل کی یہی حال ہوا اور یہی سبب تھا کہ مذاہب کی منسوخ ہو کرنے جاتا رہا - ہندوون کے قدیم مذہب کی وجہ بھی یہی تھی -

اس مضمون پر جو کچھ لکھنا چاہتا تھا لکھ چکا اب ایک بات صرف باقی ہے جس پر مین اس مضمون
کو ختم کرنا چاہتا ہون - غالباً ڈریپر نے اپنی کتاب ان ٹلک چول ہسٹری اوف ماڈرن یورپ
(موجودہ یورپ کی عقلی تاریخ) مین لکھا ہے کہ جس طرح انسان کے تین زمانہ بچپن - جوانی
اور بڑھاپا ہین اسی طور پر قومون کے تین زمانے ہوتے ہین اور پھر ہر زمانہ کی چند خصوصیات
بیان کرنے کے بعد وہ کہتا ہے کہ آخر عمر مین جس طرح آدمی موت کے خیال کو اپنے ذہن
مین نہ آنے دینے کی کوشش کرتا ہے - اور اُس آخری وقت کو کسی قدر دور کرنے کے لئے
طرح طرح کی تدبیرین کرتا ہے - اسی طرح قوم یہ نہین چاہتی کہ اپنی موت کا جو قریب
آپہنچی ہے خیال کرے مگر ہمارے نزدیک اس لائق مورخ کا یہ خیال کسی قدر غلط ہے قومون
کی زندگی افراد کی زندگی کی مانند نہین ہوتی - قومون کی عمر افراد کی عمر سے زیادہ ہوتی
ہے - انسان مرنے کے بعد پھر اس دنیا مین نہین آتا مگر جماعتین مرنے کے بعد پھر زندہ
ہو جاتی ہین - یہ سچ ہے کہ پہلی ترقی اور دوسری ترقی مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے - مگر اسکی
مثالین تاریخ مین بہت کثرت سے موجود ہین کہ قومین ایک عرصہ کی خواب غفلت کے
بعد جاگ اُٹھتی ہین - روما تباہ ہو گیا اور ڈیڑھ ہزار برس تک اٹلی خواب جہالت مین غرق
رہی - مگر اس صدی مین پھر اُس نے کروٹ لی اور اسوقت بہت ترقی کی ہے - جرمنی
کی قوم نے اپنی موجودہ حالت کو بہ نسبت سابق کے بیحد بلند کر لیا ہے حالانکہ اسی صدی کے
شروع اور اٹھارہوین صدی کے نصف اوّل مین اونکی ذلت ضرب المثل تھی - یونانیون
کے حملہ کے پہلے ایران کی قوم کا عروج دنیا مین پھیلا ہوا تھا اسکے بعد وہ تباہ ہو گئے
پھر اُنھون نے سنبھالا لیا - مسلمانون نے انکو پھر زیر کیا مگر بارہا وہ اُٹھے اور پھر سو گئے
اسی طور پر ہم آج کل کے ہندوون مین ایک عقلی اور علمی تحریک نمایان طور پر پاتے ہین جس
شخص نے توجہ کے ساتھ اونکی حالت موجودہ کا مطالعہ کیا ہے وہ بے تکلف پیشین گوئی
کر سکتا ہے کہ ہندو دنیا مین بڑی ترقی کرنے والے ہین - اس مختصر مضمون مین اُن اُمور کو

بیان کرنے کا موقع نہین ہے جن سے یہ نتیجہ پیدا ہوا ہے۔

الغرض جس قوم کی عقل پرزور اور قوی ہے باوجود عیبون اور بدیون کے اُس کی زندگی کی توقع ہوسکتی ہے جو قوم عرصہ تک بدمست یا آرام طلب یا کم ہمت رہ چکے اُسکو بھی مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہین - لیکن ایسی قوم کو بیدار کرنے کے لئے زیادہ زمانہ درکار ہے اور اُس کے ارکان بہت کچھ سختی اور ذلّت برداشت کرنے کے بعد اپنے فرائض اور حقوق کو سمجھتے ہین - جس قدر بیماری پرانی اور سخت ہو جاتی ہے علاج مین اتنی ہی دیر لگتی ہے اور زبردست دوا کی ضرورت ہوتی ہے +

قومون کی تنزل کے اسباب

جب کوئی مورخ دنیا کی مختلف قومون پر نظر اُٹھا کر دیکھتا ہے تو وہ عموماً یکسان اسباب اُن کے تنزل اور کمزوری عقل کے پاتا ہے - اور وہ اسباب مختصر صورت مین یہ ہین - (۱) کاہلی - آرام طلبی - عیش (۲) غرور (۳) نااتفاقی اور ان سب پر حاوی بے انتہا خودغرضی ہے جو عقل کی کمزوری سے پیدا ہوتی ہے - مگر جب بعض خاص صفات بعض قومون مین ترقی پکڑ گئے تو وہ قومین گر گئین (۱) مثلاً قدیم یونان کی ترقی آزادی خیالات کی وجہ سے تھی - اور وہ ترقی علم و فن مین تھی جب وہ اپنی حد سے باہر ہو کر دنیا کو فتح کرنے لگے اور علم کو پس پشت ڈالدیا تو اُنکا تنزل شروع ہو گیا - (۲) رومن قوم نے خود ضبطی اور جفاکشی کی وجہ سے ترقی کی اور عیاشی اور دولت کی وجہ سے اُن مین وہ ہزارون عیب پیدا ہو گئے جنکی تفصیل گبن کے سنو صفحات مین نظر آتی ہے (۳) اہل چین کی ترقی جو رک گئی اور کھڑے پانی کی طرح اُس مین بدبو پیدا ہو گئی وہ اُنکے عقلی تنگ حوصلگی کی وجہ سے ہے یعنی اپنے غرور مین دوسری قومون کو وہ ایسا حقیر سمجھنے لگے کہ اُن سے کوئی بات سیکھنا گوارا نہین کرتے + (۴) قریب قریب اسی وجہ سے اور نیز آرام طلبی کی وجہ سے ایران کا تنزل ہے مگر اُس مین ملک اور قوم کی محبت اگرچہ

عاقلانہ طور پر نہین مگر پھر بھی بہت کچھہ موجود ہے اسلئے یہ قوم کبھی عرصہ تک پست نہین رہ سکتی (۵) ترکون کی اور عموماً مسلمان قومون کی ترقی اور تنزل دونون کا اصلی سبب ایک ہی ہے تلوار سے اُنھون نے ترقی کی مگر جب دنیا مین تلوار کی جگہ علم سے لڑائی ہونے لگی اور اُنھون نے حسب ضرورت علم نہ سیکھا تو وہ اِس دوڑ مین کم رہ گئے -

(۶) تمدنی حیثیت سے مسلمانون کی ترقی کا ایک بہت بڑا سبب یہ تھا کہ چند صدیون تک وہ خذ ما صفا کی پاک اور جامع نصیحت پر عمل کرتے تھے - جب سے اُن مین خودبینی اور دوسری قومون سے تعصب اور مغائرت پیدا ہوگئی اور اپنی رسوم و عادات مین ایسے پکے ہوگئے کہ دوسری قومون سے سیکھنا عار بلکہ گناہ سمجھنے لگے اُسی وقت سے دنیا کی تمدنی اور علمی افسری بھی اُن کے ہاتھ سے نکل گئی - نا اتفاقی کم فہمی اور خودغرضی ہمیشہ اُن لوگون مین پیدا ہوتی ہے جنکا علم اور واقفیت محدود ہے یعنی جاہل لوگون مین یا اُن لوگون مین جنکا علم خود جہالت ہے اور روشن ضمیری سے نفرت کرتا ہے پس مسلمانون کے تنزل کے اسباب مین نا اتفاقی کوئی خاص جز نہین ہے - بلکہ اُن کے ترک علم کا ضروری نتیجہ ہے - یہان پر ہندؤون کے تنزل کے اسباب کی وجہ مختصر طور پر بتائی جاوے تو بیجا نہوگا - میرے نزدیک اُن کے زوال کی اصلی وجہ

تفریق اور چھتابندی تھی - ذاتون کی علحدگی اور ہمدردی کے ہٹ جانے سے ہندؤون کی قوت تباہ ہوگئی مگر اُن کا مذہب یعنی رسوم اور خیالات قایم رہے جب کہ مغربی خیالات اِس مضر تفریق کو دور کردےگی اُس وقت اِن مین بے انتہا قوت پیدا ہو جاویگی - اِس بحث مین ہم چند لفظ اگر اِن اسباب کی نسبت بھی بیان کردین جو غالباً یورپ کی ترقی کو تباہ کرنے والے ہونگے تو دلچسپی سے خالی نہوگا - ہمارے نزدیک یورپ کو جو خطرہ درپیش ہے وہ دولت کی بہتات اور عیش پسندی ہے عیش پسندی کو دولت کی ضرورت ہوتی ہے - اور حصول دولت کے لئے بوجہ ضرورت

بہت سے خلاف مصلحت اور خلاف انصاف کام کرنے پڑتے ہین جنکا نتیجہ بقول لارڈ
سالسبری وزیر اعظم انگلستان سئے قومون کی موت ہے۔ دولت اعلیٰ سے اعلیٰ طبایع کو
بگاڑ دیتی ہی اور علم کو اپنے ماتحت کر کے بدکامون کو نیک شکل مین ظاہر کرتی ہی اور نیک کامون کو
بدشکل مین۔ الغرض اسوقت یورپ کو وہی خطرہ درپیش ہے جو آخر زمانہ مین روم اسپارٹا کو۔ خلافت
بغداد کو۔ فاطمین مصر کو اور اسپین کو پیش آیا تھا اور خطرہ ایسا زبردست تھا کہ ابتک کوئی اسکا مقابلہ نکر سکا
دولتمند جماعتین خواہ وہ یزدجرد کے زمانہ کے ایرانی ہون۔ یا دکن کے امیر یا لندن
اور پیرس کے تاجر یا امریکہ کے صراف ہون عموماً اصلی صفات گم کر دیتے ہین۔ اسوقت جرمنی اور
بلند حوصلہ قومین جنکی قوتین سلب نہین ہوئی ہین تازہ دم ہو کر انپر حملہ کرتی ہین کچھ عرصہ تک
پرانی تہذیب اور علم ان ر و کا مقابلہ کرتا ہے مگر آخر مین جس طرح مشرقی رومی سلطنت
مسلمانون کے حملہ کے سامنے اور مغربی سلطنت اہل جرمن کے سامنے اور عباسیون کی
عالیشان خلافت مغلون کے سامنے نہ ٹھہر سکی اسی طرح ممکن ہی کسی آیندہ صدی مین ایشیا
اور یورپ افریقہ کے حبشیون اور سوڈانیون کی اطاعت قبول کر کے انکی تقلید کرنے اور ان
سے تہذیب سیکھنے کو سرمایۂ ناز سمجھین۔ جو جماعتین آج نہایت پست ہین کوئی شخص نہین
کہہ سکتا وہ آیندہ ایسی ہی رہین گی بشرطیکہ وہ اُن قوانین تمدن کی پیروی کرین جو انسان کو
بلندی کی طرف لیجاتے ہین۔ جو قومین نہایت عروج کی حالت مین ہین یا جنکی خراب حالت
ابھی آخری درجہ تک نہین پہنچی ہے وہ اگر تاریخ سے سبق حاصل نکرین گی تو آرام طلبی اور
غرور کی بدولت زمانہ مستقبل مین اُنکا بھی نام ہی نام رہجائیگا اور زمانہ سلف کی تاریخی
عبرتناک نامہ مین مورخ یہ نام اور زیادہ کر دیگا + کُل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک
ذوالجلال والاکرام ٭ ــــ ۵

دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ گیرم کہ بکام دل بماندی صد سال	وین نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ

مورخہ ۵ محرم الحرام ۱۳۱۹ ہجری

قومی انجمنون کے فرائض [۱]

حضرات! قبل کارروائی شروع ہونے کے مین چاہتا ہون کہ آپ کی اجازت سے کچھ باتین اس انجمن کے متعلق عرض کرون۔ میری رائے مین اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم کسیقدر زیادہ توجہ اپنے کام مین کرین اور سب ممبر سنجیدگی کے ساتھ ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے اپنے تئین ایک دوسرے کا نائب سمجھین ۔

انجمن کے اغراض مین عام طور پر وہ سب باتین شامل ہین جو علاوہ پالیٹکل معاملات کے مسلمانون کی بہبودی کے متعلق ہین اور دسمبر گذشتہ کی تعطیل کرسمس سے بھی اغراض ایجوکیشنل کانفرنس کے یہی قرار پاچکے ہین کیونکہ تمدنی اصلاح یعنی تباہ کن رسوم کا دور کرنا اب اس بزرگ انجمن نے اپنے ذمہ لے لیا اور اپنے اغراض مین شامل کرایا ہے جس کو مرحوم سرسید احمد خان نے قایم کیا تھا۔ پس وہ کانفرنس تعلیم اور اصلاح رسوم دونون کیواسطے ہے اور یہی ہماری غرض ہے ؎ ذرۂ آفتاب تابانیم +

تمدنی اصلاح ایک ایسا عام لفظ ہے کہ اخلاق۔ معاشرت۔ تعلیم۔ تہذیب۔ تمدن۔ طریقۂ بود و باش۔ لباس۔ خوراک۔ غرض ہر چیز اس مین شامل ہے اور اگر کوئی حکیم اپنے گوشہ مین بیٹھکر ایک فرضی اور خیالی تصویر اعلی تمدن کی اپنے ذہن مین قایم کرے اور پھر اسکا مقابلہ ہماری اصلی حالت سے کرے تو وہ سوائے اسکے کہ خواجہ حافظ مرحوم کا یہ شعر پڑھکر اور ٹھنڈی سانس بھر کر بیٹھ جاوے اور اصلاح کے خیال سے درگذرے اور کیا کرسکتا ہے ؎

صلاحِ کار کجا و من خراب کجا	ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

[۱] یہ تقریر ۱۳۔ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء کو بحیثیت صدر انجمن کے انجمن تعلیم و تہذیب میرٹھ مین کی گئی۔

مگر ہم ایک گوشہ نشین فقیر یا خیالی حکیم کی نظر سے نہین بلکہ ایک ہوشیار دنیا دار کی نظر سے اپنی
اور اپنے بھائیون کی حالت کو دیکھین اور اُسپر غور کرین تو ہم تصویر کو کافی طور پر دھندلا اور
تاریک پائینگے اور کسی ایک چیز کو لے لیوین تا ہم اسکی اصلاح اور درستی آسان معلوم نہوگی
اگرچہ اسوقت حالت تو یہ ہے کہ فرق سے قدم تک جہان نظر کرین ع

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

تاہم چند برائیان ایسی ہین جنکی بابت جمہور کا بہت کچھ اتفاق ہوگیا ہے *

ان مین سے سب سے اول چند روز سے ایک نہایت سیدھی اور معمولی اور بدیہی چیز
آپہنچی ہے یعنی غمی اور شادی کی فضول خرچیان - اسکے لئے آپکی ایک منتخب کمیٹی نے
یہ فرض اپنے ذمہ لیا ہے کہ بیٹھکے اُن مسلمانون کے سر برآوردہ لوگون سے جو شریف
کہلاتے ہین یہ عرض کرین کہ وہ اپنی اپنی برادری مین پنچایت کرکے اپنی قوم کو ان فضولیات
کی طرف خاص کر توجہ کرین - اور کوئی قاعدے ایسے بنا دین جن سے یہ بوجھ اُن کے کنبہ اور
قوم کے اوپر سے کسی قدر ہلکا ہو - مگر آپ دیکھینگے کہ ایسے ایک مختصر کام کے لئے بہت کچھ
ہمت، بہت کچھ [illegible] بے غیرتی اور دریوزہ گردی اور قدر سے ملامت اور پاپوسی برداشت
کرنی پڑیگی - حالانکہ سب جانتے ہین کہ اب نہ ہماری سلطنت ہے - نہ حکومت ہے کہ بلا محنت
و مشقت پنشنین اور وظیفے اور منصب اور جاگیرین جاری ہون - نہ عہدے عالی ہون تو ہمارے
اور فوجی اور ملکی عدالتی ہون تو ہمارے - سب جانتے ہین کہ مسلمانون کے پاس آج کل
معاش کے وسائل بہت کم اور بہت تھوڑے ہین اور جو زمینداری تھوڑی بہت باقی تھی یا
باقی ہے وہ نکلتی جاتی ہے - سب جانتے ہین کہ تعلیم کے لئے بہت کچھ فریاد و زاری کیجاتی
ہے کہ مفلسی کی وجہ سے لوگ اپنے بچون کو تعلیم نہین دلا سکتے - سب جانتے ہین کہ قرض
اور سودی قرض کے چکر سے خاندان تباہ ہوگئے - اور سب جانتے ہین ورنہ
سب کو جاننا چاہئے کہ اسلام نے صاف طور پر مناسب کفایت شعاری کا سبق

سکھایا ہے اور فضول خرچی کو خدا کی نافرمانی قرار دیا ہے بحیث قال اِنَّ المُبَذِّرِینَ کَانُوا اِخوَانَ الشیاطین ۔ اِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ المُسرِفِینَ ۔ مگر نمود کے مواقع پر سو مین سے پچاس نہین ، نوّے نہین ، سو مین اتنی نہین بلکہ اس سے زیادہ آدمی جائداد بیچکر قرض لیکر ضروری اخراجات کم کر کے روپیہ ضرور خرچ کرینگے + اسلام جدا - اور عقل جدا - ضرورت اس طرف اور رجحان زمانہ اُس طرف ان باتون کو ملامت کرتی ہے مگر لوگ ہین کہ کچھ پروا نہین کرتے ۔ غریب اپنی چھوٹی پونجی کو مٹا کر فاقہ مست بننے کو تیار ہین اور امیر عُمدہ نمونہ غریبون کے لئے قایم نہین کرتے ۔ اپنی صحیح جس طریقے سے خیرات ہوتی ہے وہ حد درجہ قابلِ ملامت اور مضر اور دینے والے اور لینے والے دونون کو ذلیل کرنے والی ہے مگر خیرات بجائے قومی یا مذہبی فرض کے ایک رسم ہو گئی ہے اور خلقِ خدا کو بیکار اور پست ہمت اور ذلیل کرتی جاتی ہے ۔ اور عُمدہ کامون مین روپیہ مل نہین سکتا +

ہم یہ بھی جانتے ہین کہ ان اخراجات سے کوئی مستقل بلکہ عارضی فائدہ بھی ہماری قوم کا نہین ہوتا اور یہ کام کچھ اچھے کام نہین ہین مگر آپ دیکھتے ہونگے اور آپ یہ بات آیندہ بھی دیکھینگے کہ لوگ پست ہمت اور ڈرپوک ہین اور ایک مثال اور نمونہ چاہتے ہین اور خود کسی کام کی ابتدا کرنا پسند نہین کرتے اسلئے بے پروائی اور سُستی کا مقابلہ کرنا آسان کام نہین ہے +

ایسی صاف اور صحیح بات کے سمجھانے اور اُسپر تعمیل کرانے مین جو دقّت آپ کو واقع ہوتی ہے اُس سے آپ دیکھینگے کہ اصل کام کتنا بڑا کام ہے - کیا ہم اِسکے لئے تیار ہین یا یہ کام ہمکو کرنے چاہئین +

یہ سوال ہین جن کے جوابات دینے کے لئے مین آج کھڑا ہوا ہون -

برادران ! یہ بات تو ظاہر ہے کہ یہ عظیم الشان دنیا مع اپنے تمام نظام کے ، میری مراد ہے انسانون کی دنیا مع تمام آداب و طرق - و رسوم - و علوم و فنون و شایستگی و تہذیب و اخلاق وغیرہ کے آپ سے آپ پیدا نہین ہو گئی - بلکہ یہ کام ہے ہزارون

لاکھون انسانون کا جو ہمسے پہلے گذر گئے اور جن مین اکثر بلکہ نہایت بڑی تعداد کا کوئی نام بھی نہین جانتا اور جنکی قبر پر کوئی فاتحہ پڑہنے یا پھول چڑہانے والا تو کجا لوگ یہ بھی نہین جانتے کہ اُن کی قبر کہان ہے یا وہ دفن بھی ہوئے تھے یا نہین۔ اور جنکی شہرت اور تعریف تو کجا ہم یہ بھی نہین جانتے کہ وہ کس ملک۔ کس قوم۔ کس شہر۔ اور کس زمانہ کے آدمی تھے

غرض انہون نے اپنا کام کیا اور چلے گئے تو کیا ہمارے اوپر فرض نہین ہے کہ ہم بھی علاوہ اسکے کہ خدا کا حکم ہے۔ علاوہ اسکے کہ قوم کی بہبودی ہے بحیثیت انسان ہونے کے اپنی عقل اور اپنی عملی قوت سے تھوڑا بہت کام لین۔

دُنیا جب سے آباد ہوئی ہے اس مین دو قسم کے آدمی ہوتے ہین اور دو رائین ہمیشہ لڑتی رہی ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کرسکتے اور ہمکو کیا۔ دوسری یہ رائے ہے کہ ہم تھوڑا تھوڑا کرسکتے ہین اور وہی بہت ہو جائیگا۔ پہلی رائے والون کے موافق عمل کیجئے تو یہ دنیا ایک ہُو کا میدان ہو جاوے اور وحشت اور تاریکی کا غلبہ ہو جاوے۔ بدقسمتی سے یہی خیال مسلمانون مین چند صدیون سے زور پر ہے یہانتک کہ سمجھدار اور تعلیم یافتہ آدمی بھی اس خیال کی سخت زنجیر سے نہین چھوٹتے۔

دوسرا خیال وہ ہے جس سے دُنیا مین ترقی اور تہذیب۔ علم اور اخلاق۔ مذہب اور معاشرت نے نمو پکڑا ہے اور جس نے اولوالعزم انبیا۔ وصلحا۔ و مدبرین سلطنت و موجد و مصنّف و شاعر و بہادر سپاہی اور محبان ملک اور مصلحان قوم پیدا کیے ہین۔ یہ خیال کہ ہم کچھ نہین کرسکتے صحیح ہو یا غلط ہو اسوقت مجکو اس سے بحث نہین ہے یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہے اور بڑے بڑے فلاسفر اس مین عاجز ہین لیکن اس خیال پر یقین کرلیا جاوے تو پھر انسان اور سمندر کے جھاگ اور ریت کے ذرّون مین کیا فرق رہ گیا۔

اگر انسان سعی اور ارادہ کی قوّت کو بیکار سمجھ لے اور یہ سمجھ لے کہ انسان کے لئے وہی ہے جو خود بخود اُسکے لئے ہو جاوے نہ وہ چیز جسکو کوشش سے لیوے تو نہ اُس مین جِدّت

پیدا ہوگی - نہ دلیری - نہ عملی قوت اور نہ وہ ترقی کر سکیگا - اور دراصل جب لوگ یہ کہتے ہین کہ ہم سے کچھہ نہین ہو سکتا تو وہ دراصل چھپے الفاظ ہین اون کا مطلب یہ ہے کہ قوم یا بنی نوع کے لئے ہم کچھہ نہ کرین گے -

کیونکہ اپنی ذاتی غرض کے واسطے تو وہ کوئی دقیقہ اپنی حیثیت کے موافق نہین چھوڑتے - نوکری کے لئے بہتیری پیروی اور خوشامد کرتے ہین - تجارت مین بہت کچھہ جھوٹ بولتے ہین - عابد و زاہد ہین تو خدا سے جنت لینے کے لئے یا دوزخ سے بچنے کے لئے بہت عبادت کرتے ہین - غرض دُنیا دار ہو یا دیندار اپنے طریقہ عمل سے اس مقولہ کو جھٹلاتے ہین کہ ہم سے کچھہ نہین ہو سکتا - شاید اس فقرہ سے یہ مطلب ہو کہ قوم کے لئے ہمسے کچھہ نہین ہو سکتا اپنی ذات کے لئے ہو سکتا ہے - یہ سچ ہے اگر اسکے یہ معنی ہین کہ اپنی قوم کے لئے ہم کچھہ کرنا نہین چاہتے + بیشک آپ صحیح کہتے ہین لیکن مہربانی فرما کر اس مطلب کو ذرا صاف الفاظ مین ظاہر کیجئے تاکہ دوسرے لوگ غلط فہمی سے دل شکستہ نہ ہو جائین - بہت بہتر ہین وہ سچے بے لاگ خود غرض جو اپنی خود غرضی کو فلسفہ یا ریاکاری کے پردہ مین نہین چھپاتے -

بعض دفعہ اس فقرہ کا یہ مطلب بھی ہوتا ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم کچھہ نہین کر سکتے یعنی تم جو خیر خواہی کے مدعی ہو تم جو ہمکو دق کرتے ہو ہم اگر چاہین تو کچھہ کر سکتے ہین - اگرچہ اس مطلب کو یہان طنز کہا ہے مگر سنجیدگی سے اور بلا تصنع ہم کہتے ہین کہ بہت خوب ہم سے نہین ہو سکتا تو آپ ہماری مدد کیجئے اور ہمکو سیدھا راستہ بتائے اور کچھہ خدمت اور محنت کرکے اپنی قابلیت ثابت کیجئے - ہم نہایت ادب اور انکسار سے آپ کی اس نصیحت کو مان لین گے اور ایسے آدمیون کی پیروی کرین گے جو کچھہ کام کر سکتے ہین -

پھر بعض حضرات صاف یہ فرماتے ہین کہ کوئی کام نہین چل سکتا جب تک

رئیس اور باحیثیت آدمی اُس مین شریک ہون - یہ ایک ایسا جملہ ہے جو جگر پر تیر کا کام
دیتا ہے - کہان ہین رئیس اور باا ثر شخص - اِس خودمختاری اور کس مپرسی کے زمانہ مین
جو چند کمتر مفلس یا سپید پوش ہین اور جن کی ظاہری عزت ہم جیسے کنگلون سے زیادہ ہے
اُن کے دل مین اگر اُمنگ کام کرنے کی ہوتی تو یہ نوبت ہی کیون آتی - اوّل جب
اعلیٰ طبقہ بگڑ لیتا ہے تب قوم پر مصیبت آتی ہے - اگر ہمارے معزز آدمیون اور رئیسون
کی ایسی طبیعت ہو جیسی قرون گذشتہ کے مسلمانون کی ہوتی تھی - یا جیسے انگلستان و
یورپ مین اعلیٰ سے اعلیٰ درجے کے آدمی عام خیر خواہی کے کامون مین مثل ایک مزدور کے
کام کرنے کے لئے تیار ہین تو ہر شخص اور ہر قریہ مین ایک روشنی نظر آنے لگے -

رئیس اور معززین کا اثر سب درست مگر رؤسا اور معززین کو سمجھانے والا بھی
تو کوئی ہونا چاہیے - اگر غریب نہو گا تو اور کون ہو گا - یہان تو حالت یہ ہے کہ اوّل
سے آخر تک ہر گروہ اور فرقہ خاموش ہے اور ایک دوسرے کا مونہہ تکتا ہے بلکہ
مونہہ بھی نہین تکتا - کیونکہ مونہہ تکنے سے انتظار پایا جاتا ہے - یہان کسی کو نہ
کسی کا انتظار ہے اور نہ اُمید ہے ؎

احوال پریشانیم اندازہ کس نیست	اجزائے مرا نسبت شیرازہ کس نیست

جب یہ حالت ہے تو مین یہ تو نہین کہون گا ؎

عرفی مرو از صومعہ در میکدہ کانجا	کس را غم مخموری و خمیازہ کس نیست

بلکہ یہ کہون گا کہ ابھی ہمکو صبر کرنا چاہئے اور رئیسون سے اور بڑے آدمیون سے
(کاش ہماری قوم مین ایسے آدمی زیادہ ہون) مدد طلب کرنے کے لئے آہستہ آہستہ
اپنے تئین تیار کرنا چاہئے +

اِس تمام تقریر کے ذریعے جو امر مین بیان کرنا چاہتا ہون وہ اتنا ہے کہ یہ
خیال غلط ہے کہ ہم کچھ نہین کر سکتے - ہم ضرور کچھ کر سکتے ہین -

"فیض روح القدس ار باز مدد فرمائد | دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد"

وہ فیض روح القدس یہ ہے کہ ہم آہستہ آہستہ کام کرتے رہین ہمت نہ توڑین تھوڑا سا صبر اپنی سُستی پر کرین۔ تھوڑی سی ندامت اپنی غفلت پر۔ تھوڑا سا قابو اپنے جذبات پر تھوڑی سی عادت متفق کام کرنے کی۔ قدرے مسرت اپنی ناموری کی نہین بلکہ کام کی کامیابی پر۔

جب یہ باتین ہم مین ہونگی تو ہمکو سوائے خدا کے اور کسی کی مدد کی احتیاج نہ ہوگی۔

اے حضرات! آخر وجہ کیا ہے کہ ہم کم ہمّت ہو جاوین۔ کام اگرچہ بڑا ہے لیکن ہفتہ مین آدہ گھنٹہ روز کون شخص نہین دیسکتا تعطیل کے دن دو گھنٹے تین گھنٹے کس کے خالی نہین ہوتے۔ یہ کہنا کہ فرصت نہین فضول ہے۔ کیونکہ کوئی شخص ایسا عدیم الفرصت نہین ہوتا جیسا وہ شخص جو بالکل بیکار ہوتا ہے۔ کامی آدمی ہر کام کے لئے وقت نکال سکتا ہے۔ یہ خیال بھی کہ ہماری طلب معاش مین یہ کام ہارج ہوگا بے بنیاد ہے۔ کیا دنیا مین جو لوگ قوم کے لئے کچھہ کرتے ہین وہ بھوکے یا بے عزت رہتے ہین۔ کیا وجہ کہ ہم فضول باتون مین یا بیکاری مین وقت ضایع کرین تو ہم پر تباہی نہ آوے اور کوئی کام عام بھلائی کا کرین تو اُس مین ہمارا نقصان ہو جاوے۔

شاید ہمت ٹوٹنے کی وجہ یہ بتادی جاوے کہ ہمسے باوجود کوشش یہ کام نہ ہوسکیگا مگر کیون؟ آخر دنیا مین یہ کام آدمیون نے نہین کیا بلکہ حیوان اور فرشتون نے کیا ہے۔ یا پہلے زمانہ مین آدمیون کے ہاتھہ پاؤن زیادہ ہوتے تھے یا وہی جسم وہی طاقت وہی ساخت جسمانی وہی حواس خمسہ ہمارے نہین ہین۔ جیسے یورپ کے لوگون کے یا ایشیا کے عمدہ آدمیون کے تھے۔ وہی آفتاب کو روشنی دیتا ہے۔ وہی ہوا ہمارے دماغ اور دل کو راحت پہونچاتی ہے وہی زمین ہمکو اُٹھاتی ہے۔ اور وہی غذا ہماری قوت قایم رکھتی ہے جو دوسری قومون کی ہے۔ نہ ہمارے کانون پر کوئی مُہر ہے اور نہ آنکھون پر

وہی صحیفہ قدرت ہمکو نظر آتا ہے جو اوروں کو تاریخ عالم بلکہ دنیا کے صفحہ پر ترقی اور تنزل
کے وہی اسباب ہمارے لئے مقرر ہین جو اوروں کے لئے اور سب جگہہ اُمید اور کوشش -
کوشش اور اُمید یہی دو چیزین ہین جو بآواز بلند انسان کو آگے بڑھنے کو کہتی ہین اور سستی
اور مایوسی - مایوسی اور سستی یہی دونون رہنما ذلت اور خرابی کے قعر کیطرف لیجاتی ہین

خدا کے احسان سب پر عام ہین - انسان کی فطرت بہت کچھ مطابق ہے - مگر ایک
فطرتی نور یا مشعل ہے کہ وہ کسی قوم مین یا فرد مین ہوتا ہے اور کسی مین نہین ہوتا - اور
مین سمجھتا ہون کہ وہ سب مین ہوتا ہے لیکن لوگ قلت استعمال سے اُس نور کو بیکار کر دیتے
ہین اور تعلیم و تربیت اور سعی سے وہ روشنی پھر پیدا ہو جاتی ہے - خدائے تعالیٰ کسی
قوم کی حالت نہین بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت آپ نہ بدلے - خدا کے اسکے معنی کیا ہین
جب خدا ہی خالق اور مالک ہر امر و سبب [illegible] ہے تو خدا نہین بدلتا تو کون قوم کی
حالت بدلتا ہے اسکے معنی یہی ہین کہ خدا نے جو قوانین اور اسباب مہیا کئے ہین وہ سب کے
لئے یکسان ہین - کوئی اُن سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور کوئی فائدہ نہین اُٹھاتا جو اُن وسائل
سے کام لیتے ہین توفیق الٰہی اُن کے شامل ہوتی ہے - انتہی -

مین تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیتا ہون کہ ہمکو کچھ کامیابی نہ ہوگی - پھر کیا سعی
یعنی وہ بڑا کام خود اپنی ایک جزا نہین ہے اور ایک نیک کام مین کوشش کرنے اور
ہمت کرنے سے نفس کی تہذیب اور تربیت نہین ہے کہ ہم اسی لئے پیدا ہوئے ہین کہ
مثل غیر ذی عقل حیوانون کے اپنی چند خواہشات جسمانی کو پورا کر لیا کرین اور جبکہ قیامت
جبکہ ہمکو اپنے تمام اعمال کا محاسبہ کرنا ہوگا تو یہ بات بھلی وہ نہ ہوگی کہ جہان ہم نے
ہزارہا کام اپنے واسطے کئے وہان ایک کام خالصتاً للہ یا اپنی قوم کے لئے کیا -
رہی کامیابی و ناکامیابی - وہ ہمارے اختیار مین نہین ہے - البتہ کامیابی کا مستحق
بننا یہ ہمارے بس مین ہے -

اور یہ بھی خیال فرمایئے کہ بعض اوقات کامیابی ہو جاتی ہے اور ہمکو خبر نہین ہوتی۔ جو بیج کہ ہم آج بو رہے ہین اور جو باغ کہ ہم آج لگائین گے یہ لازم نہین کہ اُس کے پھل بھی ہم خود کھالین لیکن یہ ضرور ہے کہ پھل اُس مین ضرور لگین گے۔ رہی یہ بات خلق کی خدمت اور خدا کی خدمت کیا وہ جداگانہ یا مخالف چیزین ہین اسکو ہم ایک لمحے کے لیے قبول نہین کرسکتے۔ جائز اور نیک ذرایع سے دنیا کی ترقی اور خیرخواہی عین خدا کی اطاعت اور منشاء الٰہی کی تکمیل مین مدد دینا ہے۔ اور یہ بات ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو ماننی پڑیگی [illegible] ہمکو قیاس و تلقین سے معلوم ہوتا ہے لیکن دنیا اور دنیا کا وہ حصہ جو نیکی [illegible] سے ہو وہ دین ہم ہر وقت دیکھتے اور دیکھ سکتے ہین۔ اسی دنیا مین ہم ؎

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیک کس را دید جان دستور نیست

ہم ہرگز اس عقیدہ کے ماننے کے لئے تیار نہین ہین کہ خداپرستی مین کوئی چیز رفاہ خلق کے خلاف ہے یا خدمت خلایق اور عاقلانہ خدمت قوم مین خداپرستی نہین ہے۔ دنیا و دین مین ایسا اختلاف سمجھنا نہایت خطرناک غلطی ہے اور ہزارون لاکھون مسلمانون کو اب بھی قومی بہبودی سے روکتا ہے۔ مین اس موقع پر مولانا نذیر احمد کے ان اشعار سے بہتر اپنے مافی الضمیر کو بیان نہین کرسکتا ؎

جو دنیا و دین مین ہو ایسا تفاوت	کہ یہہ جائے دکّن تو وہ جائے اُتّر
تو ہم کس طرف کے ہوئے مونھہ سے بولو	کشاکش مین دونون کی ہین [illegible] مضطر

ایک آخر مین یہ بات اور عرض کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اگر ہم اس کام کو اپنی ناموری کے خیال سے کرین تو ہرج نہین ہے بشرطیکہ کام ہمدردی کے ساتھہ ہووے ناموری کا خیال اگرچہ نفسانی خیال ضرور ہے مگر بسا اوقات مفید ہوتا ہے اور پھر یہ بھی مین خداپرستی کے خلاف کوئی بات نہین ہے۔ ناموری سے مطلب ہے اپنے ہمجنسون مین عزت۔ یا دوسرے لفظون مین اپنی قوم کی تعریف (یا عمدہ رائے) کی خواہش ہے

انسان کی قدرتی خواہش ہے اور اس سے پایا جاتا ہے۔ دوسرون کی وقعت اسکے دل مین ہے کہ اونکی داد یا تعریف کا خواہشمند ہے اور پھر آدمی آدمی ہے۔ فرشتہ نہین ہے اور اچھا ہے کہ وہ فرشتہ نہین ہے۔ ایک شخص بڑائی او ناموری ہی کی غرض سے ہمارا کوئی کام کرنا چاہے تو کیا مضائقہ ہے۔ ہان مضائقہ کس چیز مین ہے؟ مضائقہ اس چیز مین ہے کہ ہم اس ناموری یا وقعت کی دوڑ مین ایک دوسرے کو بری نظر سے دیکھین ہم ایک بات کو بڑھتا دیکھکر رکھجاوین یا بگڑ جاوین ہم ایک دوسرے کی طرف سے برے خیال رکھین۔ ہم خود اتفاق کا نمونہ بننے کی جگہہ آپس مین دل صاف نہ رکھین۔ مین پھر کہونگا کہ مثل فرشتون کے دل کا پاک رکھنا ممکن نہین مگر اسقدر صفائی اور اتفاق تو لازمی بات ہے جس سے کام مین خلل نہ پڑے۔

اس انجمن کے متعلق مین ابھی اور کچھہ کہتا لیکن چونکہ کام آج زیادہ ہے اور یہ تمہید بھی آپ کا وقت بہت لے چکی ہے اسلئے تقریر کو ختم کرتا ہون جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے اسکا خلاصہ بھی یہ ہے۔

۱۔ مسلمانون کی حالت ایسی ہے کہ انکی اکثر باتین قابل اصلاح و ترمیم ہین۔

۲۔ اس انجمن نے ابھی ایک چھوٹا سا کام فضول اخراجات بند کرنے کا جو شروع کیا ہے اسکی برائی سب جانتے ہین مگر اس مین بھی محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔

۳۔ اس کام اور ہر کام کے کرنے مین یہ خیال دل مین نہ لانا چاہئے کہ ہم کچھہ نہین کرسکتے۔ یہ خیال شیطان کا ایسا دھوکھا ہے جو قومون کو غارت کردیتا ہے۔

۴۔ انسان کو خدا نے اسی لئے بنایا ہے کہ وہ کوشش سے ترقی کرے۔

۵۔ یہ خیال کہ جب تک رئیس اور معززین ہم مین شریک نہ ہون کامیابی نہین ہوسکتی صحیح نہین ہے۔ اول معززین اس قابل ہونے چاہئین صرف انکی شرکت ہونے سے کام بند نہ ہونا چاہئے۔

۶۔ ہم اس کام مین تھوڑا بہت وقت ضرور صرف کر سکتے ہین اور اس سے ہمارے ذاتی مفاد پر اثر نہ پڑے گا۔

۷۔ کوئی وجہ نہین کہ ہماری کوشش جاری رہے تو ہمکو کیون ناکامیابی ہو ایک انسان اور دوسرے انسان مین صرف ہمت کا فرق ہے ورنہ زیادہ تفاوت نہین۔

۸۔ بفرض ناکامیابی بھی ہو تب بھی قومی خدمت ایک طاعت الٰہی ہے۔ اس سے کم سے کم قلب کو تسلی حاصل ہوگی۔

۹۔ دنیا و دین دو چیزین نہین بلکہ ایک ہین اور دونون کا مقصد انسان کی ترقی ہے۔

۱۰۔ ناموری کا خیال بھی برا نہین البتہ رشک و رنا اتفاقی سے بچنا لازم ہو۔
وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین +

ہمکو کیا کرنا چاہیئے

تمہید

آپ کو عنوان مضمون دیکھکر کسی بزرگ کا پُرانا مقولہ ضرور یاد آئے گا۔ "کہ مُلّا کی دوڑ مسجد تک" جس بحث کو مرحوم سیّد سے لیکر ہر گمنام نیچری یا دوسرے لفظون مین ہر روشن ضمیر مسلمان جو نمود سے متنفر ہے۔ پامال کر چکا ہو اُس کو بار بار چھیڑنے سے کیا فائدہ۔ مگر یہہ کہ

حدیث درد دلاویز داستانے ہست	کہ ذوق بیش دہد چون دراز تر گردد

تاہم آپ کو یقین دلاتا ہون کہ اس مضمون مین ایسی کوئی بات نہو گی جو کسی کان سے نہ سُنی ہو اور کسی آنکھہ نے نہ دیکھی ہو یا کسی دل مین نہ گزری ہو بلکہ قندیل [illegible] ہو کر وہی پچھلے برس کی تیلیان آپکو دکھائی جاوینگی ✤

اولاً اس بات کے صرف کر دینے کی ضرورت ہے کہ لفظ ہم سے اس مضمون [illegible] کیا مراد ہے۔ یہان ہم سے تعلیم یافتہ یا تعلیم یاب جوانون کا وہ گروہ مراد ہے جو اس ملک کے کالجون اور سکولون سے تعلیم پاکر نکلتے ہین یا اُن مین تعلیم پا رہے ہین اور [illegible] سخن خاصکر شمالی ہندوستان کے نوجوان مسلمانون سے ہے ✤

دشواری منزل

مین عام طور پر زندگی کی سخت گزار دشوار [illegible] کا فلسفیانہ بیان چھیڑنا نہین چاہتا کیونکہ یہ قصہ دراز ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا مین عاقل کو بڑی بڑی ذمہ واریون اور نازک مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے راستے ملتے ہین جن مین سے ایک کے انتخاب کرنے مین دل کی مضبوطی اور عقل کی سلامتی اور ایمان [illegible]

ہے۔ نفسانی خواہشین اور دلی جذبات ایک طرف کو کھینچتے ہین تعلیم و تربیت یعنی مذہبی
اور تمدنی (سوشل) قوتین دوسری طرف زور لگاتی ہین۔ بھائی برادری اور عزیزون کے
تعلقات اور تمدنی طریقے زنگبار کی طرف اور زمانہ کی ہوائیں تاتار کی طرف کھینچتی ہین ایسی
صورت مین جب ایک نوجوان شخص پر یہ سب خاموش مگر بے حد قوی حملے ہو رہے ہون اوس کا
قدم سچی اور سیدھی پٹیا سے لڑکھڑا جائے تو ہمکو کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے بلکہ تعجب اس بات کا
ہوتا ہے کہ دنیا مین بظاہر جہالت اور غفلت اور نفسانی خواہشون کی پرزور تحریک کے
باوجود اس قدر بڑا گروہ اپنے تئین سنبھالے رہتا ہے اور دنیا کے لیے مفید ثابت ہوتا
ہے و علی اللہ اجرہم۔ مگر جیسا مین نے اول عرض کیا ہے مین اس قسم کے خیالی اگرچہ ضروری
مباحث کی طرف نہین جانا چاہتا بلکہ چند موٹی موٹی باتین لکھتا ہون جو میری رائے
ناقص مین زندگی کی کشمکش مین ہمارے مفید ہو سکتی ہین ✦

اولوالعزمی اور بوالہوسی

ایک ضروری سوال جو ابتدائے زندگی مین ہمکو حل کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا
ہم اپنے ارادون اور حوصلون اور ہمتون کو بلند کرین۔ بڑے درجون کی توقع کرین یا قناعت
اور صبر کے ساتھ اپنی خواہشون کو دبا کر آہستہ آہستہ چلین۔ دوسرے لفظون مین اولوالعزمی
یا قناعت اور گوشہ گمنامی زیادہ اچھی بات ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب ایک
شخص کی اپنی اپنی طبیعت پر منحصر ہے اور جہانتک میرا تجربہ ہے اگر اس چاردیواری
یعنی اس کالج اور بورڈنگ کے طلبا کو جمع کرکے رائے لیجائے تو بہت بڑے گروہ کی
رائے اس مسئلہ مین صاف طور پر اور ایک خاص رخ مین ہوگی اور آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ رجحان خیال اور طبیعتون کی رفتار جس طرف کو ہے وہ شاہراہ قناعت کی پٹیا اور
گمنام سود مندی کی کچی سڑک سے بہت بچکر چلتی ہے ✦
اب سوال یہ ہے کہ در اصل یہ اولوالعزمی اور عالی ہمتی کوئی بُری چیز ہے؟ یعنی حرص

کرون گا کہ ہرگز نہین ہرگز نہین - یہ ہمارے آیندہ کے لئے ایک فال نیک ہے۔ اور ہمارے دلون کے زندہ اور خیالات کے شگفتہ ہونے کی دلیل ہے۔ ہمکو بقول شاعر فارسی اپنی ہمت بلند رکھنی چاہیے کیونکہ خدائے تعالیٰ اور مخلوق کے سامنے ہماری عزت ہماری ہمت کے مطابق ہوگی ؎

باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو	ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق

مسلمانان سلف کی تاریخ مین پڑھنے والون کو اور ہی کچھ قابل تعریف یا قابل اعتراض باتین ملین مگر ہر تاریخ کا پڑھنے والا اُن کے بلند ارادون اور آسمان پر چڑہنے والی ہمت کو دیکھکر متحیر ہوجاویگا کہ اُن مین سے بعض شخص ایک ایک دنیا کے پلٹ ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ اور اُن مین سے بہت سے اُن ارادون مین کامیاب ہوتے تھے۔ سلف کی یاد تو ہم بھول گئے ہین اور پُرانی داستان کا دُہرانا شاید دل کو پژمردہ بھی کرے مگر زمانہ حال مین آپ دیکھئے کہ مسلمانون کے معاشرت اور خیالات مین جو درحقیقت ایک عقلی اور روحانی عالم تھا ایک شخص سیّد احمد خان نے کیا بڑا انقلاب پیدا کیا ہے۔ علی مرتضیٰ کا مشہور مقولہ ہے۔ "کہ عرفت ربی بفسخ العزایم" یعنی اپنے ارادون کے ٹوٹ جانے سے مین نے اپنے خدا کو پہچانا - ایک مولوی جو بیحد لایق اور ذہین تھے آج کل کے لوگون کا حقارت سے ذکر کرکے بیان کرتے تھے کہ ان عزایم سے ہمارے لغو اور بے معنی ارادے مراد نہین ہین۔ خیال کرو کہ وہ عزایم کیسے بلند تھے جن کے ٹوٹ نے پر کہتے ہین کہ اُن کے ٹوٹنے سے پہچانا کہ ہمارے سر پر ہم سے زیادہ اور بلند تر ایک قوت ہے۔ مگر اولوالعزمی جیسی ایک صفت ہے ویسے ہی ذراسی غلط فہمی سے ایک بڑا عیب بن جاتی ہے۔ اخلاق مین ایک مسلمہ مسئلہ ہے کہ سب اخلاق حسنہ پُل صراط کے سے باریک راستے پر چلتے ہین۔ ذراسی لغزش دائین یا بائین ہوجاوے تو وہی عادتین اخلاق ذمیمہ ہوجاتی ہین۔ پس گو عالی ہمتی عمدہ چیز ہے مگر ہر جا کہ گل ست خارست - اگر ہم اپنی غلطی سے بہت سی دولت

بیکار جمع کرنے۔ کپڑون اور برتنون اور بوٹون اور فرنیچر کا انبار رکھنے کو عالی ہمتی سمجھین یا غایت نظر چند عہدون کا حصول خیال کرین جن کی عزت زندگی سے بھی زیادہ عارضی ہے تو در اصل یہ ہمارے خیالات کی پستی ہے۔ میرا یہ مطلب نہین ہے کہ صاف اور اچھے کپڑے اور سامان رکھنا کوئی عیب ہے۔ یا بڑے عہدون کی خواہش نہ چاہیئے بلکہ مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ ان باتون کو اپنا منتہائے خیال سمجھنا کوئی عالی ہمتی نہین ہے۔ عالی ہمتی یہ ہے کہ ہم کسی حالت مین ہون۔ خواہ بادشاہ کے دربار مین کرسی نشین یا بازارون مین ٹوٹی جوتیان گھسیٹنے والے مگر ہمارے دل مین یہ اُمنگ اور حوصلہ ہو کہ ہم ایسا کام کرینگے جس سے ہم ہمارے عزیز۔ ہماری قوم اور ملک زیادہ معزز اور دولتمند ہونگے ہم اپنے اخلاق کو اعلیٰ کرینگے اور جس قدر کہ سودمندی ہمارے دم سے ہمارے بھائیون کو پہنچتی ہے خدا ہمکو توفیق دے کہ آیندہ اِس سے زیادہ مفید کام اختیار کرین ❖

بیشک ہر شخص کو اعلیٰ منصب پر پہونچنے کی جائز سعی کرنی ضرور ہے مگر اِس مین دو باتون کا خیال رکھنا لازم ہے۔ اوّل یہ کہ جو شخص وہان تک نہ پہونچے وہ افسردہ دل نہ ہو اور حسرت نہ کرے۔ وہ یہ سمجھے کہ انتظام عالم مین میرے لئے شاید کچھ اِسی مین بھلائی ہے۔ کہ مین اِس ظاہری منزلت کو نہ لے سکا۔ اپنے دائرہ مین نیک نیتی اور بشاشی سے کام کئے جاوے دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص اپنے خیال کے موافق اعلیٰ درجہ پر پہونچ جاوے مثلاً منصف یا ڈپٹی کلکٹر ہو جاوے۔ وہان پہنچکر اپنے فرائض منصبی کے انجام دینے کے بعد یہ نہ سمجھے کہ بس ہم نے بہت اچھا کیا۔ وہان جاکر اِسی طرح آرام نہ کرے کہ اب کچھہ کرنے کو باقی نہین ہے "گویا اُس نے چھہ دن مین دنیا کو بنایا اور ساتوین دن دیکھا کہ وہ خوب ہے اور آرام کیا" بلکہ جس قدر وقت اُس کا بچے۔ جس قدر لیاقت یا ہمت اُس مین ہو اُسکو عمدہ خیالات کی اشاعت۔ عمدہ کامون کی امداد۔ عمدہ اخلاق کا نمونہ قایم کر دینے مین صرف کرے اور جو عزت یا دولت اسکو حاصل ہو اُس مین اِس قدر غرق نہو کہ دنیا و مافیہا سے کوئی تعلق نہ رکھے

کیونکہ طبیعت کو ایسا بنا لینا درصل پستی ہمت کا ثبوت ہے۔ ہمکو چاہیئے کہ دولت کی
خواہش کرین۔ عزت کے متمنی ہون۔ مگر اُسکو اپنا خدا اور ایمان نہ سمجھین۔ اِس تمام بیان کا
خلاصہ یہ ہے کہ ہمکو اولوالعزم ہونا نہایت درجہ لازم ہے۔ بلکہ انسانی عقل کا تقاضا
یہی ہے۔ مگر اسکے ساتھ ہی اولوالعزمی کو بوالہوسی یا لالچ نہ بنانا چاہیئے۔ ہر اولوالعزم
آدمی کا فرض ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اپنے ارادون اور نیتون کو خالص
رکھے ورنہ ہم کیا اور ہمارے ارادے کیا۔ ۵ منٹ کے اندر ایک درد اُٹھکر یا ایک ٹھوکر کھا
یا چھت کے گرنے سے ممکن ہے کہ نہ ہم رہین اور نہ ہمارے ارادے۔ اور زندگی کی ناپائداری
سے ہمارے جائز ارادون مین کسی قسم کا خلل نہین ہوسکتا۔ مگر چونکہ ہم بھی اُسی کل کے
پُرزے ہین جو خدا نے بنائی ہے۔ اس لئے جو کام ہمارے لئے مقرر ہے اُسکو چُستی سے کرنا لازم ہے

اہل زمانہ کے ساتھ سلوک

دوسرا سوال جس پر مین آپ کی اجازت سے کچھہ کہنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہمکو
اپنے زمانہ کے لوگون سے کس طور پر برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اِس بحث کے متعلق ہماری فارسی
کی اخلاقی کتب خصوصاً گلستان اور بوستان اور تمام شعرائے متصوفین کلام مین ایسی
بامزہ اور لطیف بحثین اور حکایتین موجود ہین کہ آیندہ ہر لکھنے والے کو لازم ہے کہ اپنے قلم
توڑ دین اور وہی پُرانے نُسخے کسی قدر انتخاب کے ساتھ بوڑھون اور نوجوانون کے سامنے رکھدین
افسوس ہے کہ فارسی لٹریچر کا مذاق کم ہوتا جاتا ہے۔ بلکہ مبالغہ نہین اگر یہ کہین کہ مرگیا ہے
ایسے کتنے لوگ ہین جنہون نے طالب علمی کے بعد گلستان یا بوستان کو یا کیمیائے سعادت
کو بنظر استفادہ اور اخلاقی ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے دیکھا ہوگا شاید اِس وقت
تین چار آدمی بھی نہ ملین۔ اور اب جب کہ مدارس سے اِن کا درس بھی موقوف ہو جاویگا تو
یہ بھی ہمکو معلوم نہ رہیگا۔ کہ جو فقرہ پُرانی کتابون مین نقل ہے وہ گلستان کی عبارت ہے
یا بہار دانش کی۔ یا مہابارت کی۔ ابنائے زمانہ یعنی بھائی۔ بہن۔ مان۔ باپ۔ دوست

دشمن اجنبی اور ہر ایک شخص کے ساتھ سلوک کا طریقہ الگ الگ ہمارے مصنفین نے بتایا ہے جس سے بہتر نہ ہمکو اڈیسن سکھا سکتا ہے نہ بیکن - خلاصہ اِس فلسفہ کا یہ ہے

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

باہمی معاشرت کے لئے سب سے مختصر اور جامع حکمت عملی یہ ہے کہ ہر بات میں میانہ روی اور اعتدال کو اختیار کریں نہ تو عوام کے خیالات کا اِس قدر لحاظ کرنا چاہئے جس قدر چند روز ہوئے ایک بنگالی بیرسٹر نے ہندوؤں میں شامل ہونے کے لئے اور بجرم سفر انگلستان گائے کی پرستش میں غلاظتوں کے کھانے پینے سے اجتناب نہ کیا تھا نہ لوگوں کو اپنی باتوں اور عادتوں سے اِس قدر متنفر کریں - جس قدر اُس بیوقوف اور کم علم مسلمان بیرسٹر نے کیا تھا جس نے (دروغ برگردن راوی) اسلام کے احکام نہ ماننے کی معقول وجہ یہ بتائی تھی کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اونٹ کے ایک معمولی چرواہے تھے مجھکو پورا یقین ہے کہ ہم میں سے کوئی نہ اول الذکر بیرسٹر صاحب کی طرح - بزدل اور پست ہمت اور نہ آخر الذکر بزرگ کی طرح کوڑھ مغز اور بددین ہے بلکہ میں نے دو مثالیں جو حد اعتدال سے گذری ہوئی ہیں آپ کے سامنے بیان کیں ہیں - بلا وجہ معقول اور سخت ضرورت کے لوگوں کو بھڑکانا کسی دانشمند ملت یا فلسفہ نے جائز نہیں ٹھیرایا ہے خصوصًا اپنی معاشرت اور تمدن کی اچھی باتوں میں نہایت خوشی کے ساتھ شریک ہونا چاہیئے اور یہ خام خیال ہمارے ذہن میں نہ ہونا چاہیے کہ طالب علمی میں جس جس بات کے ہم عادی نہیں ہیں یا جو باتیں ہمارے سامنے نہیں آئی تھیں وہ سب عبث اور لغو اور قابل نفرت ہیں +

قومی اصلاح - ساتھہ ہی اِس کے ناجائز مداہنت بھی ضرر رسان صفت ہے دنیا میں جتنے بانیان مذاہب اور انبیا اور مصلحین ہوئے وہ سچی بات کے کہنے سے جہاں اُس کے کہنے کا موقع ہوتا تھا کبھی نہ ڈرتے تھے - اِسی واسطے کیلوری کے عالی رتبہ واعظ

(علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے صاف کہا تھا کہ تم یہ مت سمجھو کہ آدم کا بیٹا
دنیا مین صلح اور محبت بڑھانے کے لئے آیا ہے۔ بلکہ وہ اس لئے آیا ہے کہ بھائی بھائی
اور بیٹے بیٹے مین تلوار چلے۔ اور اسی واسطے کربلا کے شہید نے اپنے تئین اور تمام خاندان
اہلبیت کو قتل ہونے دیا کہ لوگ سچ بات کی عظمت کو سمجھ کر متنبہ ہون۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
اب آپ شاید سوال کرین کہ وہ سچ بات کونسی ہے جس کے کہنے کے لئے پروا نہ کرنی چاہئے
اس کا جواب بہت مشکل اور بہت بڑا ہے۔ بعض حکما کہتے ہین کہ "سچ کنوے کی تہ مین ہے"
بعض بزرگ فرماتے ہین "وہ آسمان اور زمین اور دھوپ مین لوٹتا نظر آتا ہے" اگر مین اس
اہم مسئلہ کے متعلق کچھ عرض کرتا تو کہتا کہ سچ ہمارے دلون کے پردون اور دماغ کے حجرون
مین موجزن ہے حال تعلیم اور تربیت اور غور وخوض سے ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حق
اور مفید بات کون سی ہے۔ ناحق اور مضر امر کونسا ہے +

اس دفعہ جب سے مجھے یہان آنے کی خوشی ہوئی ہے مین نے چند طلبا اور دوستون
کی زبانی یہ فقرہ سنا ہے کہ ہمارے کالج کے ہر طالب علم کو مشنری ہونا چاہئے یہ ظاہر ہے
کہ مشنری سے مراد عرفی معنی نہین ہے کہ ہم باپ بیٹے اور روح القدس کی الوہیت کا
وعظ کہین۔ بلکہ کہنے والون کا منشا یہ ہے کہ ہم ایک خاص مقصد کے لئے قوم کے رہبر
بنین۔ مگر جب مین یہ پوچھتا ہون کہ وہ کیا مقصد ہے تو یا تو جواب نہین ملتا یا بہت مختلف
جواب ملتے ہین مگر منطقی قاعدے کے موافق اگر ہم اختلافات کو دور کرتے کرتے مشترک
صفات لے لیوین تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قوم کی اصلاح اور بہبودی ہمارا مشن مقصد ہونا
چاہئے۔ یہ مقصد اگر ہے تو نہایت ہی اعلیٰ اور پاک اور قابل عمل ہے بفضل الٰہی ہماری قوم
مین قابل اصلاح برائیون کی کوئی حد نہین ہے۔ مگر یہ بات ہمکو یاد رکھنی چاہئے کہ اپنے نفس
کی اصلاح مقدم ہے۔ اپنے نفس کے ساتھہ ساتھہ دوسرون کی اصلاح کرنی چاہئے جو لوگ
اس مبارک مشن کے لئے جسکو ایک مخالف لاہوری اخبار نے علیگڈھ مشن نام رکھا ہے طیار ہین

خدا کرے وہ آئین اور اپنی ہمتون کو صرف کرین میدان نہایت وسیع ہے اور ہزارون نوجوانون کی اُس مین کھپت ہو سکتی ہے +

۱- کیا ہماری قوم مین انگریزی بلکہ عربی بلکہ فارسی کی تعلیم قابل اطمینان یا کافی ہے ؟
جواب ہے کہ ہرگز نہین اصلاح کی ضرورت ہے +

۲- کیا ہماری قوم مین سوائے معدودے چند معمر بزرگون کے اُردو یا انگریزی کے بڑے مصنف ہین ؟ +

۳- کیا ہماری قوم مین خودغرضی اور حسد کا مادہ جوش زن نہین ہے کیا کرورون آدمیون مین معقول اور روشن خیال قومیت کا پیدا ہوگیا ہے ؟ +

۴- کیا ہم مین بیشمار تباہ کن رسمین موجود نہین ہین جن سے رہی سہی دولت ضائع ہوتی جاتی ہے کیا فضول خرچی بیاہ مین شادی ہین ختنہ مین - بسم اللہ مین - عید مین - محرم مین - مرنے مین - چھ ماہی اور سہ ماہی اور چھٹی اور چہلم مین بند ہوگئی اور کم ہوگئی ہے ؟ +

۵- کیا صنعت و حرفت اور تجارت مین ہماری قوم بقدر ضرورت شریک ہے ؟ +

۶- کیا ہماری قوم مین بیشمار بدچلن آوارہ مرد اور عورت ہر طرف نظر نہین آتے ہین اور اخلاقی حالت ہر جگہہ ایسی ہی عمدہ ہے جیسا ہم اپنی چار دیواری مین سمجھتے ہین ؟ +

۷- کیا مسلمانون مین ذات اور خون کے لغو خیالات موجود نہین ہین جن سے شریف خاندان کے لڑکون اور خصوصاً لڑکیون کو رشتہ و ازدواج مین سخت دقتون کا سامنا ہوتا ہے اور گھر کے گھر مصیبت مین مبتلا ہین +

۸- کیا عورتون کی تعلیم - اُن کی اصلاح اور اُن کے حقوق کی محافظت کی جاتی ہے +

۹- کیا خاصکر ہماری قوم مین بہت سی موجود نہین ہے اور مسلمانون کی جو

رذیل کہی جاتی ہین اُنکی طرف آپ شرفا نے کافی توجہ کی ہے۔ اور اُنکو مساویانہ حقوق یا کم از کم عمدہ تربیت اور تعلیم کی طرف متوجہ کیا گیا ہے ؟ +

۱۰ کیا مسلمانون نے ایک چھوٹی سی یونیورسٹی بھی بنائی ہے یہ تو بڑی بات ہے کیا وہ روزانہ انگریزی بلکہ کوئی روزانہ اُردو اخبار بھی نکالتے ہین ؟ +

۱۱۔ کیا مختلف صوبون اور احاطون کے مسلمانون مین رشتۂ اخوت کافی طور پر قایم ہے ؟ یا مختلف فرقون مین خانہ جنگی موقوف ہوگئی ہے ؟ +

یہ گیارہ سوال مین نے کئے ہین جن مین ہر ایک کا جواب ناقابل اطمینان ہے۔ اور ایک ایک خرابی کے دور کرنے کے لئے دس دس رستم دل پہلوان بھی کم ہین پس یہہ کہنا کہ علیگڑھ کالج کے ہر طالب علم کو ایک مشنری ہونا چاہئے۔ دوسرے لفظون مین اُسکے یہ معنی ہین کہ ان سب خرابیون کی اصلاح مین اُن کو کوشش کرنی چاہئے سب سے اول تعلیم اور روشن ضمیری کے پھیلانے مین سعی لازم ہے اُسکے بعد وہ تمام خرابیان دور کرنی چاہئین جن مین سے چند اوپر عرض کی گئی ہین +

مگر جب ہم اپنے چارون طرف دیکھتے ہین تو ہم کو نظر آتے ہین کہ نہایت عمدہ عادات کے نوجوان ہین جن کا لباس اور طریقۂ معاشرت عام معیار سے بدرجہا بہتر ہے جن کے دلون مین قومی محبت بیشک موجود ہے جن کے خیال عموماً اچھے ہین۔ جو نیک و بد کی تمیز بخوبی کر سکتے ہین۔ مگر ہم بے فائدہ کسی ایسے مصلح یا مشنری کو تلاش کرتے ہین جو اصلاح کا بوجھہ اپنے کاندھے پر لے۔ ہم سب اچھی تنخواہون اچھے عہدون آرام اور آسایش کے متلاشی ہین بعض سست ہین کہ جفاکشی اور بے غیرتی یا تکلیف کو قومی خدمت مین برداشت نہین کر سکتے بعضون کو یہ خیال بھی نہین آتا کہ یہ امور بھی ہمارے فرائض مین ہین۔ بعض ان باتون کو جانتے ہین مگر یہ سمجھکر خاموش ہو جاتے ہین کہ ہم نے ہاتھہ پاؤن ہلائے بھی تو کیا ہو سکتا ہے۔ ہماری کون سُنتا ہے ایک سُور ما چنا بھاڑ کو پھوڑ نہین سکتا۔ حالانکہ وہ اپنے

آگے اور پیچھے اور دائین اور بائین دیکھین تو معلوم ہوگا کہ بہت سے سورماؤن نے بھاڑ کو پھوڑ دیا ہے۔ اور پھوڑ رہے ہین +

میرا یہ مطلب ہرگز نہین کہ ہم قومی خدمات نہین کرتے بیشک کرتے ہین مگر ایسے بہت کم ہین اور ہم مین وہ اخلاقی سنجیدگی اور عمیق ذمہ داری نہین پائی جاتی جس سے ہم بظاہر کسی بڑے ارادے کو پورا کر سکین لیکن کچھ تعجب نہین کہ بڑے بڑے آدمی ہم مین پنہان ہون۔ اور بقول خواجہ حافظ ع مردے از غیب برون آید و کارے بکند +

ان چند سرسری کلمات کے بعد مجھکو اب چند باتین اور کہنی ہین۔ کل انتخاب عہدہ داران یونین کلب کے متعلق جو جوش و خروش ہوا تھا اور جسکے متعلق مجھکو یقین ہے کہ اب بعد تصفیہ حاشیہ خیال مین بھی بے لطفی باقی نہوگی۔ اور اگر بفرض محال ہوگی تو جلد دور کر دی جاویگی۔ اُس سے روز روشن کی طرح طلبا کی زندہ دلی اور دماغ اور عملی قوتون کے زندہ ہونے کا ثبوت ملتا ہے +

اجازت دیجئے کہ مین یہ عرض کرون کہ یہی ولولہ اور جوش و خروش اسوقت بھی باقی رہنا چاہیے جب کہ ہم دنیا مین منتشر ہو جاوین۔ زندگی کے فرائض اور معاش کا بار ہمکو تھکا دیوے۔ ایک پر جوش آدمی عموماً ایک سچا اور مفید آدمی ہوتا ہے اور وہ اُس سرد طبیعت شخص سے جو اپنے متانت کے بوجھ سے کچلا جاتا ہو + بدرجہا بہتر ہے۔ دنیا کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمت اور ولولہ اور جوش والی قومون ہی نے کچھ کیا ہے +

ایک اور امر جس کی بابت مین پہلے اشارہ کر چکا ہون اور اب پھر کچھ کہنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہم مین سے سب یہ توقع نہین کر سکتے کہ دنیا مین جو مراتب عزت اور حکومت کے سمجھے جاتے ہین وہ حاصل کرینگے۔ بہت سے طلبا کو ماتحتی اور ابتدائی حالت سے زندگی بسر کرنی پڑیگی۔ اُن کو اپنی اُس حالت سے ہرگز افسردہ نہونا چاہیے۔ بلکہ اُسکو اپنے نفس کی ایک عمدہ تربیت سمجھنی چاہیئے اور ماتحتی مین اور کم بضاعتی مین بھی اپنی ہمت

اور جوش اور خودداری کو ایک لمحہ کے لئے ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے +

میرے نانا میر سید حسین مرحوم ایک بنئیے کا مقولہ کہا کرتے تھے وہ مجھے یاد ہے کہ جب اسکو گرد کے لوگون نے مکان بنانے کے لئے جگہہ نہ دی اور مکان تنگ ہوا تو اُس نے کہا تھا کہ تم مجھکو آسمان تک چڑھنے کے لئے تو نہین روک سکتے یہی خیال ہمارا ہونا چاہیئے اگر دولت اور وجاہت مین زمانہ ہماری ترقی کا مانع ہو تو ہو ہمکو اپنی سچائی - قومی محبت - ایمانداری مین ترقی کرنے سے کوئی شخص دیر تک نہین روک سکتا +

برادران یہ فرائض ہین جو مختصر طور پر مین نے عرض کئے ہین - یہ اصلاحین ہین اور یہ کام ہین جن کی ضرورت ہے - آخر مین مسلمانون مین باہمی اخلاص و نیک نیتی اور اتفاق رکھنے کی سخت ضرورت کے واسطے کچھ عرض کرنے کی حاجت نہین ہے جب ہم یہ کہتے ہین کہ اتفاق ہونا چاہیئے تو اسکے ہرگز یہ معنی نہین ہین کہ آزادی رائے اور سچا اختلاف نہونا چاہیئے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ جہان جہان اپنی قوم اور بھائیون کی بھلائی ہوتی ہو تو وہان ذاتی رنجشونکو ہمیشہ بھول جانا چاہیئے اور جب ہم دیکھین کہ ہمارے اختلاف اور مخالفت سے قوم مین بلا وجہ نااتفاقی پھیلتی ہے اور جب ہم یہ جانتے ہین کہ جس طرح یہ ممکن ہے کہ ہم صحیح رائے پر ہین اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ دوسرا فریق صحیح رائے پر ہو اور ہم دونون مین نفسانیت کا جزو ملا ہوا ہو اِس صورت مین اُس اختلاف کو جہانتک ہو سکے مٹانا چاہیئے +

یہ بات گویا تاریخ کا مسلم مسئلہ ہے کہ مسلمانون مین باہمی عداوت اور نااتفاقی کا مرض بہت سخت ہے اور دنیا کے جس حصہ مین اُنکو پولٹیکل - مذہبی - اخلاقی حیثیت سے گزند پہنچی ہے - وہ یقیناً اور قطعاً قبیلون اور مذہبی فرقون اور قومون اور ذاتی اور نفسانی اختلافات کی وجہ سے ہوئی ہے - پس ہمارا اختلاف ایسا ہی مہذب ہونا چاہیئے جیسا انگریزون کی مہذب قوم مین ہوتا ہے یعنی سب لڑتے ہین اور پھر سب ایک ہوتے ہین - خدا ے تعالی ہمکو بھی ایسی ہی توفیق دے

قومی ہمدردی

ایک عام لفظ ہے۔ اب سے تیس چالیس سال قبل ہندوستان میں یہ لفظ ایسا ہی گمنام اور غیر مشہور تھا جیسا عنقا کا لفظ معلوم اور مشہور تھا غالباً سائنٹیفک سوسائٹی گزٹ کے شایع ہونے اور سید احمد خان بہادر کے مضامین کے مشتہر ہونے کے بعد شمالی ہندوستان کے مسلمانون اور ہندوؤن مین اس لفظ نے رواج پکڑا۔ لیکن جنوبی ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک ایشیا مین یہ لفظ بہت بعد رائج ہوا۔ قومی ہمدردی دراصل ایک فطرتی چیز ہے۔ اور ہر قوم مین اور اُسکے آدمیون مین تھوڑی بہت ضرور ہوتی ہے۔ البتہ جہان قوم کی ساری عملی قوت سمٹ کر چند آدمیون کے ہاتھ مین آجاتی ہے وہان باقی لوگون کو سیکڑون برسون کی بیکاری کی وجہ سے غفلت اور مساوات ہو جاتی ہے یہ چند آدمی اگر اپنی ذاتی غرض اور نفع کے پیچھے اس طرح پڑ جائین کہ اپنے ہمجنس اور ہم قوم لوگون کو فراموش کر دین تو ایسی حالت اوس قوم مین پیدا ہو جاتی ہے گویا ہر شخص دوسرے کا شکار کرنے کے درپے ہے۔ اتفاق اور قوم کی محبت اُن مین نہین ہوتی جو محبت انسان کو اپنے بال بچون سے اور ہم قبیلہ لوگون سے ہوتی ہے اُسی کی وسعت کا نام قومی ہمدردی ہے۔

یہ کوئی نئی چیز نہین ہے وہی پرانا قانون کہ اپنے ہمسایہ سے ایسی محبت کر جیسی تو اپنے ساتھ کرتا ہے جب عملی شکل مین آتا ہے اور نصیحت کا بیج کسی نیک اور عاقل شخص یا گروہ کے دل مین پڑ جاتا ہے تو قومی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ مگر قومی ہمدردی بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک محدود و ظاہری یا خفیف۔ دوسری وسیع

سچّی اور گہری - پہلی قسم کی ہمدردی لوگون مین ہمیشہ رہی ہے اور رہیگی - دوسری قسم کی ہمدردی نہایت مہذب قومون اور نیک آدمیون مین ہوتی ہے اور بس - جس قدر کوئی قوم یا آدمی زیادہ مہذب اور انجام بین ہو جاتے ہین اُسی نسبت سے ہمدردی بڑہتی جاتی ہے -

محدود ہمدردی کی مثال یہ ہے ایک ہندو یا مسلمان ہمکو بھوکا ننگا نظر آیا ہم نے اوسپر رحم کر کے روٹی یا کپڑا دیا - ایک شخص کو دوا کی ضرورت ہوئی ہم نے وہ دوا اوسکو مہیّا کر دی - جب وہ بیمار یا گرسنہ یا برہنہ شخص ہماری نظر کے سامنے سے اوجہل ہو گیا تو اوسکا خیال بھی اور اُس کی وجہ سے جو درد ہمکو ہوا تھا وہ بالکل دور ہو گیا ایسی ہمدردی محض ظاہری اور خفیف ہے +

برخلاف اسکے جن لوگون کی عقل تیز ہوتی ہے اور وہ اپنے بنی نوع اور بنی جنس کی حالت کا تصور اپنے ذہن مین ہر وقت رکھتے ہین - اُن کی ہمدردی اُسوقت بھی باقی رہتی ہے جب کہ اُن کے گرد کوئی تکلیف دہ منظر نہین ہوتا - وہ بقول شاعر کے تخت مصر پر بیٹھکر اُس قحط سے کباب ہوتے ہین - جو کنعان مین ہو رہا ہے -

وہ ایک شخص دو شخص یا تین شخصون کے لئے نہین بلکہ ہزارون لاکھون آدمیون کے لئے ایسا کام کرتے ہین جس سے اون کی تکلیفین رفع ہون اور وہ زیادہ آسایش سے بسر کر سکین +

ہمارے ملک مین خاصکر مسلمانون مین قومی ہمدردی کا لفظ اس زمانہ مین سر سید احمد خان مرحوم کے وقت سے زیادہ تر شایع ہو گیا ہے - مگر اسکا مفہوم ہم اچھی طرح سے نہین سمجھتے + اکثر آدمی یہ سمجھتے ہین کہ قومی ہمدردی کا مطلب اسقدر ہے کہ ہم اپنی قوم کو یا اُن کی خاص عادتون کو بُرا کہکر خاموش ہو جاوین مگر قوم کو بُرا کہنا یا اُن کے خاص اخلاق و عادات کی اپنے گھر پر بیٹھکر مذمت کرنا دوسری بات ہے اور

قومی ہمدردی جُداگانہ امر ہے - قوم کو بُرا کہنے کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ ہم اُن لوگونکو جن مین عیوب ہین مخاطب کر کے عمدگی مگر زور کے ساتھ اون کے عیبون پر آگاہ کرین اور وہی عیوب ہم مین ہون تو اپنے اوپر جبر کر کے تو انکو دور کر دیوین ورنہ وہ نصیحت محض رسمی اور جھوٹ سمجھی جاویگی - دوسرون کو بُرا کہنے کا حق ہم کو خاص اُس حالت مین پیدا ہوگا جب محض اپنی نمایش کی غرض سے بُرا نہ کہین یا اس سے اپنی روشن ضمیری کا اظہار مقصود نہ ہو - بلکہ اُسوقت ہمارا دل دردمند ہو اور ہمکو سچا افسوس ہو +

دوسری غلطی قومی ہمدردی کے معاملہ مین لوگ یہ کرتے ہین کہ جو گروہ اسکا مدعی ہوتا ہے مثلاً واعظ یا ملّا یا معمولی قومی مصلح وہ سمجھتے ہین کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے لوگون کو قومی ضرورتون سے آگاہ کر دینا ہمکو سبکدوش کر دیتا ہے - مگر قومی ہمدردی صرف اس پر ختم نہین ہو جاتی کہ ہم دوسرون کو اُسکا سبق دین بلکہ اُسکے لئے لازم ہے کہ ہم اپنے اوپر بھی نفس کشی اور تکلیف برداشت کرین جو لوگ کہ خس ٹٹیون کے سایہ مین یا عالیشان محلون مین بیٹھکر یا عام مجلس مین معزز حیثیت سے جلوہ افروز ہوکر اپنے تئین قومی ہمدرد دکھاتے ہین یا اپنی ہمدردی تحریر یا تقریر مین محدود رکھتے ہین اُن کی ہمدردی سچی اور قابل تعریف نہین سمجھی جا سکتی +

اس صفت کے واسطے جسمانی اور مالی اور روحانی زحمت کا اُٹھانا لازم ہے یعنی بہت کچھ نفس کشی اور سرگرمی کرنے کی بغیر آدمی قومی ہمدردی نہین کر سکتا -

قومی ہمدردی کے متعلق مذکورہ بالا غلطیون کے سوا ایک اور بھی غلطی ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہین کہ جب تک ہم مین نہایت اعلیٰ درجہ کی قابلیت نہ ہو ہمکو ہمدردی نہ کرنی چاہیئے - ہم کیا اور ہماری لیاقت کیا ہم کیا کر سکتے ہین -

اسی طرح ایک دوسرا طبقہ سمجھتا ہے کہ جب تک ہم دولت پیدا نہ کرلین اس قسم کی کوشش اور خیالات فضول ہین - مفلسی کی یا کس مپرسی کے زمانہ مین قوم کے ساتھہ

کیا ہمدردی ہو سکتی ہے +

ایک تیسرا گروہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم ایک یا دو شخص یا چند آدمی لاکھوں آدمیوں کے فائدہ کے واسطے کیا کر سکتے ہین - ہماری کوشش ایسی ہے جیسی ایک چیونٹی کی کوشش جو ایک ٹیلے کو اوٹھا کر دوسری طرف ڈالدینا چاہتی تھی + علم یا لیاقت دولت یا مددگارون کی کمی کی وجہ سے اس قسم کے خیالات پست طبیعت قوموں مین اس کثرت سے آتے رہتے ہین کہ نیک دل اور صحیح الخیال لوگون کو بھی نیک کام سے روکتے ہین - مگر اصل یہ ہے کہ اُن لوگون کے دلون مین کوئی سچا درد نہین ہے اور نہ کسی گہری چوٹ نے اُن مین اثر کیا ہے ورنہ اس قسم کے عارضی اسباب کسی مضبوط انسان کو نہین روک سکتے - جو عذر لوگ اپنے قومی کامون مین شامل نہ ہونے کے واسطے کیا کرتے ہین اگر چاہین تو اُس سے دہ چند بلکہ ہزار چند عذرات تو خانگی ضروریات سے برکار رہنے کے واسطے بھی کر سکتے ہین - کتنے آدمی ایسے ہین جو کل کے لئے اس لئے غلہ نہین خریدتے کہ زندگی کا کچھہ اعتبار نہین - کتنے آدمی ایسے ہین جو اپنی مفلسی کی وجہ سے بوقت ضرورت اپنی خانگی بلکہ نمود کے مصارف چھوڑ دیتے ہین - کتنے مفلس ایسے ہین جو (ضرورت پڑے تو) بڑے آدمیون سے ملنے سے احتراز کرتے ہین - کتنے آدمی ایسے ہین جو تنہا ہونے کی وجہ سے معاش کی تلاش چھوڑ دیتے ہین - ظاہر ہے کہ ایسے آدمی سو مین دو یا ایک بھی نہ ہونگے - مگر کتنے آدمی ایسے ہین جو اِن مذکورہ بالا عذرات کو قومی کامون سے بچنے کے لئے معقول وجوہات نہین سمجھتے ہین - غالباً سو مین اٹھانوین آدمی ایسے ہی ہین +

جب تک کسی قوم مین سے ایک جماعت ایسی پیدا نہ ہو جائے جو قومی کامون کو کم سے کم اِس قدر ضروری سمجھنے لگے جس قدر کہ عام لوگ اپنے خانگی کامون کو سمجھتے ہین اُس وقت تک کسی قوم کو عالی خیال یا شریف نہین کہہ سکتے +

جن قوموں نے ترقی کی ہے علم مین فن مین تہذیب مین - شایستگی مین اُن مین ہمیشہ ایک معتدبہ جماعت ایسی ہوتی ہے جو سب کی بھلائی کی فکر مین سرگردان رہتی ہے اور اپنا مقصد یہ قرار دیتی ہے کہ ہم اپنے ہمجنسون کے لیئے اُسی طرح بلکہ اُس سے زیادہ محنت کرینگے - جیسا ہم اپنے لئے کرتے ہین - اگر ایسے لوگ موجود یا تیار نہین ہین جو قومی ہمدرد اور مصلح بننے کے لیئے تھوڑی سی جفاکشی اور ظاہری مذلت کو برداشت کرسکین تو اُن کی قوم کی زندگی کا شیرازہ بکھر جاویگا اور وہ قوم ذلیل اور نیست ہو جاوے گی - جس گروہ کا یہان ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ہمہ تن قوم کی ہمدردی مین مصروف ہو ضرور نہین ہے کہ اس مین بیشمار آدمی ہون - اگر لایق اور زبردست ہو تو ایک شخص ورنہ متوسط لیاقت اور جرأت کے چند اشخاص کافی ہین مگر اُن کی کوششین اُسی وقت بار آور و کار آمد ہونگی جب کہ ایک بڑا گروہ اُن کی مدد کرے اور مدد اُسی وقت کر سکتا ہے جب یہ گروہ اُن سچے ہمدردون کی بات مانے یا کم سے کم زبان سے اون کی تائید کرے اور قدرے نقصان اون کی وجہہ سے اُٹھائے یہ ضرور نہین کہ قوم کا عام گروہ اپنے گھر بار کو راہ خدا یا راہ قوم مین لُٹا دے اگر مجموعی بھلائی کے کامون مین فی صدی ایک شخص بھی باقاعدہ وقت دے تو کام چل سکتا ہے کیونکہ زیادہ ضرورت روپیہ کی نہین ہوتی بلکہ ہمدرد ساتھیون کی ہوتی ہے - جب لوگون مین اتفاق اور قومی ہمدردی کا بیج بو دیا جاتا ہے تو وہ ضرور مالی مدد کرتے ہین - خلاصہ اس مضمون کا یہ ہے کہ قومی ہمدردی کے لیئے حسب ذیل امور کا پیش نظر رکھنا ضروریات سے ہے ÷

۱ - دل مین درد ہونا ضرور ہے ÷

۲ - ایک حد تک آدمی کو اپنی ذاتی فوائد و آرام کا قربان کرنا لازم ہے ÷

۳ - کچھ ضرور نہین کہ قومی ہمدردی کے ساتھہ دولت فراوان یا عزت و جکو بہت آدمیون کا بڑا گروہ ساتھہ ہو ÷

۴ - قومی ہمدردی کا کام اُسی وقت بخوبی چل سکتا ہے جب کہ ایک مختصر گروہ ہمہ تن مستعد ہو کر قوم کے لئے ساعی ہو اور ایک جم غفیر اُن کی جزوی تائید کرتا رہے یا تائید کرنے لگے +

۵ - قومی ہمدردی کے کمال کے لئے قوم کو کم سے کم اس قدر فکر ہونی ضرور ہے جتنی کہ معمولی سمجھدار شخص کو اپنے خانگی کاموں کی ہوتی ہے - مگر اسکے لئے اپنے ذاتی فوائد کا غارت کرنا ضرور نہین +

اس مضمون ہمدردی کی بحث محض عام طور پر ہوئی ہے - اس مین ابھی بحث باقی ہے کہ اس وقت ہمکو قومی ہمدردی کے لئے کیا کرنا چاہئے - کس طرح کیا جائے - ہمارے رہنماؤن مین کیا کیا باتین ہونی چاہئین اور اُن کے پیروون مین کیا کیا صفات لازم ہین - یہ بحث کسی دوسرے موقع پر ہوگی - انشاء اللہ +

اصلاح تمدّن

(از رپورٹ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس بابت دسمبر ۱۹۰۱ء)

رزولیوشن نمبر ۱ کا پیش ہونا

جب رزولیوشن نمبر ۸ پاس ہوچکا تو نواب محسن الملک بہادر نے رزولیوشن نمبر ۱ پڑھکر سُنایا۔

"اِس کانفرنس کی رائے مین وہ وقت آگیا ہے جبکہ تعلیم یافتہ اور روشن ضمیر مسلمان تعلیم کے ساتھ ساتھ متحدہ کوشش اُن تباہ کن رسوم اور تمدنی عادات کی اصلاح کیواسطے کرین جو مسلمانون کو تباہ کرتی ہین اور شریعت کے خلاف ہین - یہ کانفرنس تمدنی اصلاح کو اپنے مقاصد مین شامل کرنا منظور کرتی ہے" پیش کرینگے خواجہ غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل - ایل - بی - تائید کرینگے مولوی علی الدین صاحب مددگار عدالت ہائیکورٹ ریاست نظام

جب رزولیوشن پڑھا جاچکا تو خواجہ غلام الثقلین صاحب اسٹیج پر تشریف لائے - اور رزولیوشن پیش کرنے کے وقت حسب ذیل اسپیچ دی ÷

اسپیچ خواجہ غلام الثقلین صاحب بی - اے - ایل ایل - بی

جناب صدر انجمن صاحب اور حضرات ممبرانِ کانفرنس -

جس بحث کے متعلق مین نے آپ کی خدمت مین یہ رزولیوشن پیش کیا ہے وہ اگرچہ کسی قدر اس کانفرنس مین نئی ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو ہمارے مقاصد اور اغراض سے باہر نہین ہے - اس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانانِ ہند بلالحاظ اختلاف مقام و جزوی اختلاف مذہب کے وہ تجویزین سوچین اور اُن تدابیر پر عمل کرین جن سے اُن کی قوم ترقی کرسے اور دنیا کی مہذب قومون مین اپنا درجہ اور مرتبہ قایم رکھہ سکے - لیکن جیسا ایک

قدیم حکیم نے کہا ہے دنیا میں اکثر برائیاں اور عیوب طبیعت کی خباثت اور بدنفسی سے نہیں ہوتے بلکہ ناواقفیت اور جہالت کی وجہ سے ہوتے ہیں - اسی واسطے قوم کے مرض کے ہوشیار طبیب اور انیسویں صدی کے اس مشہور حکیم اور مدبر مسلمان نے جسکو سید احمد خان کہتے ہیں سب سے اصلی اور تہ کا علاج تعلیم بنایا تھا - اور تعلیم بھی وہ جسکے ذریعے سے آج ہماری حکمران قوم اور دنیا کی دوسری نامور قوموں اور جماعتوں نے چند صدیوں میں نہ صرف اپنی بلکہ تمام دنیا کی کایا پلٹ ڈالی ہے جس جس خرابی کو دیکھیئے اسکے سمجھنے اور اصلاح کے لئے ایک گروہ کی ضرورت ہے جو اصلاح پر آمادہ ہو اور وہ گروہ اس زمانہ میں بغیر تعلیم کے پیدا نہیں ہو سکتا - لہذا اگر سوال کیا جاوے مسلمانوں کو کن تین چیزوں کی اشد ضرورت ہے تو میں جواب دونگا کہ پہلے نہایت ضروری چیز تعلیم ہے، دوسری نہایت ضروری چیز تعلیم ہے، تیسری نہایت ضروری چیز تعلیم ہے، پس میں ان حضرات سے بالکل متفق ہوں جن کے نزدیک مسلمانوں کو اپنی توجہ کو بانٹنا اور پریشان کرنا نہیں چاہیئے اور صرف تعلیم کی ترقی میں مصروف رہنا چاہیئے تا آنکہ وہ وقت آوے جب کہ ہم دوسرے نیک کاموں میں شریک ہونے کے لایق بنیں + لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا +

ساتھ ہی اسکے سخت غلطی ہوگی اگر ہم تعلیم کے محدود اور لفظی معنی لیویں اور جو وسیع اور اعلیٰ مطلب اسکا اس سے چشم پوشی کریں - حضرات اس طور پر تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کانفرنس کا نام تعلیمی کانفرنس ہی غلط ہوگا - کیونکہ نہ ہم سب تعلیمی امور یعنی انگریزی درسیات میں ماہر ہیں اور نہ اصول تعلیم سے جیسا تعلیم المعلمین کے پاس شدہ مدرس واقف ہیں ہمکو واقفیت ہے - بلکہ اصل تعلیمی کانفرنس وہ ہے جو چند روز قبل مدرسین اور معلمین کی جماعت کی اسی شہر مدراس میں منعقد ہوئی تھی - مگر مجھے یقین ہے کہ تعلیم کے لفظ کے اس بیسویں صدی میں کوئی شخص یہ غلط معنی نہ سمجھے گا

کہ حساب کے چند قواعد یا گرامر یا درسی کتب کے چند اجزا طلبا ء حفظ کرائے جائین یا جغرافیے کے نام یا تاریخ کے سن اُنکو ازبر کرائے جائین نہین جناب تعلیم وہی ہے جو دماغ کو روشن خیالات کو وسیع۔ اخلاق کو پاک کرے۔ دلون مین اُمنگ پیدا کرے۔ بُرائیون سے تنفر اور بھلائیون کی طرف راغب کرے۔ اگر تعلیم سے کتابی تعلیم مراد لیجاوے تو آپکو ماننا پڑے گا کہ قدیم یونان مین جبکہ صرف چند نظمین رایج تہین تعلیم مطلق نہ تھی۔ اور معلم اول ارسطو اور افلاطون کے شاگرد بھی تعلیم نہ پاتے تھے۔ بلکہ اِس سے بھی اعلیٰ تر مثال غلط ہو جائیگی۔ جہان کہ ہماری کتاب مین لکھا ہے۔ بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمہ یعنی خدا تعالیٰ نے اَن پڑھ لوگون مین ایک رسول اُٹھایا جو انہین مین سے ہے اور اُنکو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ آنحضرت معمولی لکھنے پڑھنے کی تعلیم نہ دیتے تھے پس تعلیم کے معنی اور تعلیمی کانفرنس کا مفہوم ہمکو بھی بڑہا لینا چاہئے اگر ہم درصل قوم کی مدد اور اُسکی ترقی کے خواہشمند ہین نہ صرف اسباب کے کہ اُس مین ایک تعداد بی اے۔ اور ایم اے لوگون کی پیدا ہو جائے ۔

جناب من۔ ایسا تو کوئی شخص نہین ہو سکتا جو صلاح عادات و معاش کو اسلام کا اصلی اور ضروری مقصد نہ قرار دے۔ اسلام بلکہ کل مذاہب سماوی کا یہی منشا ہے۔ اور ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی بعثت کی اصل وجہ اخلاق کی بزرگیون کی تکمیل بیان کی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری قوم مین بہت سی حیرت انگیز اور تباہ کن مضر رسمین اور عادتین نہایت کثرت سے ہر جگہ رایج ہین اور نہ علماء کے گروہ مین سے، اور نہ نئی تعلیم یافتہ لوگون مین کوئی اُن کا خبر گیران ہے۔ بعض لوگ یہ کہکر اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہین کہ ہمکو کیا غرض ہے کہ مولوی بنکر وعظ کہتے پھرین۔ یہ مولویون کا اور مذہبی آدمیون کا کام ہے۔ حالانکہ وہ نہین جانتے کہ ہمارے علماء اگر اپنا فرض نہین

ادا کرتے تو اُنپر وبال ضرور ہے - مگر ہم اپنے فرض سے کسی طرح سبکدوش نہین ہو جاتے
ہین - اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو اسلام کے بلکہ انسانیت کے دو بڑے قواعد
ہین یعنی اچھی بات کا حکم دینا - اور بُری بات سے منع کرنا نہ یہ فرض ہمارے اوپر ایسا ہے
جیسا پیشہ ور واعظون پر یا علما اور فقہا پر - احسب الناس ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون

دوسرے لوگ یہ عذر کرتے ہین کہ ہمکو اپنی تمام توجہ تعلیم کی اشاعت مین صرف
کرنی چاہیئے - مین خود عرض کر چکا ہون کہ یہ خیال نہایت نیک اور عمدہ ہے - مگر سوال یہ ہے
کہ آیا وہ سب حضرات اپنی پوری توجہ تعلیم کی اشاعت مین صرف کرتے بھی ہین یا نہین -
اور قوم کو اُسکی بد عادات سے آگاہ کرنا اور عیوب کو اُس مین سے نکالنا یہ بھی ایک عمدہ اور
اعلیٰ تعلیم ہے یا نہین - یا تعلیم سے اُن کا مطلب اُنہی غلط اور تنگ معنون سے ہے جو کسی
طرح قابل قبول نہین ہے *

دوسرا اعتراض جو ان لوگون پر ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم کی اشاعت جس طریقہ پر
کہ ہندوستان کے مسلمانون مین ہو رہی ہے وہ اگرچہ غنیمت ہے مگر اُس کی رفتار اس قدر
سُست ہے کہ جس طرح پر ہم اسوقت چل رہے ہین - اسطور پر یقیناً بیسوین صدی کے
آخر مین بھی مسلمانان ہند تعلیم یافتہ کہلانے کے مستحق نہ ہونگے - اگر ہم اس سو برس
کے زمانہ تک ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہین اور قوم کے تعلیم یافتہ ہونیکا انتظار کرین تو نتیجہ
یہ ہوگا کہ لاکھون آدمی شادی اور غمی کی فضول خرچیون سے تباہ ہو جاوین گے - لاکھون
شراب - چنڈو - افیون - مدک وغیرہ مسکرات کا شکار ہو جائین گے اور اُن کی نسلین
بد اخلاق اور کمزور ہو جاوین گی - ہزارون نئے فواحش اور خرابیان جو نئی تعلیم سے
پیدا ہوتی جاتی ہین زور پکڑ جائینگی - نا اتفاقی اور حسد اور خود غرضی قوم کو تباہ کر دیگی - اور
ہم یہی کہتے رہین گے کہ ابھی وقت نہین آیا - وہ کون شخص ہے اور وہ کون ثالث ہے جو
کھڑا ہو کر بتائیگا کہ اب تعلیم کافی ہو چکی ہے - آئیے اور قوم کے عادات کی اصلاح کیجاوے

وہ کون مغرور بادشاہ ہے جو ان خرابیون کے دریا کو ٹھہر جانے کا حکم دیکر یہ بڑا دیگا
"یہانتک تو بڑہ مگر آگے قدم نہ اُٹھا" +

الحضرات! اگر ہم سوشل یعنی تمدنی اصلاح کے لئے قوم کے تعلیم یافتہ ہونے کا انتظار کرین تو وہ دن کبھی نہ آئیگا کیونکہ ابھی ایک مدید زمانہ تک ہمکو یہ اُمید نہین ہو سکتی کہ نصف سے زیادہ مسلمان یعنی تین کروڑ آدمی تعلیم یافتہ ہوجاوین۔ جب یہ بات ہے تو کیا وجہ ہے کہ آج کا کام کل پر چھوڑ دیا جاوے۔ ساتھہ ہی اسکے ہمارا یہی فرض نہین ہے کہ جو لوگ قابل تعلیم ہین اُنکو تعلیم دلائین بلکہ جن تک علم کی روشنی بذریعہ کتب نہین پہنچ سکتی اُن پر بذریعہ تقریر ذاتی اثر اور جلسہ کرنے کے اثر ڈالنا ہمارے فرائض مین سے ہے +

دوسرے یہ خیال بھی غلط ہے کہ تمدنی اصلاح کی کوشش سے تعلیم کی کوشش مین سدّراہ واقع ہوگی۔ نہین حضرات جس طرح یہ دنیا عالم اسباب ہے اور سب اسباب ایک دوسرے سے آہنی زنجیر مین لٹکے ہوئے ہین اسی طور پر تمام نیک کوشش اور عمدہ خیالات اور جذبات آپس مین ایک نامعلوم رشتہ سے پیوستہ ہین۔ قومی اصلاح سے تعلیم کی ترقی ہوتی ہے۔ تعلیم کی ترقی سے قومی اصلاح ہوتی ہے۔ سب نیک کام ایک دوسرے کے ممد ہین۔ سب اچھے کام طبیعت کو ایک ہی طرف لیجاتے ہین۔ یہ سچ ہے کہ بعض اوقات کسی خاص بات کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ اور جو بیماری زیادہ زور پکڑ جاتی ہے جب تک اُس مین افاقہ نہ ہو کم درجہ کی بیماری کی طرف خیال نہین کیاجاتا۔ مگر جیسا مین آیندہ عرض کرونگا ہماری جماعت مین جو خرابیان ہین وہ کچھ چھوٹی بیماریان نہین ہین +

تیسرا اعتراض اِس رزولیوشن پر یہ ہو سکتا ہے کہ یہ اِس کانفرنس کے لئے ایک نئی بات ہے۔ اور اِسکے مقاصد مین شامل نہین ہے۔ اگرچہ کسی بات کا جدید ہونا اُس کے غیر مفید ہونے کی دلیل نہین ہے۔ بہت سی اہم ضرورتین ہم کو تجربہ سے محسوس ہوئی

ہین لیکن میرے نزدیک ایجوکیشنل کانفرنس جب کہ مسلمانون کی فلاح کے لیئے قایم ہے تو اسکے وضع اور ساخت مین اسی قسم کی تحریک کا خیال پہلے سے موجود ہے - کانفرنس لاہور منعقدہ ۱۸۸۸ء کی رپورٹ مین رزولیوشن نمبر ۵ - آپکو ملیگا جسکی عبارت یہ ہے :-

"اس کانفرنس کی یہ رائے ہے کہ مسلمانون کو لازم ہے کہ غیر شرعی اور فضول اخراجات کو دور کرین اور کم سے کم گھٹا دین تاکہ تعلیم خصوصاً اعلی تعلیم بسہولیت حاصل کر سکین جو گران قیمت ہوگئی ہے اور آیندہ گران تر ہو جانے والی ہے اور جسکا حاصل کرنا مسلمانونکو دنیا کے لیئے ضروری اور مذہب کے لیئے واجب ہے" اس تجویز سے آپکو معلوم ہوگا کہ کم سے کم فضول خرچی کے خلاف ہم اپنی رائے دے چکے ہین - میرے ایک دوست جو اس کانفرنس کے ممبر ہین انہون نے مجھکو یہ صلاح دی ہے کہ مین بھی تمدنی اصلاح سے قبل یہ الفاظ بڑھا دون چونکہ تعلیمی اخراجات روز بروز بڑہتے جاتے ہین - اسلیئے فلان فلان امور موقوف ہونے چاہئین - مین نے ادب کے ساتھ اپنے دوست کی اس رائے سے اختلاف کیا - کیونکہ میری ناقص رائے مین تمدنی اصلاح کا یہ منشا ہونا چاہیئے کہ اس سے تعلیم مین مدد ملے گی اگرچہ ایسی مدد ضرور ملیگی - بلکہ وہ فی نفسہ ایک ضروری اور عمدہ چیز ہے - بلکہ مین ایک قدم اور آگے بڑہکر یہ کہتا ہون کہ تعلیمی ترقی کا اصلی منشا یہ ہے کہ تمدنی اصلاح ہو - تعلیم فی نفسہ محض ایک وسیلہ انسانی ترقی اور قومی بہبودی کا ہے - اور خود تعلیم ایک ایسی غرض نہین ہے جس کے لیئے اور اغراض کو پس پشت ڈالدیا جاوے ✤

پس مین تیسرے اعتراض کا جواب دیچکا کہ یہ رزولیوشن کوئی نئی چیز نہین ہے -

چوتھا اعتراض یہ ہوسکتا ہے کہ مرحوم سر سید احمد خان نے اپنی زندگی مین سوشل اصلاح کو اختیار نہین کیا - مین اسکا جواب دیتا ہون کہ یہ اعتراض محض ناواقفیت پر مبنی ہے - سر سید کا پہلا اور اصلی مقصد یہی تھا کہ ہمارے عادات اور رسوم مین اصلاح ہو

اس کی وجہ سے انہون سے تہذیب الاخلاق نکالا - جسکا انگریزی نام تھا محمڈن سوشل ریفارمر
اس غرض سے کہ مسلمانون نے بہت سے دنیاوی مراسم کو مذہب کے ساتھ جکڑ بند کرلیا
تھا انہون نے - مذہبی بحثین جاری کین - اسی غرض سے کہ سوشل اصلاح مین آسانی ہو
انہون نے تعلیم جاری کی جو اسوقت تک ایجوکیشنل کانفرنس اور مدرستہ العلوم علیگڈہ
کی صورت مین جاری ہے - شاید یہ کہا جاوے کہ مرحوم نے کس وجہ سے آخر عمر تک اس
مین کوشش جاری نہین رکھی - دراصل میری ناقص رائے مین اسکی وجہ یہ ہے کہ
اس وقت بوجہ کمی تعلیم اور قومی غفلت کے انکو کام کرنے والے نہ ملتے تھے اور وہ کالج کو
چلا لینا کافی سمجھتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ تعلیم پھیلنے لگی تو بہت سے لوگ تمدنی اصلاح
کی ضرورت سمجھکر اس مین کوشش کرنے کے لئے آمادہ ہو جائین گے +

مگر یہ کھٹکا ہمیشہ باقی رہے گا کہ اگر ایجوکیشنل کانفرنس نے یہ کام اپنے ذمہ لیا تو
اسکو کام کرنے والے آدمی ملین گے یا نہین - یہ وہی سوال ہے جو کہ امپریل ڈفنس آف انڈیا
کے عالم مصنف مسٹر تھیوڈور ماریسن نے ایک دوسرے موقعہ پر کیا تھا - یعنی آدمی
کہان سے آئین گے روپیہ کہان سے آئیگا +

مگر بات یہ ہے کہ کانفرنس چار روز مین کچھہ نہین کرسکتی - وہ سمجھدار اور تعلیم یافتہ
آدمیون کی رائے کو ایک مرکز پر لاکر قوم کے سامنے پیش کر دیتی ہے - یہی کام سوشل
اصلاح کے متعلق اسکو کرنا چاہئے - اسکے بعد ایک سب کمیٹی سوشل اصلاح کی قایم
ہو جائیگی اور جن لوگون کو اس مسئلہ سے خاص ہمدردی ہوگی وہ اس مین محنت کرینگے
اور اگر ابھی ہماری قوم مین توفیق نہین ہے اور وہ چار آدمی بھی اس نیک مقصد کے لئے
مہیا نہین ہوسکتے تو ہم ایک ایسا بیج بودین گے جسکا پھل اب نہین تو کچھہ عرصہ کے بعد
نمودار ہوگا - کوشش کرنا خود ایک برکت ہے اور خدائے تعالی کی طرف سے نیک
اور عمدہ ارادون کی مدد ہمیشہ ہوتی ہے اور ہوگی بشرطیکہ ہمارے ارادے خالص

اور نیتین پاک ہون +

مگر حضرات کوئی کام جلدی اور بے سمجھے نہ ہونا چاہئے اور ہمکو لازم ہے کہ اس اصلاح مین ایسی باتین نہ لین جو قوم کے کسی بڑے گروہ کے نزدیک قابل اعتراض ہون یا ناقابل عمل ہون یا ناموزون ہون - مین اپنی رائے چھپانا نہین چاہتا - بعض آدمی ایسے ہین جو پردہ کو بُری رسم سمجھتے ہین - چند آدمی موجودہ زمانہ مین سود کے لینے کو مناسب جانتے ہین - بعض خواہشمند ہین کہ ہم عادات و مراسم مین بالکل یورپین طریقہ اختیار کرین ان سب گروہون کے نائب یہان موجود ہون گے اور وہ مجھے معاف کرینگے - اگر مین یہ کہون کہ یہ باتین اول تو مناسب نہین اور مناسب بھی ہون تو ممکن العمل نہین اور ممکن العمل بھی ہون تو قبل از وقت ہین - اور قبل از وقت نہ بھی ہون تو یہ کانفرنس ایسے جھگڑے کی چیزون کو اختیار نہین کرسکتی +

پس اے حضرات اسی واسطے مین نے یہ تجویز آپ جیسے لایق حضرات کی منظوری کی غرض سے پیش کی ہے کہ یہ مسئلہ ابھی ایک سال تک پبلک کے سامنے رہے اور ایک ایسی کمیٹی جس پر آپ صاحبون کو اعتبار ہو آپ کے سامنے رپورٹ پیش کرے - اور اُسی رپورٹ پر غور کرکے اگلے سال مباحثہ کرکے آپ تمدنی اصلاح کے متعلق اپنی رائے ظاہر فرمائین - مین نے بھی اپنی رائے کے موافق ایک سرسری پروگرام تیار کرکے آپ کے معزز سکرٹری کے خدمت مین بھیجا تھا جو اخبار انسٹیٹیوٹ گزٹ مین مع خط کے چھپ گیا ہے اور اگر آپ حضرات اجازت دین تو اُس خط کے بعض مقامات کو آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہون - تاکہ اس کانفرنس کو معلوم ہو کہ وہ کونسی خرابیان ہین جن کی اصلاح کی میری ناقص رائے مین سخت ضرورت ہے (یہان پر مقرر نے وہ خط بنام محسن الملک بہادر پڑھا جو تقریر کے آخر مین چھاپا گیا ہے) +

جناب صدر انجمن صاحب۔

یہ کام جو آپ کے سامنے ہے ایسا کام ہے جسکی خوبی اور عمدگی مین کسی کو کلام نہین ہوسکتا۔ زمانہ کی رَو جسکا مقابلہ کرنا ہم سے اور آپ سے کسی طرح ممکن نہین ہے وہ خود ہماری مدد کریگی اگر ہم اِس مبارک کام کو اپنے ہاتھہ مین لین گے۔ مذہب جسکا منشاء اصلاح خلق ہے اُسکی ایک بڑی خدمت ہم پوری کرینگے۔ تہذیب و شایستگی جسکے معنی ہین انسانون کا دُنیا کی حالت کے موزون تر اور مناسب تر ہونا اُس مین اِس اصلاح سے بہت مدد ملیگی۔ دوسرے فوائد محتاج بیان نہین۔ ہمارے لاکھون کرورون بنی نوع اور ہم مذاہب جو علم کی روشنی سے ناآشنا ہین اِس اصلاح کے فوائد اُن تک پہونچین گے اور جو مشکل کہ اِس کام مین ہمکو اب معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ کام دراصل کوئی آسان کام نہین ہے وہ سہل ہوجاویگی۔ اگر چند آدمی کمر ہمت باندھکر اِسکے پیچھے ہوجائینگے + ہر کام اوسی وقت تک خوفناک اور بُرا معلوم ہوتا ہے جب تک دل لگاکر اُسکو نہین کیا جاتا ؎

بے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلا است	قعر دریا سلسبیل و روئے دریا آتش است

حضرات! اگرچہ مسلمانون کی قوم تعلیم مین تہذیب مین۔ دولت مین عزت مین کم ہے مگر پھر بھی ہندوستان مین چھہ کروڑ کے قریب مسلمان موجود ہین۔ جن مین ہزارون رئوسا ہین ہزارون انگریزی و عربی تعلیم یافتہ ہین۔ بہت سے دل ہین جن کے دل مین قومی خیرخواہی کا جوش ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اِس تمام تعلیم اور قوت اور دولت کا استعمال ہم اچھا نہین کرتے۔ ہم مین قابل نفرت خود غرضی۔ نااتفاقی اور حسد جو موجود ہے اور جو مسلمانون کی سوسائیٹی مین ہر جگہہ موجود ہے وہ کسی عُمدہ اور اعلیٰ مقصد کو انجام تک نہین پہنچنے دیتا۔ ایک کام بڑے زور شور سے شروع ہوتا ہے سُستی اور غفلت مگر زیادہ تر حسد اُسکو پورا نہین ہونے دیتا۔ ایک صوبہ مین جو مطلع آفتاب کی طرف ہے۔ ہر تعلیم یافتہ مسلمان لیڈر ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر نہ قوم کیجہت

اور جفاکشی سے نہ محنت و شقت کے ذریعہ سے۔ نہ اپنے اعلیٰ قابلیت کا ثبوت دیکر۔ ملک کے ہر حصہ مین تہوڑا بہت یہی حال ہے ÷

آپ حضرات جو تعلیم یافتہ ہین آیئے اور اِس وسیع میدان مین قدم رکھیئے شہر ہر قصبہ۔ ہر گائون مین بڑی گنجایش کام کرنے کی موجود ہے۔ اور اپنے بہائیون کی خدمت کرنے عُمدہ باتین سکہانے اور بُری باتین دور کرنے کا بہت اچھا موقعہ ہے۔ یہ ایسا کام ہے جس سے ہمارا خدا۔ ہمارا ضمیر ایمانی ہمارے عقلمند ہموطن سب اپنی عزت کرینگے اور وہ دن بہی دور نہ ہوگا جب کہ قوم اِن خدمات کی قدر کرنے لگے گی تہوڑی دیر کے لئے آپ اپنے تئین اب سے تیس برس قبل زمانہ مین فرض کر لیجیئے اور خیال کیجئے کہ ۱۸۸۱ء مین کون شخص سمجہہ سکتا تہا کہ مسلمانون کی قوم کے سچے خادم اور خیرخواہ جو شخص ہونگے اُن کی ایسی قدر و منزلت ہوگی جیسی ہم نے مرحوم سیّد کی اُنکی وفات کے وقت دیکہی۔ یا جیسی ہم اپنے معزز سکرٹری یا مولانا حالی یا مولانا نذیر احمد کی اِس زمانہ مین دیکہتے ہین۔ پس حضرات بلند نظر نوجوانون کے لئے بہت اچھا موقعہ ہے اور نہ صرف اِس زمانہ مین بلکہ آیندہ نسلون مین اون کا نام فخر و مباہات سے لیا جاویگا۔ مگر کوئی کام نہین ہو سکتا اور نہ ہوگا۔ جب تک کہ ایک گروہ اپنے وقت آرام اور کسی قدر دولت کا ایک حصہ قوم کے لئے وقف نہ کرے۔ یہ ضروری نہین کہ انسان اپنے تمام ذاتی اغراض اور مفاد چہوڑ دیوے۔ یہ ضرور نہین کہ اپنے بال بچون کو بہوکا رکہ کر سب دولت قوم کو دیدے۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ نیت نیک ہو اور کام کرنے مین استقلال ہو یعنی ابتدائی رکاوٹون سے بددل ہو کر کام سے دست بردار نہ ہوجاوے۔ یہی کامیابی کا گُر ہے۔ مثال کے لئے ہمکو دور جانے کی ضرورت نہین۔ یہی کانفرنس جو مدراس کے دس بیس صاحبون کے جوش کا نتیجہ ہے اوس مین یہ سچ ہے کہ بہت سے صاحبون نے چندہ دیا ہے۔ قومی خدمت کی ہے۔ محنت اُٹہائی ہے مگر خدانخواستہ کسی کی صحت پر

برُا اثر نہین پڑا - روپیہ دینے سے کوئی مفلس نہین ہوگیا - یہان کام کرنے سے تجارت کسی کی نہین بگڑ گئی - پس یہی قومی خدمت جس نے آج مدراس کے صوبہ مین مسلمانون کے دلون مین ایک اُمنگ اور اُمید پیدا کردی ہے یہی خلوص جس نے چھوٹی چھوٹی ذاتیات کو حرف غلط کی طرح مٹا کر پھینکدیا ہے - یہی بے تعصبی اور وسیع الخیالی جس نے گوارا کیا کہ ڈیڑھ ہزار میل سے زاید پر جو شخص رہتے ہین اُن کی عزت اور احترام کرے اور کانفرنس کے ذریعہ اُن کے خدمات سے فائدہ اُٹھائے - یہی فیاضی جو اِس سے پہلے مختلف قسم کے مذہبی اور غیر مذہبی - مفید اور غیر مفید اور کم مفید کامون مین آپ حضرات کی دولت صرف کرتی تھی - اسی تحریک کا ایک جزو اسی آگ کا ایک چنگاری ہمارے اور آپ کے دلون مین زندہ رہے، اور پائیدار ارادہ کے ساتھ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرکے ہم قوم کی تعلیمی اور تمدنی اصلاح مین مدد کرین تو وہی کام جو دشوار نظر آتے ہین چند روز مین سڑک اُنکے لئے صاف ہوجاویگی *

حضرات! معجزات کا قرن تو ختم ہوگیا اور اُس زمانہ مین بھی دنیا عالم اسباب تھی - اب جو کچھ ترقی مسلمان کرینگے - اور اپنے خواب غفلت سے بیدار ہونگے - دولتمند اپنی دولت اور غریب اپنے وقت - اور ذی عزت اپنی عزت اور ذی فرصت اپنی فرصت سے کام لین گے وہی اِس عالیشان قوم کو جسکو خیر امت کا خطاب عطا ہوا تھا - وہ سب ہماری ذاتی کوشش سے ہوگا - یہہ سچ ہے جیسا کہ فارسی کے فلسفی شاعر نے کہا ہے ~

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ روح القدس یا تائید الٰہی کا فیض اُنہین لوگون کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہین اور جو صحیح استون سے اِس فیض کے متلاشی ہین - وہ صحیح راستہ ہے - سعی - کوشش اور اسکی تعلیم ایسے صاف لفظون مین ہم کو دی گئی ہو جس سے زیادہ صاف لفظ کسی مذہب نے نہین فرمائے - ہمکو بتا دیا گیا ہے کہ ان اللہ لا یغیر

ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم - یعنی خدائے تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہین بدلتا
جب تک وہ قوم اپنی حالت خود نہ بدلے - العجب کہ جس قوم کی ہدایت کے لئے یہ صاف
کلیہ موجود ہے وہ خواب راحت مین نہین بلکہ خواب مرگ مین استراحت کر رہی ہے اور
تقدیر اور توکل پر اپنے تئین چھوڑکر امید کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی فرشتہ آکر اسکو تمدن اور
ترقی کے بلند مقامات پر بغیر زینون پر چڑہنے کے چڑھا دیگا - مگر نہ کبھی ایسا ہوا ہے نہ
ہوگا - یہ ایک خوشنما خواب ہے - ایک دل خوش کن خیال - ایک شاعرانہ تصور ہے -
مگر ہمارے اکثر مسلمان اِس خواب وخیال مین پڑے ہوئے ہین +

جنکو خدا نے استطاعت یا لیاقت علمی وعملی دی ہے وہ اسباب کو کافی
سمجھتے ہین - کہ اپنی ذاتی ترقی کرین - عہدے حاصل کرین - اچھے مکان بنائین حکام
مین رسوخ پیدا کرین - یہ سب باتین اچھی اور نہایت اچھی ہین - مگر وہ لوگ آسمان کے تارے
کیون نہ ہوجائین اور بادشاہت کے وزیر یا مشیر بن جاوین مگر وہ ایک افسردہ - ایک
پست ایک ذلیل - ایک جاہل - ایک گرنے والی قوم کے رکن ہین - تو ذلت اور پستی
ہرگز اُن سے نہ نکلے گی - جب تک کہ یہ ذاتی غرض اور ذاتی ترقی کا خبط ہمارے سرون
سے نہ نکلے گا - جب تک ہم قوم کی خدمت کو ذاتی خدمت اور خدا کی فرمانبرداری کے برابر
نہ سمجھین گے اُسوقت تک کسی بڑی کامیابی کی اُمید نہین ہوسکتی +

وقت کم ہے کام زیادہ ہین - رقیب زبردست ہین - زمانہ کا چکر کمزورون کو
پیستا چلا جاتا ہے - آپ جو قوم کی خیرخواہی کا دم بھرتے ہین - آپ جو عاقبت
کے لئے کچھ کام کرنا چاہتے ہین - آپ جو ناموری پیدا کرنا چاہتے ہین - آپ جو سُست
بیکار اور عیاش زندگی سے تنگ آگئے ہین - اُٹھیے اور وقت کے اور دولت کے
ایک حصہ کو قومی فلاح اور بہبود مین خرچ کیجئے +

اس غرض سے اور نیز اُن وجوہ سے جو مین نے آنریری سکرٹری کانفرنس کے موسوم

خط مین عرض کی ہین مین یہ رزولیوشن پیش کرتا ہون جس کی روسے کانفرنس کے مقاصد مین توسیع مقصود ہے - بعد مباحثہ کے اگر ضرورت ہوئی تو جواب مین کچھہ اور عرض کرون گا - اسوقت آپ صاحبون کے تحمل کا شکریہ ادا کرتا ہون - اور جس خط کا مین نے حوالہ دیا ہے اُسکو سُناتا ہون +

خط مقام علیگڈھ ۱۹ - نومبر ۱۹۰۱ع

بعالیخدمت نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید مہدی علی خان بہادر منیر نواز جنگ سکرٹری محمدن ایجوکیشنل کانفرنس -

جناب عالی، پس از تسلیم عرض یہ ہے کہ جیسا مین نے چند بار زبانی عرض کیا تھا اور جناب کے ایماء کے موافق یہ قرار پایا تھا کہ اپنے خیالات اِس بارہ مین بذریعہ تحریر کے خدمت والا مین پیش کرون اس لئے آج اُنکے ظاہر کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون +

دفعہ ۱ - محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا پہلا اجلاس ۱۸۸۶ع مین علیگڈہ مین ہوا تھا اور آخری ۱۹۰۰ع مین بمقام رامپور - اِس چودہ بلکہ پندرہ سال کے عرصہ مین کئے سو رزولیوشن پاس ہوئے، ہزارون ممبر اُس مین شامل ہوئے، اور اگر ہر کانفرنس کا خرچ آمدورفت و چندہ وغیرہ اوسطاً دس ہزار رکھا جائے تو ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس مین خرچ ہوچکا ہے - بہرحال خرچ ایک لاکھ سے متجاوز ہے +

دفعہ ۲ - چار یا پنج اجلاسون مین راقم کو شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی ہے اور بلا مبالغہ مین کہہ سکتا ہون کہ اِس جلسہ سے تمدنی و اخلاقی فوائد ضرور ہین - اتنے لایق آدمیون کا جمع ہونا ظاہر کرتا ہے کہ قوم مین جان ہے - چندہ جو وصول ہوتا ہے اُسکا ایک حصہ غریب طلبا کو تعلیم دلانے مین صرف ہوتا ہے اور جب سے جناب نے مستقل وظایف جمع کرنے کا طریقہ اختیار کیا ہے کانفرنس اور بھی زیادہ مفید ہوگئی ہے -

یہ کہنا تو مبالغہ ہے کہ کانفرنس سے اُردو لٹریچر مین بہت ترقی ہوئی ہے مگر اس مین بھی
شک نہین کہ بعض لکچر اور تقریرین اور نظمین فصیح اور دلچسپ اس مین سُنائی گئی ہین -
اور نئی جگہہ جب کبھی کانفرنس ہوئی ہے تو وہان کے لوگون پر کسی قدر اثر ضرور ہوا ہے
یعنی تعلیم کی طرف چند لوگ راغب ہوئے ہین جیسا کہ ہم مدرستہ العلوم علیگڈھ
کے طلبار کی تعداد اور جائے سکونت سے نتیجہ نکال سکتے ہین +

دفعہ ۳ - باوجود ان تمام فوائد کے تسلیم کرنے کے یہ شبہہ بہت سے دلون مین باقی
رہتا ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمانون کی متفقہ کوشش سے اس بڑے عرصہ مین جس قدر فائدہ
ہونا چاہئے تھا وہ ہوا یا نہین ہوا ؟ یہ رفتار قومی ترقی کی نہ قابل تعریف ہے، نہ قابل
اطمینان - سرسید مرحوم کے وقت مین بھی بہت زور شور سے یہ سوال پیدا ہوا تھا
اور اُنہون نے ایک بار صاف فرمایا تھا کہ کانفرنس کچھہ نہین کرسکتی، وہ صرف اپنی رائے
ظاہر کرسکتی ہے - کرنا نہ کرنا ممبرون کا، اور قوم کا کام ہے - ہم تین چار روز
کیا کرسکتے ہین +

دفعہ ۴ - علاوہ اُس وجہ کے جو ہمارے مرحوم لیڈر نے بیان کی تھی میری
ناقص رائے مین کانفرنس کے نظم و نسق اور اصول مین ایسی باتین ہین جن سے کہ بعد
اپنے گھرون مین جانے کے لوگ اُس کی طرف متوجہ نہین رہ سکتے - تعلیم کا مسئلہ ایک
خشک مسئلہ ہے اور بہت کم لوگ اُسکو سمجھتے ہین - کم لوگ ایسے ہین جو اپنے اپنے مقامات پر
جاکر تحریر اور تقریر کے ذریعے سے تعلیم کی ضرورت لوگون کے دلون مین ذہن نشین
کرسکتے ہین - رہا وظائف کا دینا یا مدارس کا قایم کرنا اس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے
اور روپیہ کہان سے آوے اور کون ممبر وصول کرین ؟ الغرض جب تک روپیہ پاس نہ ہو
کانفرنس کے ممبر یا ہمدرد گھر پر جاکر بہت کم عملی کام کرسکتے ہین +

دفعہ ۵ - علاوہ اسکے تعلیم کا مضمون کیسا ہی مفید اور ضروری کیون نہ ہو (اور

ہر شخص اسباب کو تسلیم کرے گا کہ قومون کے زوال و ترقی مین علم اور جہالت سے زیادہ کسی چیز کو دخل نہین) پھر بھی یہ مسئلہ ایسا ہے کہ ہزارون آدمیون کی توجہ اور ہمدردی کو ہمیشہ اپنے ہاتھ مین نہین رکھ سکتا - لوگون کے اغراض و حالات مختلف ہین او تعلیم کی اشاعت سے اُن خیالات اور حوائج کا دائرہ بڑہتا جاتا ہے +

مرحوم سید احمد خان بہادر نے قوم کے لیئے بعد مختلف کام کرنے کے ایک ماہواری رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا ، جو اُنکی صلاح معاشرت سے متعلق تھا - اُس مین تمدنی صلاح کا درجہ سب سے پہلے رکھا اور تعلیم و مذہبی مباحث کو بھی داخل کیا - مابعد مذہبی حصہ تفسیر کی شکل مین ظاہر ہوا - جو مرحوم کی خاص رائے تھی اور جمہور نے انکا ساتھ اس بحث مین کم دیا - اور تمدنی اصلاح یا سوشل ریفارم بالکل موقوف ہوگئی - حالانکہ جمہور کو اُس سے ایک گونہ دلچسپی تھی اور تہذیب و تہذیب الاخلاق دوبارہ نکلا بھی تو چونکہ صرف مذہبی حصہ رہ گیا تھا اُس مین رونق نہ ہوئی تعلیمی حصہ جو تہذیب الاخلاق کا تھا - اُس نے ترقی کرکے کالج اور محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی شکل مین ظہور کیا +

دفعہ ۶ - آخر مین سید صاحب ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ مین نے تو اب ایک مسئلہ تعلیم کو لے لیا ہے کیونکہ یہی سب سے زیادہ ضروری ہے اور جب تک تعلیم عام نہ ہو کچھ نہین ہوسکتا - اور جب تعلیم پھیلنے لگے گی تو بہت سی قومی ضروریات لوگون کو خود نظر آنے لگین گی اور وہ اپنا بندوبست آپ کرینگے - یہ رائے نہایت درجہ دانشمندی کی تھی اور در اصل ایک ہی وقت مین سب کام ایک ساتھ کرنے محال تھے خاصکر جب کہ لوگون کو ضرورت بھی اچھی طرح محسوس نہ ہوئی تھی +

دفعہ ۷ - باوجود اس بات کے کہ کالج اور کانفرنس کو تعلیم کے لئے مخصوص رکھا گیا تھا تاہم کانفرنس کی رپورٹون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف تعلیم ہی کے متعلق اُسکے رزولیوشن اور تجاویز محدود نہین رہین بلکہ بعض اوقات نہ بانہ جیات

سید مرحوم مین بالاتفاق بعض تجاویز فضول خرچی کے خلاف پاس ہوئین، مسلمانون کی انجمنون مین اتحاد قایم رکھنے کی تجاویز پاس ہوئین - اور یہ بات محسوس ہونے لگی کہ تمدنی اصلاح، رسوم بد کا دور کرنا، اور تعلیم کی ترقی، لازم و ملزوم ہین۔ تعلیم کی ترقی سے لوگون مین خواہ مخواہ اصلاح رسوم کا خیال کا پیدا ہوگا اور اصلاح رسوم سے یقینی نتیجہ یہ ہے کہ لوگون مین روشن ضمیری زیادہ پیدا ہوگی اور جسقدر فضول خرچی کم ہوگی اوس کا فائدہ قومی کام اُٹھائین گے +

دفعہ ۸ - الغرض تعلیم اور سوشل اصلاح منافی چیزین نہین بلکہ ایک دوسرے کی سچے مدد کرنے والی ہین اور اب ایک بڑا گروہ پیدا ہوتا جاتا ہے جو بُری پرانی رسمون سے متنفر ہے اور ایک بہانہ ڈہونڈتا ہے کہ لوگ کسی دباؤ سے اِن رسوم کو اُٹھا دین - یہ سچ ہے تعلیم اپنا اثر آہستہ آہستہ خود ہی کرتی ہے مگر صرف تعلیم کی اشاعت پر بس کرلینا ایسا ہی ہے جیسا قومی ترقی کو زمانہ کے رُجحان پر چھوڑ دینا، کہ زمانہ آپ اپنا کام کرے گا +

مگر در اصل زمانہ صرف ہماری ذاتی قوت اور سعی کا نام ہے اور اُن قوتون کا جو خدا نے ہم مین مضمر کی ہین اور جنکو کام مین لانا ہمارا فرض ہے - اسی طرح تعلیم کی فی نفسہ کوئی غایت اور مقصد ہماری زندگی کی نہین ہے اور نہ ہو سکتی ہے بلکہ وہ ایک آلہ اور ذریعہ ہے جسکی وجہ سے ہماری عقل تیز اور خیالات درست اور اخلاق پاک ہوسکتے ہین اور ہم اپنی زندگی کو مفید اور عمدہ بنا سکتے ہین - اگر بفرض تعلیم سے ہم نے اپنی ذاتی ترقی کر بھی لی تو ہماری قوم کے لاکھون کروڑون آدمی جو اعلیٰ تعلیم سے محروم ہین اور ابھی صدیون تک محروم رہین گے اُنکی زندگی کو بہتر اور مفید تر بنانے کے لیے ہم اپنی تعلیم سے کیا کام لے رہے ہین ؟ اُنکی معاشرت کیسی بہتر ہوتی ہے ؟ اس کے لئے تعلیم یافتہ مسلمان کونسی متفقہ کوشش کرتے ہین ؟ ان سب سوالات کا جواب نفی مین ملیگا +

دفعہ ۹ - ان تمام امور پر لحاظ کرکے مین جناب عالی سے اور جناب کے ذریعے سے تمام ممبران کانفرنس سے بادب ملتجی ہون کہ وہ اسباب پر غور فرمائین کہ آیا انکو اپنا دائرہ عمل وسیع کرنا چاہیے یا نہین ؟

یعنی جیسا ہندوؤن نے ایک سوشل رفارم کی کانفرنس بنائی ہے مسلمان بھی ایسی کانفرنس علیحدہ بنائین یا ایجوکیشنل کانفرنس مین ضم کردین - یا وہ یعنی مسلمان ایسے پاک و طاہر اور مکمل ہین کہ اُن کو اصلاح معاشرت کے متعلق تجاویز پاس کرنے یا عمل کرنے کی حاجت نہین ہے ؟ جیسا سینٹ پال نے فرمایا ہے "پاکون کے لیئے سب کچھ پاک ہے" تعلیم یافتہ ہوجانا سب فرائض سے ہمکو سبکدوش کردیگا *

دفعہ ۱۰ - سوشل اصلاح کا مسئلہ بھی مثل اشاعت تعلیم کے ایسا ہے جس مین ہمکو گورنمنٹ وقت سے پوری امداد کی اُمید ہے - اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس مین بلا امتیاز ملازم سرکار اور غیر ملازم شریک ہوسکتے ہین - پس تہذیب الاخلاق کا یہ منشا جو مدت سے فراموش کردیا گیا تھا مضبوطی کے ساتھ ہاتھہ مین لیا جاوے تو کانفرنس کے تین چار دن ختم ہوجانے کے بعد سب ممبرون کو اپنے اپنے مقام پر کام کرنے کا موقعہ ملے گا اور وہ اگلے سال بیان کرینگے کہ اُنھون نے اپنے بھائیون کے لئے کیا کیا - اور جو لوگ سوشل اصلاح کرینگے (جس کا جزو تعلیمی ترقی ہے) وہ تعلیم کے لئے بھی ضرور کچھہ نہ کچھہ کوشش کرینگے *

مین اس عریضہ کو یہین ختم کردیتا مگر شائد بعض حضرات یہ سوال کرین کہ وہ کون سے امور ہین جن کی اصلاح اور ترمیم کی اشد ضرورت ہے اور کیا کام ممبران کانفرنس کرسکتے ہین ؟ اسکا جواب مین مختصر طور پر عرض کرے دیتا ہون کیونکہ بحث کو طول دیا جاوے تو ہر مسئلہ پر ایک رسالہ یا کتاب لکھی جاسکتی ہے - مگر ان سب امور پر تفصیلی نظر لایق اور فہمیدہ اشخاص بذریعہ مضامین اور تقریرون کے کرینگے - مجھکو صرف مشورۃً چند باتون کے

عرض کرنے کی ضرورت ہے - یہ ضرور نہین کہ سوشل رفارم مین یہ سب امور فوراً منظور اور داخل کرلئے جاوین - یا دوسری ضروری باتین جو اس ناکمل خاکے مین نہ ہون شامل نہ کی جاوین - بلکہ جیسا مین نے اوپر لکھا ہے یہ امور صرف مشورہ کے طور پر لکھون گا - اس عریضہ کو یہین ختم کرتا ہون +

خط نمبر ۲

جناب عالی، میرے نزدیک مفصلہ ذیل امور معاشرت مسلمانان ہند مین قابل توجہ ہین :-

(۱) فضول خرچی

فضول خرچی متعدد طور پر اور بہت کثرت کے ساتھ ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر گانون بلکہ ہر خاندان مین رائج ہے اور قوم کی دولت کے ایک معتد بہ حصہ کو ضایع اور برباد کرتی ہے - جس قوم مین خود دولت کا کال ہو اُس مین ایسی رسوم کا ہونا حد درجہ افسوس اور شرم کا مقام ہے زیادہ تر اس وجہ سے کہ کوئی باقاعدہ کوشش اُسکے روکنے کے لئے نہین کی جاتی +

فضول خرچی مختلف مدات مین ہوتی ہے جس کی لمبی تفصیل ہوسکتی ہے - بطور مثال چند صورتین عرض کرتا ہون +

امور شادی

ولادت - ختنہ - بسم اللہ - بری - برات - نکاح - رخصت - منگنی - عیدین - چہیلہ - شبرات - دیگر تیج تہوار - افطار - و دعوت شادی و طریقۂ شادی +

رسوم غمی

دوجا - سوم - ماتم پرسی لوگون کی مہمانی - نوان - دسوان - اُنیسوان - چہلم - سہ ماہی - چہ ماہی - برسی - فاتحہ عرفہ وغیرہ کی - تقریبات محرم الحرام - واربعین +

یہ سب پرحوصلہ اخراجات اُس زمانہ مین شاید زیبا تھے جب کہ ہندوستان یا اودھ یا کسی خاص صوبہ یا ملک کا محاصل ہمارے گھرون مین آتا تھا۔ تجارت کے ذریعہ سے روپیہ بڑھانے کا موقعہ نہ تھا۔ نہ شاید ضرورت معلوم ہوتی تھی۔ تعلیم کا خرچ گویا کچھ نہ تھا۔ اب کہ زمانہ بدل گیا، نہ جاگیرین رہین۔ نہ منصب رہے، نہ وظایف رہے، نہ دل کھول کے لاکھون روپیہ انعام واکرام کے کسی کو ملتے ہین، نہ خدمتین شاہی او ملکی ہمارے مخصوص ورثہ مین رہین۔ یہ اخراجات سوائے اسکے کہ امیرون کو زیر بار اور اُن کی تقلید مین غریبون کو برباد کرین اور کیا کر سکتے ہین۔ شاید یہان یہہ سوال کیا جاوے کہ بخل بھی تو نہایت بدعادت ہے اُسکے ترک کے لئے کوشش کیون نہ کیجاوے؟ اس کے جواب مین زمانہ حال کے مشہور شاعر کا قطعہ لکھدینا غالباً کافی ہوگا +

قطعہ

حالی سے کہا ہم نے کہ ہے اسکا سبب کیا
لیکن بخلاف آپکے سب اگلے سخنور
اسراف بھی مذموم ہے، پر بخل سے کمتر
حالی نے کہا رو کے نہ پوچھو سبب اس کا
کرتے تھے بخیلون کو ملامت سلف اُسوقت
وہ جانتے تھے قوم ہو جسوقت تونگر
اور اب کہ نہ دولت ہے، نہ ثروت ہے، نہ اقبال
ترغیب سخاوت کی ہے اب قوم کو ایسی

جب کرتے ہو تم کرتے ہو مسرف کی مذمت
جب کرتے تھے کرتے تھے بخیلون کو ملامت
ہے جس سے کہ انسان کو بالطبع عداوت
یارون کے لئے ہے یہ بیان ہو جب قت
جب قوم مین افراط سے تھی دولت ثروت
پھر اُس مین نہین بخل سے بدتر کوئی خصلت
گھر گھر پہ ہے چھایا ہوا افلاس و فلاکت
پروانہ کی ہے جیونٹون کو جیسے ہدایت

(۲) رشتہ و نکاح کی تباہ کن و خوفناک بندشین

اسلام مین ذات کا قاعدہ کبھی قایم نہین ہوا۔ فقہا کا یہ مسئلہ کہ ہم کفو مین نکاح

اولی ہے وہ ہندوستان کی رسموں نے اسقدر سخت کر دیا ہے کہ اس کی بدولت ہزاروں خاندان خاصکر دیہات وقصبات میں زندہ در گور ہیں۔ ہم لوگوں میں جو بساسکے کہ ہر قصبہ میں مختلف درجے ایک ہی برادری میں ذاتوں کے قایم ہو گئے ہیں جو تکالیف رشتہ کرنے میں ہوتی ہیں اُن کی تفصیل بیان کیجاوے تو وہ سب خون کے آنسو رولائے۔ میں ایک قصبہ کو جانتا ہوں جس میں شیوخ کے مشکل سے ۵۰ - ۶۰ گھر ہیں۔ وہ سب ہم جدّی ہیں۔ اور باہم یا سادات سے رشتہ کرتے ہیں۔ ان میں اتنے گروہ ہو گئے ہیں:

۱ - وہ جو چچا پھپی کے سوا کہیں رشتہ نہیں کرتے اور وہ بھی صرف شیوخ سے۔

۲ - وہ جو سادات سے بھی رشتہ کرتے ہیں۔

۳ - وہ جو دلی کے سادات سے بھی رشتہ کرتے ہیں۔

۴ - وہ جن میں بہت دور جاکر کہیں کنیز کا میل سمجھا جاتا ہے۔

۵ - وہ جن میں قریب زمانہ میں کنیز کا میل ہے۔

اب ان میں دو گروہ ہیں سُنّی اور شیعہ۔ پس دس ٹکڑیاں ہو گئیں اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ یہ سب ایک دوسرے سے مناکحت سے اجتناب کرتے ہیں خصوصًا اسکا وبال اُنپر ہے جو اپنے تئیں اعلیٰ تر سمجھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ماں باپ سر پکڑے ہوئے بیٹھے ہوتے ہیں۔ نہ لڑکے میسر آتے ہیں نہ لڑکیاں نہ باہر جاسکتے ہیں یا جانا چاہتے ہیں۔ کم و بیش یہی حالت ہر جگہہ ہے۔ کوئی مرد میدان ایسا نظر نہیں آتا ہو جو جرأت کے ساتھ کھڑا ہو کر ان کا فرانہ اور جاہلانہ رسوم کو توڑ کر پھینکدے، جو ذاتوں کے جزوی تفرقہ ہی کو مٹادے، جو سُنّی و شیعہ کے ان تعصبات پر پانی ڈالے۔ کیا کانفرنس ان باتوں پر غور کرنے سے پرہیز کریگی یا اس بار کو اپنے ذمہ لیگی۔ اگر ہم ان پیچیدہ قومی خرابیوں سے اپنی نگاہ ہٹالیں تو ہم سے زیادہ کوئی غافل نہیں ہو سکتا ؏

دریائے پرآشوب ہے اک راہ مین حائل		اور بیٹھ کے گھٹرناؤ پہ یان قصد سفر ہے

مناکحت کا دائرہ کم سے کم دوگنا یا چوگنا وسیع ہونا چاہئے اگر ہمکو یہ منظور نہین ہے کہ خاندان تباہ ہون، نسلین کم عقل اور کمزور پیدا ہون +

آپ مجھکو معاف فرمائین گے کہ مین نے اس مسئلہ پر سختی سے لکھا ہے وجہ یہ ہے کہ یہ نہایت اہم قومی معاملہ ہے اور کسی مسلمان نے اس پر توجہ نہین کی - خاصکر قصبات اور دیہات کے شرفا کو یہ رسوم بد تباہ کر رہی ہین - شہر والون مین یہ قیود اتنی سخت نہین ہین +

گداگرون کی کثرت اور اُنکے انسداد کا طریقہ

مین دو خرابیان بیان کر چکا ہون - اب تیسری خرابی بیان کرنے کو ہون کہ اُستاد کا یہ مشہور شعر زبان پر آتا ہے ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم		کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

وہ خرابی یہ ہے کہ قوم مین بھک منگون کی کثرت ہے اور اُسکو روکنے والا کوئی نہین لاکھون آدمی جو صحیح و تندرست ہین بیحیائی کے ساتھ ہر طرف مانگتے پھرتے ہین کوئی اپنے مقام پر بیٹھے رہتے ہین مگر ان کا جال ایسا زبردست ہے کہ پرندون کو وہین کھینچ لاتا ہے - یہ مسئلہ جیسا علم اخلاق کا ہے ویسا ہی سوشل رفارم اور پولیٹکل اکانمی یعنی انتظام تمدن سے علاقہ رکھتا ہے - یہی لاکھون بھیک منگے اگر لوگون کی بیوقوفی یا مروت یا خیرات سے فائدہ نہ اٹھائین اپنے قوتِ بازو سے محنت کرین تو قوم کا کتنا روپیہ بچے، قوم کی کتنی دولت بڑھے - مگر افسوس ہے کہ اس قسم کی خیرات جو دراصل استحصال بالجبر یا اپنی بزدلی کا ٹیکس ہے - دیگر اور اُسکو عقبیٰ کے ثواب کا باعث خیال کرکے ہم اپنی قوم مین کاہلی، بیحیائی، اپاہج پن کا بیج بوتے ہین - سوال یہ ہے کہ اسکے روکنے کی کون کوشش کر رہا ہے اور کیا کوشش ہو رہی ہے +

جواب یہ ہے کہ کچھ نہین، نہ کوئی خیرات دینے والون کو سمجھاتا ہے، نہ خیرات لینے والون کو۔ ایک دو شخص جو صحیح الخیال ہین وہ نکوبن گئے ہین +

(۴) قدیم طالبعلمون کی امداد کا طریقہ

اسی کے ساتھ مین اس بدنما خیرات کو بھی جناب سے عرض کرون گا جو ہمارے قدیم وضع کے مدارس مین جاری ہے یعنی طالبعلمون کو دو دو یا چار چار روٹیان اور پیالہ دال یا سالن کا مختلف ایام مین مختلف گھرون سے دیا جاتا ہے۔ اور اُن کو ہمیشہ کے لئے سبق سکھایا جاتا ہے کہ خبردار تم اپنی عزت کرنی ہرگز نہ سیکھو تم باقی عمر مین اسی عادت کو نبھاؤ کہ خیرات کے ٹکڑے پر گزران کرو۔ پھر جب یہ لوگ نکل کر قوم کے مذہبی پیشوا اور ہادی ہون گے تو نتیجہ ظاہر ہے۔ ع

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

اس کے علاوہ بھی سب کے علم مین خیرات کے غلط اور بُرے مصرف اور غلط طریقے ہون گے +

(۵) مسکرات کا استعمال

کون نہین جانتا کہ مسکرات کا استعمال آج کل بڑھ رہا ہے اگرچہ پہلے زمانہ مین بھی بڑھا ہوا تھا مگر نہ تو علما سوائے اپنے زاویون کے یا مساجد کے باہر جا کر اسکو بُرا کہتے ہین نہ کسی میخانہ یا چانڈو خانون مین جا کر لوگون کو اچھی حالت پر لاتے ہین نہ علیگڈھ کے گروہ مین سے کسی صاحب نے اس کی کوشش کی ہے۔ شراب ولائتی، شراب دیسی، مدک، افیون، چانڈو، گانجا، وغیرہ ان کے خلاف جو کچھ کیا ہے وہ پادریون نے کیا ہے یا چند خیرخواہ انسان ممبران پارلیمنٹ جیسے مسٹر پیز یا مسٹر کین نے۔ کیا یہ باتین ایسی نہین ہین جنکا انسداد کیا جاوے یا ان کا بار سب مشنریون پر چھوڑ دیا جاوے، یا یورو پینیز پر۔ جہانتک مجھے معلوم ہے اس بارہ مین اگر مشنریون یا محب النسان

یوروپینز کی کوئی حمایت کرتا بھی ہے تو وہ ہمارے ہندو ہم وطن ہین بیسیون امرا،
نوجوان، والیان ملک شراب سے تباہ اور فوت ہوتے چلے جاتے ہین اُسکی بابت
قوم کی طرف سے کوئی متفقہ یا مستقل کوشش نہین۔ ہمارے مذہب نے جس کے
احکام پائدار مصلحت پر مبنی ہین مسکرات کی ایسی ممانعت کی ہے جس سے زیادہ قیاس
مین نہین آسکتی۔ لیکن جب کہ اُن احکام کی تعمیل نہو تو وعظ و نصیحت یا تنبیہہ کے ذریعے
تعمیل مین مدد دینا بھی تو کسی کا فرض ہے۔ ہماری حالت تو اس معاملہ مین جہانگیر
سے بھی بدتر ہے جس نے اپنے تزک مین لکھا ہے کہ "گو مین شراب ہمیشہ پیتا ہون
اور اب چالیس سے چار گلاس رہ گئے ہین۔ مگر اپنی سلطنت مین اسکی ممانعت کر دی
ہے" ہم لوگ نہین پیتے اور نہ اخلاقی ممانعت کرتے ہین ✤

جناب عالی! چونکہ یہ خط کسی قدر طویل ہوتا جاتا ہے اسلئے مین اب فہرست
چند اصلاحون کی جن کی ضرورت ہے بیان کرنے پر اکتفا کرون گا۔ مذکورہ بالا پانچ امور کو
مین نے قدرے توضیح سے بیان کیا تھا ✤

۶ - ہر قصبہ اور گانون مین وقتاً فوقتاً اخلاقی امور پر وعظ اور لکچر ہونے چاہئین
اور لوگون کو اُن کے ذریعہ سے اصلاح عادات و معاشرت کی طرف راغب کرنا
مناسب ہے ✤

۷ - ایسی تجویزین پاس ہونی چاہئین اور اونپر عمل ہونا چاہیے جو پرانی پنچایتون کو
زندہ کرین۔ اور باہمی تنازعے اور بکھیڑے اور فساد اور مقدمات خود پنچایت فیصلہ کیا کرے
اور اپنی برادری کی بہبودی کے دوسرے امور پر غور کرے ✤

۸ - عمدہ خیالات اور اصلاح کا اثر عورتون تک پہونچانے کے مناسب ذرایع پر
غور کرنا اور اُن ذرایع کو اختیار کرنا پر ضرور ہے ✤

۹ - چھوٹی عمر مین لڑکے یا لڑکی کا نکاح بالکل بند ہو جانا چاہئے۔ ایسی طور پر نوجوان

بیوگان کا نکاح ہونا چاہیئے۔ مگر اکثر شریف نہین کرتے +

۱۰- ایسے طریقے اختیار کرنے مناسب ہین جن سے وہ شخص جو علانیہ آوارہ بدچلن ہو جائین اُنکو سوسیٹی یعنی برادری مین شریک رکھنے سے احتراز کیا جاوے جب تک کہ وہ نیک چلنی اختیار نہ کرین +

۱۱- جن جن مواضع یا قصبات مین مسلمانون کے دو فرقون سُنّی اور شیعہ مین مغائرت اور اختلاف ہے اُسکے دور کرنے کے طریقے اختیار کرنا یا دیگر وجوہات سے جو نفسانی مخالفت ہو اُسکو دور کرنا۔ لوگونکو اسبات کی تعلیم دینا کہ اختلاف رائے سے دشمنی اور عداوت کا پیدا ہو جانا لازم نہین ہے۔ پس یہ چند اصلاحین ہین جو نہایت ضروری ہین اور یقین ہے کہ جناب کی کوشش سے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس اپنے دائرہ کو وسیع کر کے محمدن سوشل اور ایجوکیشنل کانفرنس کا لقب اختیار کریگی۔ مین اپنے دونون حصونکے مضمونکا پھر اعادہ کرتا ہون +

۱- ایجوکیشنل کانفرنس نے اگرچہ کام کیا ہے مگر بمقابل خرچ کے کم ہے۔ اور اس مین ممبرون کا قصور نہین بلکہ وہ کام ہو نہین سکتا جب تک روپیہ نہو۔ سوشل رفارم کے لئے زیادہ روپیہ کی ضرورت نہین +

۲- تمدنی اصلاح ترقی تعلیم کا نتیجہ لازمی ہے اسکی طرف ہماری توجہ ہونی چاہیے کم سے کم یہ مسئلہ قابلِ غور ضرور ہے +

۳- بیشمار برائیان ایسی ہین جن مین سے چند اوپر بیان ہوئین جو قوم کو کھوکلا کر رہی ہین ممبران کانفرنس کو ترغیب اور موقع دینا چاہیئے کہ اس امر کی طرف توجہ کرین +

اس سے زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہین کیونکہ جناب ان سب امور کو مجھ سے بہت زیادہ جانتے ہین + وآخرُ دعوانا اَنِ الحمدُ للہ ربِّ العالمین ٥

جب شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے۔ تقریر کر چکے تو مسٹر احسان اللہ صاحب بی۔ اے۔ نے رزولیوشن کی تائید مین ایک اسپیچ بزبان انگریزی بیان کی ان کے بعد خواجہ غلام الثقلین صاحب محرک رزولیوشن اپنی کرسی سے اُٹھے اور حسب قاعدہ اُنہون نے آخری تقریر کی جو درج ذیل کیجاتی ہے ÷

آخری تقریر خواجہ غلام الثقلین صاحب

حضرات! مین شکرگزار ہون میرے کام کو میرے معزز دوست آخری اسپیکر نے بہت کچھ ہلکا کر دیا ہے۔ مین رزولیوشن سے مخالفت کرنے والون اور بالخصوص بزرگان مدراس کا جنہون نے اظہار اختلاف مین پورا حصہ لیا۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہون کیونکہ ایک بہت بڑا فائدہ جو اس رزولیوشن کے پیش ہونے اور اُسپر آزادی کے ساتھ بحث ہونے سے ہوا وہ یہ تھا کہ مختلف خیالات کے لوگ ایک دوسرے سے واقف ہو گئے نیچے کی کرسیون پر بیٹھنے والون نے اوسی طرح اس بحث مین حصہ لیا جس طرح اسٹیج کے نامی گرامی بیٹھنے والے اصحاب نے غرضکہ بڑی بڑی مخالفت کرنے والون کی تقریر سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ اصول تجویز سے کسی کو مخالفت نہین ہے۔ مخالفت کے دو وجوہ ہین مدراس کے رکن رکین کہتے ہین کہ اگرچہ ہم دل سے اس تجویز کے موئد ہین لیکن کانفرنس مین اسکے شامل کئے جانے کی اسوجہ سے مخالف ہین کہ ہم علماء سے ڈرتے ہین رزولیوشن پاس ہونے سے علماء ہمارے مخالف ہو جاوینگے اسکے جواب مین مین آمنا وصدقنا کہتا ہون۔ لیکن اے حضرات اگر آپ عوام اور علماء سے ڈرتے ہین تو مدراس مین آپ نے کانفرنس کو کیون منعقد کیا، لیکن حضرات یاد رکھئے کہ جو لوگ زمانہ کی مخالفت کرتے ہین خواہ وہ کسی خوف کی وجہ سے ہو یا غلط فہمی کے سبب زمانہ

کی جھلکی اُن کو بیس ڈالتی ہے - ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہین کہ اس کانفرنس کے مدراس مین منعقد ہونے کے علما مخالف تھے دوسری طرف فخر کرتے ہین اور اسبات کا دعوی کرتے ہین کہ آپنے کانفرنس کی ضرورت کو سمجھا اور کانفرنس کو مدعو کیا اُس مین کامیابی حاصل کی جب آپ کانفرنس سے علما کی مخالفت سے نہ ڈرے تو اب سوشیل رفارم کو کانفرنس مین شامل کرنے سے اُن سے کیون خوف کیا جاتا ہے کیا خوف کی وجہ سے آپ عمدہ کام کو چھوڑ سکتے ہین - اگر آپ ایسا کرین تو آپ مین اخلاقی جرأت کہان ہے آپ صاحبون نے زمانہ کی ضرورت کو سمجھکر کانفرنس کو مدعو کیا اور اُس مین کامیابی ہوئی تو کیا آپ فضول خرچی اور شراب خواری کے چھوڑنے مین کامیاب نہونگے اور کون سی منطقی دلیل ایسی ہے جسکی بنیاد پر یہ کہا جاوے کہ آپ اُسمین کامیاب نہونگے آپ شراب خواری کے دور کرنے مین کامیاب اگر ہوئے تو علما ضرور آپ کے طرفدار اور موافق ہو جاوینگے میرے ایک معزز دوست نے صاف صاف بیان کر دیا ہے کہ ممکن ہے یہ مسئلہ مدراس مین طے نہو جس مین پکے عقیدے کے کنسرویٹو لوگ موجود ہین - لیکن آنحضرات یاد رکھیے کہ اگر پرانے خیال کے پکے عقیدے والے مسلمان اس کام کو ہاتھ مین نہ لینگے تو آزاد خیال اور حد اعتدال سے بڑہے ہوئے یورپین طرز معاشرت کے دلدادہ اور پردہ توڑنے کے حامی ضرور مولوی محبت حسین یا مولوی عبد الحلیم شرر کی طرف چلے جاوینگے نہ نواب محسن الملک جیسے معتدل مزاج بزرگ کی طرف - اور نئے خیال والون کا اُس طرف چلا جانا نہایت نامناسب اور مضر ہوگا +

میرے دوست شیخ عبد القادر صاحب کا اختلاف بزرگان مدراس کے اختلاف سے بالکل مختلف اور جداگانہ طریقے کا ہے - وہ کہتے ہین کہ سوشیل ریفارم کانفرنس کا اجلاس سے علیحدہ ہو اول تو مین اس سے اتفاق نہین کرتا لیکن تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو شیخ عبد القادر جیسے سید کے پیرو اس بنا پر کہ سید نے اسکو شروع نہین کیا

مخالفت کرتے ہین دوسری طرف وہ لوگ جن کے دلون مین علمار کا خوف ہے
مخالفت کا اظہار کر رہے ہین لیکن میرا خیال یہ ہے کہ جو لوگ سرسید کے ایسے
معتقد ہین کہ ایک انچ بھی سرسید سے اختلاف کرنا نہین چاہتے اور نہ ایسے ہین
کہ جن کے دلون مین علما کے اختلاف کا خوف ہے بلکہ حدّ اعتدال پر ہین وہ ضرور
اس رزولیوشن کی تائید کرینگے غرضکہ رزولیوشن کو ہر شخص نے پسند کیا ہے ایک مقرر
بھی پلیٹ فارم پر ایسا نہین آیا جس نے اصلاح تمدن کی ضرورت کو تسلیم نہین کیا-
لیکن بدقسمتی سے ایک لفظ "مگر" کا سب نے لگا دیا ہے- مین جانتا ہون لفظ
"مگر" سمندر کے مگر سے زیادہ خوفناک ہے- اس سے زیادہ تباہ کن کوئی دوسرا
لفظ نہین ہو سکتا- ایک صاحب فرماتے ہین کہ مجھے اس رزولیوشن کے پیش ہونے
سے خوشی اور غلام الثقلین سے ہمدردی ہے "مگر" اسکے لئے مدراس موزون مقام
نہین ہے- اس کا عمل درآمد تو ضرور ہونا چاہیئے "مگر" کہین اور ہو- ایک دو صاحب
فرماتے ہین کہ سوشیل رفارم تو ضرور ہو "مگر" ایجوکیشن کانفرنس سے علیحدہ
سوشیل کانفرنس ہو- میرے دوست مولوی بشیر الدین صاحب جن کی قومی خدمات
کا ممالک مغربی وشمالی مین ہر مسلمان معترف ہے اور جنکے عمدہ اخبار البشیر کو ہر ایک
تعلیم یافتہ مسلمان شمالی ہندوستان کا عزت کی نظر سے دیکھتا ہے انھون نے اس سے
زیادہ معقول تجویز پیش کی ہے کہ جس طرح اس کانفرنس کے ساتھ اسکول سیکشن
تعلیم نسوان کا سیکشن اور سینس سیکشن ہے ایک سوشیل رفارم کا بھی سیکشن ہو
مجھے اپنے دوست کی اس رائے سے بھی اصولاً اختلاف نہین ہے لیکن بعض اصحاب نے
اس عمدہ تجویز کی بھی مخالفت کی ہے اور اسکا بھی یہ جواب دیا گیا ہے کہ زمانہ مخالف ہے
میرے دوست شیخ عبدالقادر صاحب فرماتے ہین کہ سوشیل کانفرنس ضرور قایم
کرو "مگر" اس کانفرنس سے بالکل علیحدہ لیکن مین اپنے دوست کی خدمت مین اونکے

ساتھ عرض کرتا ہون کہ اپنی انرجی، اپنی قوت کو مختلف کامون مین تقسیم کر دینے کا
آخر کیا نتیجہ ہوگا۔ مین بہت عرض کرتا ہون کہ برائے خدا اپنی قوت کو تقسیم مت کرو اور
تقسیم کروگے تو تمام کام ناقص اور ادھورے رہجاوینگے۔ اگر سوشیل اصلاح کی جدا کانفرنس
مقرر کردی تو سوائے بڑے دن کی تعطیل کے اور کوئی دوسرا وقت چونکہ اس قسم کے جلسون
کے لئے موزون نہین ہے ضرور وہ کانفرنس انہین دنون مین ہوگی نتیجہ ہوگا کہ مسلمانون
کی جو چند صورتین آج نظر آتی ہین وہ بھی نظر نہ آوینگی کچھہ یہان آوینگے اور کچھہ سوشیل کانفرنس
مین جاوینگے۔ مین دو تین لفظ اپنے دوست شیخ عبدالقادر صاحب کی تقریر کی بابت
اور بیان کرنے کی اجازت چاہتا ہون۔ اُن کا بڑا اعتراض یہ ہے کہ ہم سوشیل ریفارم
کے مسئلہ کو کانفرنس مین شامل کرنے سے سرسید کی پالیسی کو بدل دینگے کیونکہ
سرسید نے فرمایا تھا کہ جب قوم مین تعلیم پھیل جاویگی تو خود بخود اصلاح ہوجاویگی
مین کہتا ہون کہ ممکن ہے کہ پچاس برس کے بعد کوئی کہے کہ سرسید صاحب نے چونکہ ایسا
نہین کیا لہذا ہمکو بھی یہ کام نہ کرنا چاہیئے البتہ یہ کہنا کہ ہم سرسید کی پالسی کے خلاف
کر رہے ہین بالکل غلط ہے۔ انہون نے تمدنی اصلاح کا کام شروع کیا لیکن مددگار نہونے
کی وجہ سے مجبوراً وہ کام چھوٹ گیا۔ رسول خدا کے زمانہ مین ترکی ٹوپی نہین اوڑھی جاتی
تھی لیکن آج ہم ترکی ٹوپی اوڑھتے ہین ہمکو سرسید سے زیادہ رسول خدا کے زمانہ کی
تقلید کرنا لازم ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ بہت سے مسائل ضرورت زمانہ کے لحاظ سے
جدید پیدا ہوتے اور بدلتے رہتے ہین۔ اِن باتون کو مخالفت کہنا ہی غلط ہے نئے کام
اور نئی ضرورتین جو پیش آئین وہ سب اپنی اپنی جگہہ مناسب ہوتی ہین۔ غرضکہ بڑے
لطف کی بات یہ ہے کہ سرسید کے اصول کے سب سے بڑھکر تائید کرنے والے اور
علماء سے خوف کرنے والے دونون خیال کے آدمی سوشیل اصلاح کی ضرورت کو تسلیم کرتے
ہین جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ بڑی جماعت میری طرفدار ہے ❖

اے حضرات! جیسا کہ میرے دوست نے قرآن شریف کی آیت پڑھی کہ "اُے اہل کتاب اؤ ہماری طرف جو ہم مین لو تم مین برابر ہے" مین بھی یہ عرض کرتا ہون کہ انگریزی تعلیم کا مسئلہ جس طرح سب کے لئے یکسان ہے اسی طرح سوشیل اصلاح کا مسئلہ سُنّی۔ شیعہ۔ وہابی۔ نیچری۔ حنفی۔ شافعی۔ غرضکہ تمام مسلمانون مین برابر ہے۔ رسوم بد کے سب خلاف ہین اور سب تسلیم کرتے ہین کہ فضول خرچی ہماری تباہی کا باعث ہے لہذا بعد شکریہ ادا کرنے اُن اصحاب کے جنہون نے میری تقریر کو صبر و تحمل سے سُنا مین اُمید کرتا ہون کہ رزولیوشن پاس کر دیا جاویگا*

عصر جدید

(ایک ماہوار اخلاقی - تمدنی اور پالٹیکل ریویو)

تمہید زمانہ مین سیکڑون نئے خیالات اور نئی نئی تحریکین پیدا ہوئی ہین - قومین گرتی اور اُبھرتی ہین - فرقون کا جوش بڑہتا ہے اور مذہب کا زور کمتر ہوتا جاتا ہے - زندگی جس سے مراد ہے انسان کے خیالات اور باہمی تعلقات کا پھندا - یہ پھندا روز بروز زیادہ پیچیدہ اور مشکل ہوتا جاتا ہے - قانون اور حاکم و محکوم کے تعلقات کے نئے نئے معنی پیدا ہو رہے ہین - ایک عظیم الشان شمسی صدی جس نے مسلمانون کے لئے اپنے آپکو منحوس ثابت کیا ہے ختم ہو چکی ہے - دوسری صدی کا آغاز ہے - ملک اور قوم مین مختلف اور ایک دوسرے سے مخالف آوازون نے پبلک کے کانون کو بہرا کر دیا ہے - کیونکہ اخبارون اور رسالون اور لکچرون اور گزٹون اور تقریرون اور خواندہ آدمیون کے خیالات اور ناخواندہ آدمیون کے توہمات سے ایک عجیب ہنگامہ برپا ہے کسی کو خبر نہین کہ ہم کیا ہین اور کدہر جا رہے ہین اور کیا کرتے ہین اور دراصل کسی راستہ پر چلنا ہمارا فرض ہے ✣

اختلاف ہندؤون کے اگر تینتیس ۳۳ کروڑ دیوتا ہین تو اونکے رہنما اور لیڈر بھی تعداد مین ان دیوتاؤن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہین اور مختلف مذہبی اور تمدنی فرقے ایک دوسرے کے مخالف موجود ہین مگر پھر بھی ایک قومی اتحاد کی بنیاد ان مین پڑ چکی ہے - اور اُن کے خواندہ اور روشن ضمیر لوگ سو مین سے نوّے باہم متفق ہین ✣

رہے مسلمان وہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک نبیؐ اور رسول کے نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مختلف الجنس انبیا کے تابع ہین - ان مین وطنی اختلافات ہین، مذہبی

اختلافات ہین، پولٹیکل اختلاف ہین، فقہا مین بہت اختلاف ہے، نئی روشنی والون مین سخت اختلاف ہے جنہین تعلیم نہین وہ بیکار اور جن مین تعلیم ہے وہ ایک حد تک مضر ثابت ہو رہے ہین - نہ ان کا کوئی سردار ہے اور نہ ماتحت ہے اور نہ کوئی قایم اور مستقل اصول ہے جسکے ماتحت ہو کر وہ اپنے ملکی اور قومی اور تمدنی ضرورتون کو پورا کرین - پریشانی خود زیادہ پریشان ہوتی جاتی ہے +

اخبار اور رسالے یہ سچ ہے کہ مسلمانون کے پاس دو تین انگریزی اخبار جو موجود ہین اگرچہ ان مین بھی کوئی روزانہ نہین ہے - یہ سچ ہے کہ ان کے پاس بہت سے ہفتہ وار اردو اخبار موجود ہین - مگر بہت سے ذاتی غرض سے جاری ہوتے ہین اور جو قومی غرض سے نکالے جاتے ہین ان کے پاس بھی سرمایہ ناکافی ہے اور انکی مدد بھی کوئی نہین کرتا اور پھر حکمت عملی یا پالیسی اکثر اخبارون کی ایک دوسرے کے تباہ کن ہے - اور ایک دوسرے سے جداگانہ ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ کسی پالیسی (اصول حکمت) کے ماتحت نہین ہین +

یہ سچ ہے کہ مسلمانون کے پاس چند ماہواری رسالے ہین مگر ان مین جو پرچے سنجیدہ ہین یا علمی مذاق رکھتے ہین وہ مرتے جاتے ہین یا مر گئے ہین - اور جو پرچے آہ اور واہ سے مملو - اور بیہودہ غزلون اور رکیک خیالات اور ردیف و قافیہ کے چکر مین سرگردان ہین ان مین بیشک قافیہ پیما ہزارون ہین اور شاید خریدار بھی کافی ہون مگر انکے ہونے سے اون کا نہونا ہزار درجہ بہتر ہے - یہ گلدستے اور رسالے اس منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے جہانتک ہم جانا چاہتے ہین ہماری کیا مدد کرتے ہین ؟ جواب یہ ہے کہ کچھ نہین بلکہ وہ ہماری طبیعتون کو عقلی لحاظ سے مضمحل - ہمارے خیالات کو پریشان اور ہماری ذہن کو مضر چیزون کی طرف متوجہ کرتے ہین +

تصانیف یہ سچ ہے کہ ہمارے یہان چند زندہ مصنف ہین (خدا کرے وہ دیر تک

ہم ہین صحیح تندرست رہین) مگر انکو چھوڑ دیا جاوے تو اُسکے بعد جو لٹریچر ہے وہ بقول نواب عماد الملک بہادر بہت ادنی درجہ کا ہے اور اکثر جلانے کے قابل ہے۔ کوئی ایسا رسالہ نہین جو عالمانہ اور فلسفیانہ اور نکتہ چین مگر دقیق نظر سے تنقید کے اصول قایم کرتا جاوے اور اِن کتابون پر ریویو کرے۔ اِسی وجہ سے کہ تنقید کا کوئی اصول قایم نہین تصنیف کی دنیا مین ایک طوفانِ بے تمیزی برپا ہے، اور جس شخص کو جو راستہ نظر آیا بغیر مؤدب کے سرزنش اور راہبر کے رہنمائی، اور ایک روشن خیال اور ہوشیار پبلک کی خوف کے وہ چلا جاتا ہے۔ کتابون کا انبار بیشک نہ رہتا جاتا ہے مگر افسوس صد افسوس ہے کہ ہر فن مین اعلیٰ درجہ کی کتابین نصف درجن ایک درجن سے زیادہ نہ ہونگی +

اِسکی ایک وجہ یہ ہے کہ مصنفین لوگون کے غلط خیال، بُرے مذاق، جھوٹے قومی جوش کی خوشامد کرتے ہین اور اپنے نام کو ہمیشہ کے لئے ناموراور اپنی تصانیف کو پائدار بنانے کی جگہہ برہمن کی چیزون کی طرح ناپائدار مگر چلتا ہوا اور سستا مال پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ میرا یہ مقصود ہرگز نہین ہے کہ مین ان مصنفون کو الزام دون کیونکہ دنیا مین سب سے پہلا فرض شکم پُری کا ہے ؎

این شکم بے ہنر و پیچ پیچ		صبر ندارد کہ بسازد بہ ہیچ

اگر ایسی کتابین آدمی لکھے جو عام مذاق مین پسندیدہ نہ ہون تو وہ + تصنیف یا اخبار نویسی مین قافیہ کشی کے سوا کیا کریگا۔ اِسکا الزام زیادہ تر قوم پر ہے۔ یہ بات کہ تصنیف وتالیف کے پیشہ مین لایق لوگون کی کثرت کیون نہین ہے۔ اسوجہ سے بھی ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ ملازمت سرکاری مین کھپ جاتے ہین اور اخبار نویسی یا تصنیف مین کم معاش پر قناعت نہین کر سکتے۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ قابل الزام نہین ہین مگر قوم کے لیئے یہ بات قابل افسوس ضرور ہے کہ وہ سو پچاس آدمیون کی دماغی محنت کا

معاوضہ بھی نہین کرسکتی +

قومی کالج سرکاری اور مشنری کالج بہت ہین - ہنود کے قومی کالج ہین مگر اعلی پیمانہ پر نہین ہین - مسلمانون کے پاس ایک اعلی درجہ کا کالج ہے جسکو وہ ترقی دیکر یونیورسٹی بنانے کے خواہشمند ہین - مگر چونکہ دلون مین نفسا نفسی نفسانیت اور قومی پھوٹ موجزن ہے اسوجہ سے روز بروز نئے جھگڑے اور فساد رہتے ہین - ہم بیچارے اخبار نویسون سے تہذیب و متانت کی توقع کب رکھ سکتے ہین اور قومی خیرخواہی کے خیال کا ہرگز کب تک رہ سکتے ہین جب کہ خود تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ جماعت مین ذاتی بنا پر تو تو مین مین ہوتی رہتی ہے - مگر نہایت خوشی کی بات ہے کہ ان نااتفاقیون سے مسلمانون کے کالج پر ابتک زیادہ مضر اثر نہین پڑا ہے +

پالیٹکل معاملات پالیٹکل مباحث اور معاملات ملک مین ہر ساعت اور لمحہ لمحہ روز بروز پکڑے جاتے ہین اور مسلمانون مین ابھی اس امر مین اتفاق نہین کہ ان معاملات مین ہمکو بھی دخل دینا چاہئیے یا نہین ہمکو بھی اپنے بچاؤ اور حفاظت اور حقوق کیلئے طلب کے لئے کوشش کرنی مناسب ہے یا نہین اور کس طور پر کوشش کیجاوے - گورنمنٹ کے اصول سے وہ لوگ واقف نہین جسطرح پر اور جس اصول پر اپنے خیالات ظاہر کرنے چاہئین اُن سے بیخبر ہین کوئی ایک طریقہ اور جادہ نہین جسپر قومی لیڈر چلین - بہت سے اہم معاملات پیدا ہوتے ہین مثلاً امپیریل اور پروونشل کونسلون مین لائق مسلمان ممبرون کا تقرر اردو ناگری کا تنازعہ سرکاری ملازمت مین شرکت کا قاعدہ اور مناسب تقابلہ دیہہ کہ مالگذاری و لگان و محصول نمک کے متعلق مسلمانونکی رائے ہندو لیڈرز کے موافق ہے یا مخالف ہے - اور بہت سے امور ہین جنکی بابت مسلمان خاموش ہین مگر دوسری قومین اپنی مجموعی آواز کبھی آہستہ اور کبھی شور کے ساتھ بلند کر رہی ہین +

زمانہ حال مین ایک عام رد ایشیائی اور مشرقی ممالک مین اسلامی اخوت

اور ہمدردی کی جو پیدا ہوئی ہے اور جو آجکل کے اسلامی پالٹکس کا ایک جزو اعظم ہے - اُسکے نشیب و فراز پر غور کرنا اور اسباب کا سمجھنا کہ کہانتک یہ خیالات عمدہ اور ٹھیک اور مفید ہین اور کہانتک مضر ہین نہایت ضرور ہے ✣

مسلمانون مین علاوہ مذہبی تفرقون کے ذاتون (جاتون) کی جو تفریق ہے جس سے اُن کی قومی اتحاد اور قوت مین نمایان کمی ہو جاتی ہے اُسپر غور کرنا اور اگر یہ تفریق مضر ہو تو اُسکا دور کرنا - زمین اور دولت جو تمدنی اور ملکی قوت کے لئے ہر زمانہ مین عموماً اور آجکل خصوصاً نہایت ہی زبردست آلہ ہے وہ قوم مین کم ہوتی جاتی ہے یا زیادہ یا بحالِ خود قایم ہے - اسپر غور کرنا - اگر قومی دوست کا مجموعہ کم ہوتا جاتا ہے تو اُس کے دفعیہ کی تجاویز پر سوچنا اور سرکار جو اس مقصد کے لئے قانون نافذ کرنے اُس مین عاقلانہ شرکت اختیار کرنا - اور جو مسودے یا قوانین کہ قومی دولت کو کم کرنے مین مدد دین اُنپر نکتہ چینی کرنا ✣

یہ سب مباحث ہین جنپر لکھنے اور تعلیم یافتہ جماعت کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے ✣

کانگرسین اور کانفرنسین ملک مین عموماً دسمبر اور ہولی کی تعطیل مین بہت سے جلسے پولیٹکل - تعلیمی - نیم پالیٹکل اور سوشل ہوتے ہین - جن مین سے نیشنل کانگرس جو تعلیم یافتہ ہندوستانیون مگر خاصکر ہندوؤن کا باوقعت جلسہ ہے اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس جو تعلیم یافتہ مسلمانون اور خاصکر علیگڈھ کالج سے ہمدردی رکھنے والون کا جلسہ ہے اور سوشل کانفرنس جو ہندو مصلحین کا جلسہ ہے زیادہ تر قابل ذکر ہین - اس مین شک نہین کہ اخبارات عموماً بہت تفصیل کے ساتھ ان جلسون کی روئدادین چھاپتے ہین اور اُنپر کم و بیش رائے بھی دیتے ہین - لیکن ہمکو اردو مین کوئی ایسا رسالہ یا اخبار معلوم نہین ہے جو پابندی کے ساتھ اُنپر ریویو کرتا ہو - اور اُن مین

جو کچھہ کمی یا نقص ہو اُن کی طرف اِس جلسے کے بانیون کو متوجہ کرتا ہو - بہر حال ایک
پالٹیکل پرچہ کو لازم ہوگا کہ ہر سال اِن جلسون کے آغاز سے قبل ایک تفصیلی مضمون مین
رائے دے کہ اِن جلسون مین کیا ہونا چاہیئے - اور کیا نہ ہونا چاہیئے - اور اُنکے انعقاد
کے بعد اِن جلسون پر تفصیلی ریویو کرے اور قوم اور ملک کو دکھا دیوے کہ اِن جلسون کے فائدہ
اور نقصان کا پلڑا کس طرف جھکتا ہے ⁂

تمدنی اصلاح

ہمنے مختصر طور پر بتایا ہے کہ پالٹیکل معاملات کون کون سے ہین
جن کی طرف ابھی توجہ کرنی ہے لیکن اگر اسکے ساتھہ ہی ہم اُن خرابیون کی تفصیل بیان
کرنا شروع کرین جو ہماری معاشرت مین ہین - اُن تباہ کن رسوم اور فضول خرچیون کی
داستان کو دُہرائین جن کا دُہرانا تفصیل طلب اور وقت کا کام ہے تو معلوم ہوگا کہ
ہماری جماعت مین بہت سی خرابیان ایسی موجود ہین جن کا دور کرنا حد درجہ ضرور ہے اور جنکے
دور کرنے مین تھوڑی بہت نئی تعلیم جو پھیل گئی ہے اُس نے بھی کافی توجہ نہین کی ہے -
اگر ہم اِس مسئلہ سے بحث کرین تو ہم بتائین گے کہ ہمارے دوست اہالیان نیشنل کانگریس
(قومی پالٹیکل انجمن) نے جو نیشنل سوشل کانفرنس (قومی کانفرنس واسطے اصلاح رسوم کی)
قایم کی ہے اور جس مین منجملہ بڑے لوگون کے صرف مرحوم مسٹر رانا ڈے جج ہائی کورٹ
بمبئی اور مسٹر تیلانگ متوفی جج ہائی کورٹ سچے دیسی جوش رکھتے تھے - یہ انجمن ایک خالی
لفافہ ہے - وہ ایک مہذب ڈھکوسلا ہے اور کم شخص ہین جو سنجیدگی اور شجاعت کے ساتھہ
قومی برائیون سے علیحدہ ہوتے ہین اور اُنکو کچلتے ہین ⁂

ہم بتا سکتے ہین کہ محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کو سخت ضرورت ہے کہ وہ
تعلیمی معاملات کے علاوہ جو در اصل بہت اہم اور ضروری ہین اپنی کوشش اور توجہ کو تمدن
اصلاح طرف مبذول کرے اور اپنے اجلاس کا کم سے کم ایک دن انہین معاملات پر بحث
اور رائے قایم کرنے کے لیئے وقف کر دیوے - ہم اِس امر پر اور تفصیلی بحث کرین تو

کہہ سکتے ہین کہ ندوۃ العلما یعنی مسلمان فقہا کا گروہ (جس مین پالٹیکل لحاظ سے ایسی ہی بیگناہ لوگ جمع ہوتے ہین جیسا ایشیا کے کسی گوشہ مین ہوسکتے ہین اور جس سے بدگمانی رکھنا محض نفسانیت یا غلط فہمی ہے) جو اپنا مقصد فرقون مین اتحاد اور پرانے نصاب تعلیم کی اصلاح بیان کرتا ہے۔ اسکا فرض ہے کہ وہ اس اتحاد کے لئے مصنوعی کوشش کرنے کی جگہہ بُری رسوم اور خلاف عقل اور خلاف مذہب عملون کو جو قوم کو کھوکھلا کر رہے ہین دور کرے +

مذکورہ بالا سطرون کے پڑھنے کے بعد سب صاحبون کو جو ان معاملات مین دلچسپی رکھتے ہین یہ بات معلوم ہوگئی ہوگی کہ قومی ترقی اور پالٹیکل حقوق کی اصلاح اور پالٹیکل فرائض کی تعلیم اور سچے خیالات کی اشاعت کے لئے ایک پرزور پرچہ کی ضرورت ہے +

پس خدا تعالیٰ کی توفیق اور قوم کی تائید پر بھروسہ کرکے ہمنے ارادہ کیا ہے کہ سردست صرف سہ ماہی رسالہ جاری کرین جس طرح انگلستان مین کوارٹرلی ریویو ہوتے ہین[1]- اسکے بعد ہم کوشش کرینگے کہ یہ رسالہ ماہانہ جاری ہو اور اسی قسم کا رسالہ انگریزی مین بھی شایع کیا جاوے - یہ رسالہ کم و بیش سو صفحہ کا ہوگا اور پہلا پرچہ یکم کو شایع ہوگا +

مشکلات یہ بات سچ ہے کہ ان مقاصد مین کامیابی حاصل کرنا بہت مشکل ہے اور حد درجہ استقلال اور محنت اور ایک زمانہ تک مالی نقصان اُٹھانے کے بعد ہم اپنے رسالہ کو مقبول اور اپنے خیالات کو شایع کرسکتے ہین - یہ بھی صحیح ہے کہ ہم سے پہلے بہت سے صاحبون نے اکثر دعوے کئے اور کم ایسے نکلے جو اپنے دعوون کو وعدہ کے دائرہ سے نکالکر ایفا کے مقام مین لے آئے ہون - ہماری قوم اور ہمارے ملک یعنی ہمارے اپنی حالت تو وہی ہے جو لسان قوم نے اس سچے مگر دردناک شعر مین بیان ہے ؎

سبکو ہوجاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقین ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ اُٹھتے ہین کرنے کو جب ہمت کا کوئی کام ہم

[1] نوٹ - یہ رائے دو سال قبل کی ہے - اب ماہانہ رسالہ نکالنا زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے فقط مؤلف ۸ - دسمبر ۱۹۰۲ء

ہم سچائی کو ہاتھ سے دینا نہین چاہتے اور اس بات کو صاف صاف مان لیتے ہین کہ خود ہمکو شبہہ ہے کہ کب تک ہم اس ضروری اور نیک کام کو انجام دیسکینگے ہزارون آسمانی آفتین اور دنیاوی مزاحمتین ہمارے ارادون کے لئے آجاتی ہین لیکن ہم اپنے ناظرین کو اس بات کا یقین دلاتے ہین کہ جتنا کچھہ ہم کرین گے اپنے نزدیک نیک نیتی اور سچائی سے اور قوم اور گورنمنٹ بلکہ کل نوع انسان کی بھلائی مدنظر رکھکر لکھین گے۔ ہر بات پر اعلیٰ اصول کے لحاظ سے نظر ڈالین گے نہ کہ رکیک خیالات یا ذاتی اغراض یا عناد کی وجہہ سے +

مگر ہم یہ وعدہ بھی نہین کرتے کہ ذاتیات سے بالکل بچین گے۔ یا قوم اور پبلک کو شیرین حکایات اور خوش آیندہ مضامین سنا کر لبھائین گے۔ نہین بلکہ بعض موقع ایسے آئین گے جب کہ بقول جناب مسیح بھائی کو بھائی اور باپ کو بیٹے سے جدا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ پھر بھی ہم اپنے فرض کو تہذیب اور اعتدال سے ادا کرینگے اور تا بمقدور دوستون یا غیرون پر نکتہ چینی کرنے مین بے تمیزی کو کام مین نہ لائینگے +

مقاصد اس رسالے کے اوپر ہمنے وہ مقاصد بیان کردئے ہین جو ہم پیش نظر رکھینگے انکا خلاصہ یہ ہے :-

۱- ہم وہ اصول بیان کرینگے جن کی بنا پر بادشاہ اور رعیت کے تعلقات قایم ہونے چاہئین +

۲- ہم بتائین گے کہ موجودہ صورت مین ہندوستانیون کے مختلف گروہون کو کس طرح پر بسر کرنا چاہیئے اور خاصکر مسلمانون کو کیا پالیسی اختیار کرنی چاہیئے +

۳- اصلاح معاش اور تمدن جسکو انگریزی مین "سوشل فارم" کہتے ہین اور جو دراصل پالٹکس یعنی مدنی زندگی کا ایک جز ہے اسکی بابت وقتاً فوقتاً بحث کرتے رہین گے اور تعلیم کے ساتھہ اصلاح رسوم کی ضرورت ثابت کرینگے +

۴۔ ہم تمام قوم مین روشن ضمیری اور عمدہ اصول کی پابندی کے ساتھ اتفاق قایم کرنے کی کوشش کرینگے اور اسلامی ممالک یا ریاستون مین جن اصلاحون کی ضرورت ہو اُنپر بحث اور جو پیچیدگیان واقع ہون اُن کو سُلجھانے کی غرض سے مضامین لکھین گے ۔

۵۔ ہم قومی رہبرون کی تحریرون اور تقریرون کو بقدر ضرورت درج کر کے اون پر ریویو کرینگے اور ان کے طرز عمل کی خوبی اور بُرائی کو ظاہر کرین گے ۔ اور اس وقت جو مختلف کارکن جماعتین ملک مین موجود ہین سب کی حالت بیان کرین گے اور اُن کی نسبت ایک ہمدردانہ دل گرنکتہ چین نظر رکھین گے ۔

۶۔ اُردو اخبارات کو ہم خاص کر غور سے پڑھین گے اُنکے پالیسی اور مضامین پر ایک ایک ریویو کرتے رہین اور سب کو ایک جامع اصول اور پالیسی کے ماتحت لانے کی کوشش کرین گے ۔

۷۔ ایسی کتابون پر جن سے قوم کے علم ادب اور زندگی پر کسی قدر مستقل اثر پڑیگا۔ ہم جہانتک ممکن ہوگا مفصل ریویو لکھین گے ۔

یہ طویل فہرست دیکھکر شاید کہا جاوے کہ یہ دعوے بڑے ہین اور یہ دعوے مطول ہین۔ یہ کہنا بیشک صحیح ہے۔ اور یہی اعتراض ہر دو فرقہ اخبار پر ہو سکتا ہے جو پالیٹیکل اور سوشل معاملات سے بحث کرتا ہے۔ لیکن مقاصد کی تفصیل سے ہم فضول تفاخر کرنا نہین چاہتے۔ بلکہ یہ دکھانا مطلوب ہے کہ ہمارا ارادہ کس سڑک پر چلنے کا ہے۔ اور یہ کہ ہم ریویو کے کیا معنی سمجھتے ہین۔ اور ہمارا یہ رسالہ معمولی علمی میگزین سے کس قدر مختلف اور کہانتک اپنے اغراض مین اُن کا شریک ہوگا ۔

بہت سی باتین لکھنے کے لئے موجود ہین	سکندر اعظم شاہزادگی مین اپنے باپ فیلقوس کی فتوحات کی خبرین سن سن کر کڑھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میرا باپ سب طرح

ملک فتح کرتا جاویگا تو میرے لیے کچھہ نہ چھوڑیگا - ہمارے "ریویو" یعنی نئی صدی کو یہ رشک نہین ہے - اُسکو تو یقین ہے کہ اُسکے معاصر اخبار اور رسالے بہت کچھہ کام کر رہے ہین مگر پہر بہی اپنے لئے ایک لمبا چوڑا میدان موجود ہے - جس مین وہ جولانی کر سکتا ہی بہر حال اور لوگ تو کرتے ہی ہین - ہم بہی اپنے مقدور کے موافق اظہار حق کرنا چاہتے ہین - ہم بہی "نیکی کا حکم اور بدی کی ممانعت" کر سکتے ہین - مگر ہان فرق یہ ہے کہ ہمارے مخاطب زیادہ تر وہ لوگ ہین جو ذی فہم اور تعلیم یافتہ ہین اور جو قوم اور ملک کے رہبر اور ناصح ہین ہم نیم خام لوگون کو مخاطب کرنا نہین چاہتے - بلکہ اپنے نیم جوش کو اُن بزرگون کے سامنے پیش کرتے ہین جو ناصح یا مصلح کے درجے پر سمجھے جاتے ہین یا جو مقتدر حاکم ہین ❊

اِس رسالے مین کیا چیزین ہونگی ہم نے اس سے پہلے عرض کیا ہے کہ کن کن مضامین کی بحث اس ریویو مین ہوگی - اور کن مطالب پر ہم غور کرینگے اور اپنے ہم وطن اور ہم قوم بہائیون سے عرض کرین گے کہ آپ بہی غور کرین شاید یہ بہی مناسب ہو اگر ہم صاف صاف کہدین کہ کیسی باتین ہمارے ریویو مین نہ ہونگی ❊

اگر ہمارے ہم وطن گل و بلبل کے قصے - یا رنگین ناول - یا دلچسپ غزلین - یا جلسہائے طرب کی داستانین - یا حیرت انگیز افسانے، اِس رسالے مین تلاش کرین تو اُنکو سخت مایوسی ہوگی - اگر ہمارے دوست ایسی جنس کے خواہان ہین تو اِسمین وہ کہان ہین تو وہ نہین ملسکتی - البتہ ہمارے دوسرے بہائی ایسی بازار مین موجود ہین وہان جائین اور اپنا شوق پورا کرین - ہم تو ایک اہم اور سنجیدہ کام کو جہانتک ہم سے ہوسکے گا پرزور اور دلچسپ طور پر پورا کرین گے - مگر بہی ناظرین یاد رکہین کہ مضامین زیر بحث ہماری معاملات ہین - سچائی اوّل ہوگی اور پسندیدگی اور دلچسپی بعد ہین - پس اِس رسالے کے پڑہنے والے سے اوّل کسی قدر سنجیدگی طبیعت اور پختگیِ

خیال کی توقع ضرور ہے - اور شاید ہمارا یہ خیال غلط نہ نکلے گا کہ ملک مین اس قدر تعلیم یافتہ
اور سنجیدہ شخص موجود ہین - اڈیٹر کی محنت کو چھوڑ کر باقی لاگت جو آئیگی اُسکے بڑے حصہ کو
ادا کر دین - بہت سے دوست کہتے ہین کہ اس بازار مین جنس گران نہین بک سکتی - اور
ہمارے پالیٹکل یوسف کا کوئی خواہان نہین ہے - اور ایسے متاع بے بہا (یعنی مفت
اور فضول سرمایہ) کے فروخت کا ابھی وقت نہین آیا - شاید ان دوستون کا کہنا سچ ہو
اور ہماری قوم ایسے کام کے لئے لکھنے والون کی محنت تو درکنار چھاپنے والے کی اجرت اور
کاغذ والے کی قیمت ادا کرنا بھی پسند نہ کرے - مگر ہم اُس وقت اور اُس خرچ کو کچھ عرصہ
کے لئے برداشت کرنے پر آمادہ ہین جو اس یوسف کو بازار مصر مین لانے سے اُٹھانا
پڑے گا - اور ہم نے مان بھی لیا کہ کوئی بڑھیا سوت کا انٹا لیکر بھی اُسکے لئے نہ آئی
تب بھی مشہور انگریزی شاعر کے ہم آہنگ ہو کر یہ شعر[1] پڑھین گے اور خود اپنے مایوس دل
سے داد لین گے * ترجمہ

عاشق بن کر تباہ ہو جانا بہتر ہے	اِس سے کہ ہم کبھی عاشق نہ رہ چکین

ہمارا الیقین یہ ہے کہ سعی تن آسانی سے ضرور بہتر ہے خواہ اُس سعی مین کتنی ہی ناکامیابی
کیون نہ ہو مقصد مین کامیاب ہونا انعام نہین ہے بلکہ کامیاب ہونے کی کوشش مین
جو جفاکشی اور تہذیب نفس ہوتی ہے وہ خود ایک تعلیم ہے - وہ خود ایک اجر ہے اور
پھر یہ بھی ممکن ہے کہ آج جس چیز سے قوم یا ملک کو کوئی فائدہ نہین کل وہی مفید ثابت
ہو اور ہم ایسا تخم بو دین جو ایک زمانہ کے بعد پھل لائے جب کہ شاید ہمارا نام بھی صفحہ
ہستی پر نہ رہے - بہرحال ہم اُن لوگون مین سے ہونا چاہتے ہین جو کوشش کو طبیعت

[1] یہ لارڈ ٹینیسن ملک الشعرائے انگلستان کی ایک شعر کا ترجمہ ہے - یہ شاعر انگلستان کے
تمام شعرا کا جو اٹھاروین اور انیسوین صدی مین ہوئے فخر ہے اور صرف ورڈزورتھ اُسکی ٹکر ہو سکتا ہے
اسکے انتقال کو چھ سال سے زیادہ نہین ہوئے +

کے لیئے ایک اعلیٰ فرض اور نیک مشق سمجھتے ہین اور ناکامیابی کے خوفناک غار سے دل کو کچّا نہین کرتے ✣ ✣ ✣

صدا بہ صحرا

(۱) قوم کے لئے کیا ہو رہا ہے

جب تک ہم مدرسون اور کالجون مین تعلیم پاتے رہے اور چند خاص اخبارون کا مطالعہ رہا اور قوم کے چیدہ آدمیون کی باتین سُنتے اور سنائین دیکھتے رہے تو دل مین یہ خیال ہوا کہ مسلمانون کے لیئے بہت کچھ ہو رہا ہے اور ایک بڑی جماعت ترقی اور تہذیب کے لیئے تیار اور اصلاح کے لئے آمادہ ہے ۔ طالبعلمی اور خاصکر علیگڈہ کے دائرہ مین یہ دل خوش کن خیال رہا مگر زمانہ کے ناخوش گوار تجربے نے بتایا کہ یہ خیال ایک خواب سے زیادہ وقعت نہین رکھتا ✣

ملک کی اور قوم کی حالت تباہ ہے اور اُس سے بہت زیادہ تباہ ہے جسقدر ناصحون کی آواز یا مقررون کی صدا یا شاعرون کے کلام سے معلوم ہوتی ہے ۔ مجبوراً ہمنے اپنے دائرہ نظر کو تنگ کیا ۔ اور عام ملک کی بہبودی کو اگرچہ وہ بھی بڑا بڑا انسانی فرض ہے ملتوی کرکے صرف مسلمانون کے قوم پر نظر ڈالی ۔ اور مسلمانون مین بھی اُس گروہ پر جو کسی زمانہ مین ملازمت پیشہ تھا اور پرانی تقلید مین اب بھی لوگ اُسکو شریف اور معزز کہتے ہین ۔ رہے کروڑون نیچ قوم کے غریب لوگ جو سخت تاریکی اور وحشت مین اپنے دن گزار رہے ہین اُنکو جگانے کا تو ابھی غالباً عرصہ تک وقت نہین آیا ۔ خیر ان شریفون کی حالت کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُنکے لئے ملک کے

کسی حصہ مین کوئی بڑی کوشش نہین ہو رہی ہے اور اسقدر عیب اور بدیان ہم مین
کوٹ کوٹ کر بھری ہین کہ انکو بحال خود چھوڑ دینا اور اصلاح کی کوشش نہ کرنا خدا کا
اور دنیا کا ایک بڑا گناہ ہے ٭

اوّل ہمنے دیکھا کہ کیا کوشش ہو رہی ہے۔ اور وہ کہانتک کافی ہے ٭

علیگڈھ کی تحریک

ایک بڑی کوشش تو وہ ہے جو سر سید احمد خان مرحوم کے
جانشین صوبجات متحدہ اور اودھ اور پنجاب مین زیادہ تر اور کسی قدر دوسرے صوبون مین
کر رہے ہین کہ مسلمان نوجوانون مین انگریزی تعلیم پھیلاوین اور اس مقصد کے لئے جو عظیم الشان
کالج قایم ہوا ہے اُسکی آمدنی وسیع اور بنیاد مستحکم کرین۔ اِس کام کے لئے بعض نوجوان
بہت قابل تعریف کوشش کر رہے ہین۔ اور قوم کے کسی خاص حصہ کو مخاطب نہین کرتے
بلکہ تمام ملک اور قوم کے سامنے دست سوال پھیلاتے ہین۔ مگر جیسا چاہئے کامیابی
نہین ہوتی۔ اِس تمام تحریک سے ہر بہی خواہ قوم کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے
مگر چند سوالات پیدا ہوتے ہین جنکا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ اوّل۔ کیا وجہ ہے
کہ اس تحریک کو کافی کامیابی حاصل نہین ہوتی۔ دوسرے۔ کیا صرف ایک بڑا کالج
قایم کر دینا اتنی بڑی قوم کے سب خرابیون کا دفعیہ ہو سکتا ہے۔ تیسرے۔ کیا
انگریزی تعلیم ملک مین ایسی عام ہو سکتی ہے کہ وہ سب خرابیون کو رفتہ رفتہ مسلمانون سے
دور کر دے گی۔ چوتھے۔ کیا صرف انگریزی تعلیم بغیر دوسرے وسائل اور کوششون کے
ہمارے مرض کی دوا ہو سکتی ہے۔ پانچوین۔ وہ کون سے دلائل ہین جن کے ذریعہ
ہم انگریزی خوان مسلمانون کو جیسا چاہئے قوم کے لئے مفید بنا سکتے ہین اور آیا وہ ہمارے
لئے جیسا چاہئے مفید ہین یا نہین اور اگر مفید نہین ہین تو کیا وجہ ہے ٭

یہ بحث بظاہر شاید مرکز سے دور معلوم ہو مگر در اصل ضروری ہے ٭ بغیر طویل
دلایل کے اِن کا جواب مختصر دیدینا کافی ہے نا کامیابی یا کم فائدہ جو اِس تحریک کا ہو رہا ہے

اوس کی دو وجوہ ہین :-

اوّل یہ کہ کام کرنے والے کم ہین - اور مستقل مزاج اور سنجیدہ کام کرنے والے قوم مین کم ہین اور جو ہین اُن مین اتحّاد نہین اور ایک دوسرے سے مدد نہین لیتے اور نہ کام کرنے والے بنائے جاتے ہین :-

دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان فضول اور بے معنی کامون مین روپیہ خرچ کرنے اور اپنی قوّت صرف کرنے کے عادی ہین کسی نے اب تک اُنکو قومی ضروریات کی طرف کافی اور پرزور طریقہ سے آگاہ نہین کیا اور نہ اُن کے مشاغل کی بُرائی صاف طور پر ظاہر کی ہے - اُنکے خیالات کے درست کرنے اور قومی خیرخواہی اور بہبودی کیطرف آمادہ کرنے کے لئے ایک زبردست تحریک کی ضرورت ہے - مگر کوئی ایسی تحریک یا کوشش جاری نہین ہے - ہم چاہتے ہین کہ لوگ ہمارے ہو بہو تھک مختصر دوا سے اچھے تندرست و توانا ہو جائین - اور اول اُن کے معدون کو صاف نہین کرتے :-

الغرض پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ کام کرنے والون کو نہین بنایا جاتا - اور قوم کے اصلاح خیالات کی کوئی سبیل نہین ہے :-

کیا علیگڈہ کالج سب خرابیون کے لئے کافی ہے ؟

دوسرا سوال کہ آیا ایک بڑا کالج قایم کر دینا مسلمانون کے جملہ امراض کی دوا ہو سکتا ہے - زیادہ وقت طلب نہین ہے - کوئی شخص یہ دعوی نہین کر سکتا کہ جو بیشمار خرابیان ہم مین موجود ہین وہ سب اسطور پر دور ہو جائینگی کہ تین سو چار سو حد آٹھ سو ہزار طلبا کو ایک بورڈنگ مین رکھکر تعلیم دیجاوے - قوم مین کروڑون آدمی ہین - ان مین ہزارون ہیل کا فضل ہے برائیان صدیون سے جڑ پکڑے ہوئے ہین - ضرورتین سیکڑون ہزارون ہین - پس یہ کہنا کہ قوم کو علیگڈہ کالج کے سوا اور کسی چیز کی ضرورت نہین - غلط اور سراسر غلط ہے :-

مگر اس مین بھی شک نہین کہ یہ کالج تمام ملک کے لئے ایک خمیر کا کام دیسکتا ہے

اور ایک حد تک ایسا کام دیتا ہے اور اب یہ اس درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ اُسکو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا آسان اور نہایت ضروری ہے اور اُسکی موجودگی مین دوسری ادہوری ناتمام چیزونکا چھیڑنا خلاف مصلحت اور قوت کا منتشر کردینا ہے۔ لہذا میرے نزدیک ایسی تمام کوششین جو درا صل اس عالیشان کالج کو یا اُسکے ذرایع آمدنی کو نقصان پہنچائین لایق ملامت ہین لیکن ایسی تمام کوششین جس سے اس کالج کا اصلی مقصد حاصل ہو۔ اُن مین مدد کرنا ہر شخص کا فرض ہے۔ علیگڈہ کالج کیا چاہتا ہے۔ بلکہ مسلمان تعلیم و تہذیب مین ترقی کرین یہی مقصد علاوہ کتابی تعلیم کے دوسری طور پر بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس مقصد کے حصول مین کوشش کیجاوے تو علیگڈہ کے معزز ارکان بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس مین مدد کرے۔ اور اسی وجہ سے وہ سب لوگ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس مین شریک ہین اور مدد کرتے ہین۔ مدراس کانفرنس مین ضرورت اصلاح کی نسبت جو تقریر مین نے کی تھی اُس مین تعلیم کے ضرورت اس طرح بیان کی تھی:-

"جس جس خرابی کو دیکھیے اُسکے سمجھنے اور اصلاح کے لئے ایک گروہ کی ضرورت ہے جو اصلاح پر آمادہ ہو اور وہ گروہ اس زمانہ مین بغیر تعلیم کے پیدا نہین ہو سکتا۔ لہذا اگر سوال کیا جاوے کہ مسلمانون مین کن تین چیزون کی اشد ضرورت ہے تو مین جواب دونگا کہ پہلی نہایت ضروری چیز تعلیم ہے۔ دوسری نہایت ضروری چیز تعلیم ہے۔ تیسری نہایت ضروری چیز تعلیم۔ پس مین اُن حضرات سے بالکل متفق ہون جن کے نزدیک مسلمانون کو اپنی توجہ کو بانٹنا اور پریشان کرنا نہین چاہیئے۔ اور صرف تعلیم کی ترقی مین مصروف رہنا چاہیئے۔ تا آنکہ وہ وقت آوے جب کہ ہم دوسرے نیک کامون مین شریک ہونے کے لایق بنین۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا ؛

اسکے بعد اسبات کے ظاہر کرنے کے کہ اصلاح قوم کا یا اصلاح تمدن کا کام اور تعلیم کی اشاعت درا صل ایک ہی چیز ہے، اور محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کو لازم ہے

کہ اصلاح کا کام بحیثیت جزو تعلیم ہونے کے اپنے ذمہ لیوے۔ مفصلہ ذیل فقرے
بیان کئے گئے تھے ٭

"ساتھ ہی ایکے سخت غلطی ہوگی اگر ہم تعلیم کے محدود اور لفظی معنی لیویں اور جو وسیع
و اعلیٰ مطلب اُسکا ہے اُس سے چشم پوشی کریں ٭

حضرات! اسطور پر تو میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس کانفرنس کا نام
تعلیمی کانفرنس غلط ہوگا۔ کیونکہ نہ ہم سب تعلیمی امور یعنی انگریزی درسیات میں ماہر
ہیں اور نہ حصول تعلیم سے جیسا تعلیم المعلمین کے پاس شدہ مدرس واقف ہیں۔ مگر مجھے
یقین ہے کہ تعلیم کے لفظ کے اس بیسویں صدی میں کوئی شخص یہ غلط معنی نہ سمجھیگا
کہ حساب کے چند قواعد یا گرامر یا درسی کتب کے چند اجزا طلبا سے حفظ کرائے جائیں
یا جغرافیے کے نام یا تاریخ کے سن ازبر کرائے جائیں۔ نہیں جناب! تعلیم وہی ہے
جو دماغ کو روشن۔ خیالات کو وسیع، اخلاق کو پاک کرے۔ دلوں میں اُمنگ پیدا
کرے۔ برائیوں سے متنفر اور بھلائیوں کی طرف راغب کرے۔ اگر تعلیم سے کتابی
تعلیم مراد لیجاوے تو آپ کو ماننا پڑیگا کہ قدیم یونان میں جب کہ صرف چند نظمیں
رائج تھیں تعلیم مطلق نہ تھی۔ اور معلم اول ارسطو اور افلاطون کے شاگرد تک تعلیم
نہ پاتے تھے۔ بلکہ اس سے بھی اعلیٰ تر مثال غلط ہوجائیگی۔ جہاں کہ ہماری کتاب میں لکھا
ہے۔ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ٥ یعنی خدائے تعالیٰ نے اَن پڑھ لوگوں میں ایک رسول اُٹھایا جو انہیں
میں سے ہے اور اُنکو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ آنحضرت
معمولی لکھنے پڑھنے کی تعلیم نہ دیتے تھے۔ پس تعلیم کے معنی اور تعلیمی کانفرنس کا مفہوم
ہمکو بھی بڑا لینا چاہئے۔ اگر ہم در اصل قوم کی مدد اور اُس کی ترقی کے خواہشمند ہیں۔
نہ صرف اسباب کے کہ اُس میں ایک تعداد بی۔ اے اور ایم۔ اے۔ لوگوں کی

پیدا ہو جاوے ؛؛

تقریر بدراس کے اس طویل حصہ کو یہان اس لئے نقل کیا گیا ہے کہ تعلیم کے اس وسیع معنی کو اگر علیگڈھ کالج پیش نظر رکھے (اور کسی قدر وہ ضرور اسکو پیش نظر رکھتا ہے) تو یہ تو نہین کہہ سکتے کہ وہ قوم کے سب امراض کی دوا ہوگا - مگر یہ کہہ سکتے ہین کہ اسکی تعلیم قوم و ملک کے لئے ایک زبردست جماعت پیدا کریوے گے جو بطور نمونے کے کام دیگی اور اس جہالت اور پستی سے قوم کو نکالے گی +

پس جو دوسرا سوال ہین نے کیا تھا - اُس کا جواب یہ ہے کہ علیگڈھ کالج قوم کی امراض کی دوا نہین ہوسکتا اور ہوسکتا ہے یعنی اُسکی تعلیم اپنے دائرہ کو وسیع کرے تو وہ اسوقت کی ضرورتون کے لئے سب کام دیسکتی ہے - نہین تو نہین +

تیسرا سوال یہ ہے کہ آیا انگریزی تعلیم ایسی عام ہوسکتی ہے کہ وہ قوم کی سب خرابیان رفتہ رفتہ دور کردیوے - اس کا جواب ظاہر ہے - ابھی صدیون تک انگریزی تعلیم عام نہین ہوسکتی - اور نہ ہندوستان کی کسی قوم مین عام ہوئی ہین اور نہ جیسا چاہیئے اُسکا کچھ اثر سوائے چند ہزار شخصون کے زیادہ پر ہوا ہے - کوئی قوم بہ حیثیت قوم کے جب تک وہ اپنی شخصیت کو مٹا کر دوسری قوم مین ملنا نہ چاہے دوسری قوم کی زبان پوری طور پر نہین سیکھ سکتی +

اسلئے صرف انگریزی تعلیم بلا لحاظ عام ترقی اور اصلاح کے کوششون کے قوم کی درستی کے لئے بالکل ناکافی ہے - بلکہ ہر تعلیم فی نفسہ محض ایک ہتیار یا آلہ ہے کہ اوسی سے جیسا کام لیا جاوے وہ ویسا ہی کام دیتا ہے - صرف تعلیم بغیر مردانہ کوشش اور استقلال کے کسی ملک مین یا کسی زمانہ مین کسی قوم کی اصلاح کے لئے کافی نہین ہوتی +

چوتھے سوال کا جواب بھی اسی ضمن مین آگیا +

پانچوان سوال - کہ کون سے ذرایع ہین جن سے ہم انگریزی دان مسلمانون کو قوم کے لیے جیسا چاہیے مفید بنا سکتے ہین اور وہ پورے طور پر مفید کیون نہین ہین - اس کے پہلے حصہ کا جواب تو مین آیندہ چلکر دونگا - لیکن دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ اسوجہ سے قوم کے لیے پورے مفید نہین کہ اونکی تعلیم کے ساتھہ ابتدائی تربیت اعلی درجہ کی نہین ہوئی - ایک متعصب، یا ایک بے پروا، ایک مخرب اخلاق جماعت مین رہنے سے عادات اُنکے راسخ اور پکے ہو جاتے ہین اور بہت سے غور کرنے اور سمجھنے کے عادی نہین اسلیئے انگریزون کی اعلی اور عمدہ خصلتین نہین سیکھتے - بلکہ اونکی اوپری اور اس ملک کے لحاظ سے لغو باتون کو تہذیب کا جزو سمجھنے لگتے ہین - نیز معاش کی وجہ سے بہت سے لوگون کو فرصت نہین ملتی اور قوم کی طرف سے اُنکی کوششون مین کافی مدد نہین ملتی - نہ اُنکی ہمت بڑھائی جاتی ہے - علاوہ ازین تعلیم اس قسم کی ہے کہ وہ اُنکو اکثر آرام طلب یا کمزور بنا دیتی ہے - اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُنھین پختگی اور سنجیدگی اور زبردست قومی محبت پیدا کرنے کی کوئی خاص کوشش نہین کی گئی ہے - چند لوگ اپنی طبیعت کی اُمنگ سے کچھہ متفرق کوششین کرتے ہین - بوجہ ساتھی نہ ہونے کے چند روز مین اُنکی ہمت ٹوٹ جاتی ہے - اور ایک کی ناکامی سے دوسرے بھی اُداس ہوتے ہین - چونکہ پابندی کی ساتھہ کام کرنے کی عادت ہم لوگون مین صدیون سے نہین ہے اسلیئے ایسے آدمی گویا نہین ہین کہ بلا لحاظ نتیجہ کے کام کی خوبی کی وجہ سے اُسکے پیچھے پڑے رہین ۔

دیگر مدارس اسلامی چونکہ مدرستہ العلوم علیگڈہ بحیثیت مجموعی مسلمانون کے فخر و عزت کا باعث ہے - اور ہندوستان مین بے نظیر درس گاہ ہے - اس لحاظ سے مین نے تفصیل کے ساتھہ اُسکا ذکر کیا ہے - لیکن انگریزی تعلیم و تربیت مین چند اور

درسگاہین بھی کوشش کر رہی ہین ۔ مثلاً اسلامیہ کالج کراچی یا انجمن اسلامیہ بمبئی اور اس کا مدرسہ انجمن اسلامیہ جبلپور کا ہائی اسکول ۔ اٹاوہ ہائی اسکول وغیرہ ۔

چونکہ یہ تعلیم گاہین خاص حالت مین ہین انکے لیئے اتنا کہدینا کافی ہے کہ وہ قوم کے لیئے اچھا کام کر رہے ہین اور وہ کام بہت اچھا اور بہتر اور صد درجہ مفید ہوتا اگر ان سے دائمی مد نظر ہوا اوس تعلیم و تربیت اور اصلاح کی اُن کے ذریعہ سے کوشش کیجاوے جو کہ اس مضمون مین بیان کیا گیا ہے ۔ تاہم یہ کوششین لایق تعریف ضرور ہین مگر مقامی ضرورتون کے لیئے بھی ناکافی اور کم ہین +

انجمن حمایت اسلام اس انجمن کی طرف سے لڑکیون کی ابتدائی تعلیم ۔ اور بذریعہ کالج کے اعلی التعلیم ۔ اور بذریعہ یتیم خانہ کے یتیمون کی پرورش وغیرہ کا انتظام کیا جاتا ہے ۔ تھوڑا تھوڑا چندہ کرکے بہت بڑی رقم ہر سال جمع کیجاتی اور خرچ کیجاتی ہے ۔ پنجاب کے بہت سے مسلمانون کو انجمن سے بہت کچھ فائدہ ہوتا مگر بظاہر کوئی خاص قومی کام انجمن نے شہر لاہور کے باہر اپنے ذمہ نہین لیا ہے ۔ اگرچہ اسکے یتیم خانہ اور کالج مین بہت سے باہر کے یتیم اور طلبا بھی ضرور پرورش پاتے اور پڑھتے ہونگے ہم کو اس انجمن یا مثل اسکے دیگر انجمنون کے یتیمون کی پرورش یا ابتدائی تعلیم کا بندوبست کرتی ہین اونکے مفید ہونے مین ذرا کلام نہین ۔ بلکہ اس انجمن کی بعض باتین اسقدر عمدہ ہین کہ قوم کے سب آدمیون کے لیئے قابل تقلید ہین یعنی اُسکے چند کارکن برخلاف دیگر ناموراسلامی انجمنون کے نہایت سنجیدگی اور خاموشی کیساتھ اپنا فرض ادا کرتے ہین اور ظاہر مین کسی قسم کا غرور یا نخوت ظاہر نہین کرتے ۔ مگر بڑا اعتراض اس انجمن پر ہوسکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ اس نے کالج کا بوجھ بلا ضرورت اپنے سر لیا ہے ۔ بلکہ ایک عمدہ بورڈنگ اور اسلامی تربیت کا انتظام کرکے مقامی کالجون مین تعلیم دلانا کافی ہے ۔ بہرحال جب کالج قایم ہوگیا اور بی ۔ اے

تک چل نکلا تو ہم اب اس امر کے خلاف کچھ کہنا نہین چاہتے - نیز انجمن حمایت اسلام کو
لوگون کے مسلمان کرنے کی یا معمولی مذہبی مناظرون کی بھی ضرورت نہین ہے -
صرف اسلام کی عظمت دکھا دینی کافی ہے - اسوقت ہمکو بڑی حاجت یہ ہے کہ ہم موجود
مسلمانون کو جن کی تعداد بہت کافی ہے - ایک مضبوط اور خوشحال قوم بنا دین ٭

انجمن ہذا کے یتیم خانہ کی بابت یہ کہنا کافی ہے کہ وہ ایک نیک اور ثواب کا
کام ہے - اور اسکا کالج تب ہی مفید ہو سکتا ہے جب کہ وہ اعلیٰ درجہ کی قومی
محبت اور تربیت کا انتظام کر سکے - انجمن کے ارکان کو کالج کے انتظام مین بہت
وسیع الخیالی اور بے تعصبی برتنی چاہئے - بہرحال یہ بحث ہمارے دائرہ سے باہر ہے
انجمن ایک مقامی انجمن ہے اور عام اصلاح کا کوئی کام اُس نے اپنے ذمہ نہین لیا ہے
اس لئے اس سے کام نہین نکل سکتا - ایک ایسی کامیاب انجمن سے یہ امید کیجا سکتی
ہے کہ زمانہ کی ضرورت اور اقتضائے وقت کے خیال سے وہ اُن خرابیون کے دور
کرنے کا کام اپنے ذمہ لیوے جو اِس مضمون مین آیندہ بیان کی گئی ہین - کم از کم اسکام
مین پوری مدد دیوے اور اپنی تعلیم گاہون مین ایسے اصول کی پابندی کرے جن سے
یہ کام سہل ہو جاوے ٭

حمایت اسلام کے ذکر کے ساتھ یہ بات پھر بیان کر دینی مناسب ہے کہ بلحاظ
استقلال اور مضبوطی ارادہ کے یہ انجمن بے مثل ہے - بلکہ پچھلے چند سالون سے علیگڈھ
کالج کے چند طلبا کی کوششون نے جو بڑا فائدہ پہنچایا ہے اُسکا راز بھی یہ ہے کہ ان طلبا
مین کالج کی قابلیت اور روشن ضمیری کے ساتھ جوش اور استقلال حمایت اسلام کے
کارکنون کا سا پیدا ہو گیا ہے - اور یہی دونون باتین ہین جو جمع ہو جائین تو قوم کی کایا
پلٹ سکتی ہین ٭

ندوۃ العلما | علما کا وہ جلسہ جسکے دو مقاصد ہین - اصلاح بین العلما و المسلمین

اور اصلاح نصاب تعلیم قدیم ہر سال جلسے کرتا ہے۔ عالم جمع ہوتے ہین۔ تقریرین ہوتی ہین۔ روئداد چھپتی ہے۔ الغرض محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی طرز کارروائی کی پوری تقلید ہوتی ہے۔ اور بس۔ یہ تقلید اعتدال کی حد سے بڑھ گئی ہے۔ یعنی جس طرح کانفرنس مین سوائے نواب محسن الملک یا مولوی بشیر الدین یا دو چار اور شخصون کے نہ کام کرنے والے ہین اور نہ سال بھر تک وہ کام کرتی ہے۔ اِسی طرح ندوہ بھی کچھ کام نہین کرتی۔ لیکن ندوہ کا کام محدود ہے اور وہ کام بھی اُس نے کچھ نہین دکھایا۔ علما کا جمع ہو جانا بذات خود عمدہ چیز ہے۔ اُنکو دنیا کی حالت سے واقف کرتا ہے مگر صرف یہ کافی نہین اور نہ قوم کے لئے مفید ہے جب تک وہ جمع ہو کر اس بات کا فیصلہ نہ کرلین کہ اُنکو مسلمانون کے عادات و خیالات کی اصلاح کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ قوم کی ضروریات کیا ہین۔ وعظ و نصیحت مین اخلاق او معاملات کی اصلاح پر زور دینا بہ نسبت معمولی رسمی امور کے کہانتک زیادہ ضرور ہے۔ خلاف شرع رسمون کا دور کرنا اونپر کہانتک فرض ہے۔ باہمی حسد اور عداوت اور مختلف اسلامی فرقون کا تعصّب اِنہون نے کیا دور کیا۔ اِن مین سے کوئی کام بھی در اصل نہین ہوا۔ اور نہ آئندہ زیادہ توقع ہے۔ بعض مصلحتون سے نواب محسن الملک بہادر یا دوسرے صاحبون کا ندوہ کی تعریف کر دینا دوسری بات ہے اور اُسکو نیک صلاح دینا جدا چیز ہے۔ مین اون لوگون مین سے نہین ہون جو مثل سابق لفٹنٹ گورنر کے اِس بے ضرر جماعت کو قوم یا گورنمنٹ کے حق مین خطرناک سمجھتے ہین۔ یہ خیال محض ناتجربہ کاری یا بے معنی شبہہ کا نتیجہ ہے۔ لیکن آخر اسکے کامون کا کچھہ نتیجہ تو ہونا چاہئے۔ کم سے کم پبلک کے خیالات ہی کی اصلاح۔ جیسا ایجوکیشنل کانفرنس کا دعویٰ ہے۔ وہ اپنے ذمہ لیوے + لیکن حقیقت یہ ہے کہ سوائے ایک دو آدمیون کے کام کرنے والے موجود نہین ہین۔ کوئی مستقل اور عمیق غایت اسی انجمن نے اپنے لئے قایم نہین کی ہے۔ اور جو اس کا

بڑا فرض ہے یعنی اصلاح علما اور اُنکے ذریعہ سے اصلاح قوم اُسکی ابتدا نہین ہوئی - کانپوری اور دیوبندی شیعہ اور سنی حنفی اور وہابی علما ابھی قابل نہین ہین کہ ایک دوسرے کو محبت تو کجا بے تعصبی سے دیکھ سکین - ذاتیات - باہمی تفاخر اپنا کام کرتے ہین - تقریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ سب علما (اور اپنے دوسرے جلسون مین سب جہلا) قومی ضرورتون سے - اتفاق کی خوبی - ناراضگی اور جھگڑے کی بُرائی - نفسانیت کے عیب سے واقف ہین - جب ہمپر آکر پڑتی ہے تو بھول جاتے ہین - گویا موجودہ تحریک اِس نسل کی صرف زبان اور کانون تک پہنچی ہے - ابھی دل تک اثر نے راستہ نہین کیا - اونکی حالت وہی ہے جیسا مرزا غالب نے اپنی حالت بیان کی ہے ؎

جانتا ہون ثواب طاعت و زہد	پر طبیعت اودہر نہین آتی

مگر باوجود ان خرابیون کے اس انجمن سے کبھی مایوس ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے رحمت الٰہی سے بدبخت کے سوا کوئی مایوس نہین ہوسکتا - مگر قوم کے لیئے مفید بننے کے واسطے اُسکو ۲ دو کام کرنے چاہئیین :-

۱ - دارالعلوم کا خیال جو محال ہے اُسکو ترک کردینا - اور موجودہ عربی مدارس کو پرزور اور بار بار کوشش کرکے اپنے قبضے مین کرلینا اور اُنکے نصاب کی اصلاح کرنا ۔

(ہم نے سُنا ہے کہ وہ دارالعلوم ندوہ مین خود پرانے نصاب کے موافق تعلیم ہوتی ہے)

۲ - تعصب کو چھوڑنا اور ایک پروگرام (یعنی تجویز) بنانا کہ کون کون سی باتین علما کو شایع کرنی چاہئیین - اور اپنا اخلاقی اثر عوام پر کس طرح عمدہ طور پر ڈال سکتے ہین لوگون مین اپنی وقعت زندہ کرنے کا خیال فطرتی اور ٹھیک ہے - مگر وقعت اصلی جبہی پیدا ہوگی جب کہ علما مسلمانون کی بھلائی کے لیے بدیہی کام کرین اور اپنے دل و زبان سے اُس مین مدد دین ۔

کلکتہ کی انجمنین

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دور کے صوبجات کے مسلمانون کی قومی حرکت اور کوشش کا ذکر بھی کیا جاوے - اگرچہ کلکتہ و بنگال کے حالات سے ہمکو زیادہ واقفیت نہین ہے ✤

بہار مین معلوم ہوتا ہے کہ کسی قسم کی قومی زندگی نہین ہے - البتہ چند رئیس خاندان ہین جن مین تعلیم بھی پھیل گئی ہے اُن مین سے چند شخص کچھہ کام کرتے ہین وہ بھی اُسوقت جب ایک کی وجاہت سے دوسرا ناراض ہوتا ہے اور اُس کی مخالفت کی ضرورت سمجھتا ہے - نیز بہار اور بنگال کے مسلمانون مین باہم اسقدر نفرت اور عداوت معلوم ہوتی ہے جو قابل بیان نہین ✤

بہار مین جہانتک ہمکو معلوم ہے قومی کام کرنے کے لئے بھی کوئی آلہ نہین ہے اگرچہ لیاقت اور بلند حوصلگی مین وہان کے بعض مسلمان سربرآوردہ ہین - مگر چستی اور قومی محبت کا نہ ہونا صاف طور پر ظاہر ہے ✤

کلکتہ کے مسلمان بلحاظ اپنے موقع اور مقام کے قوم کو بہت کچھہ فائدہ پہنچا سکتے تھے اور اس مین کچھہ شک نہین کہ بعض مسلمان جو عنصر اس قوم کے سمجھے جاتے ہین حکام سے رسوخ رکھتے ہین اور فائدہ بھی پہنچاتے ہین - مگر صرف اپنی ذات کو + اس مین شک نہین کہ وہان دو مشہور اور ممتاز انجمنین ہین اور اُن کے ممبر وقتاً فوقتاً قومی جوش ظاہر کرتے اور کچھہ کام کرتے ہین مگر ہر ایک دوسرے کو ذلیل کرنے کے لئے - ایک دوسرے سے جا ملکر لیڈری چھیننے کے لئے + قوم کے فائدہ کے واسطے کلکتہ یا بنگال کے لیڈر اِلّا ماشاءاللہ کوئی کام نہین کرتے اور باہمی حسد اُن مین اسقدر انتہا کے درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ شمالی ہندوستان کے مسلمان کہ وہ بھی ان عیوب سے مبرا نہین اُن کی حالت دیکھکر تعجب کرتے ہین ✤

عام حالت بنگال کے مسلمانون کی حد درجہ خراب اور محتاج اصلاح ہے ✤

انجمن اسلامیہ بمبئی انجمن اسلامیہ بمبئی بمقابلہ کلکتہ کے زیادہ عملی اور مفید ہے - اور
اُس کی رائے بھی زیادہ آزاد ہے - اسوجہ سے کہ وہ ایک عملی طبیعت کے اور لایق
شخص یعنی جسٹس بدرالدین طیب جی کی ماتحتی مین کام کرتی ہے لیکن افسوس ہے
کہ جیسا اقتدار اُسکو بمبئی مین ہونا چاہیے حاصل نہین ہے - عام اہل بمبئی ایسی انجمن کو
جس مین شیعہ اسمٰعیلیہ کا زور ہے پسند نہین کرتے اور سُنی شیعون کے اقتدار سے ناراض
اور شیعہ بھی غالبًا سُنیون کو زیادہ دخل دینا پسند نہ کرتے ہونگے - پھر ایک حد تک یہی الزام
بمبئی کے سربرآوردہ مسلمانون پر بھی آتا ہے - جیسا ہندوستان کے ایک دو اور صوبون
کے مسلمانون پر یعنی اُنکی قومی محبت اسقدر سرد ہے کہ وہ ہندوستان کے دوسرے
مسلمانون تک نہین پہنچتی اور بمبئی تک ختم ہوجاتی ہے - عام قومی تحریکین وہ شریک
نہین ہین اور نہ باوجود نواب محسن الملک بہادر کے قیام اور کوششون کے
سوائے ہز ہائی نس آغاخان کے جن کی حیثیت والیان ملک کی ہے - عام مسلمانو
نے کوئی دلچسپی اور قومی ہمدردی بمبئی سے باہر کے واسطے زیادہ ظاہر کی ہے
امیر یا تاجر آدمی بڑے بڑے چندے دیتے ہین یا مذہبی مدارس وغیرہ
مجموعتًا علیگڈہ کالج کے قریب خرچ ہوتا ہے مگر تعلیم بری - بے ترتیب اور غیر مفید ہے -
اُن لوگون کا خیال ہے کہ اسی مین ثواب ہے[۱] *

علما سُنی و شیعہ سُنی علما کی حالت تو اس بات سے ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ
روشن ضمیر گروہ ندوۃ العلما کا ہے جسکی کیفیت بیان کی گئی ہے - مگر اسکے علاوہ بہت سے
گہرے دلدل ہین جن مین سیکڑون ہزارون جہالت کے قعر مین گرفتار ہین یہان تک کہ
ندوۃ العلما جیسی جماعت کو بھی وہ کفر و بدعت بتاتے ہین - رہے شیعہ علما جو

---

[۱] نوٹ - چھپنے کے وقت یہ خوش آیندہ خبر بذریعہ علیگڈہ گزٹ معلوم ہوئی کہ آنریبل جسٹس بدرالدین طیب جی
نے سنہ ۱۹۰۳ء مین محمڈن کانفرنس کو بمبئی مین مدعو کیا ہے ۱۲

مجتہدین کے ادب کو زیادہ پسند کرتے ہین اُن ہین لکھنؤ مین باہمی سخت مخالفت
اور حسد ہے۔ ہر مجتہد کے مقلد اور معتقد اُسکو بطور ایک رئیس کے دوسرے رئیس یا مجتہد
سے برگشتہ کرتے رہتے ہین۔ عموماً شیعہ علما ملک ہین کم اور کم مایہ ہین اور اپنے عقائد
مین بھی آزاد نہین ہین۔ جاہل شیعون سے دبتے ہین۔ اُن مین آپس مین اتفاق بھی
نہین ہے اور نہ شیعون کی طرف سے کوئی تحریک قابل ذکر اپنی حالت درست کرنے
کے واسطے ہو رہی ہے۔ او میرے نزدیک اُنکو مسلمانون کی عام گروہ سے علیحدہ اور
ممتاز ہو کر کوشش کرنا مناسب بھی نہین ہے۔ اِس سے اسلامی اجتماع مین فرق
زیادہ پڑجائے گا۔ بلکہ شیعون کو چاہیے کہ اپنی ذاتی قابلیت اور وجاہت سے (جو
بلحاظ اُن کی تعداد کے زیادہ ہے) عام مسلمانون کی خدمت کرین اور اپنے فرقہ
کی بھی مدد۔ مگر ایک جدا مخالفانہ کیمپ (چھاؤنی) قایم نہ کرین۔ یہانتک
اس مضمون کو لکھنے کے بعد انگریزی اور اُردو اخبارون سے معلوم ہوا کہ جناب قبلہ
سید علی صاحب مجتہد العصر والزمان نے ایجوکیشنل کانفرنس سے ہمدردی ظاہر
کی ہے بلکہ دہلی مین شریک ہون گے اور لکھنؤ کے جلسۂ عام مین صدر انجمن ہو کر جناب
موصوف نے اعلیٰ درجہ کی اسلامی رفوت اور روشن ضمیری کا ثبوت دیا ہے۔ خدا سے
اُمید ہے کہ سب شیعہ علما قومی کامون مین اسی طرح دلچسپی ظاہر کرین ؞

فقرا و متصوفین مشایخ اور پیرون کا گروہ بہت خراب اور زوال کی حالت مین ہے
اگرچہ اس گروہ کے معتقد جتنا ہم کو یا اخبار کے مطالعہ کرنے والون کو معلوم ہے اُس
سے بہت زیادہ ہین اور بہت کچھ روپیہ صرف کرتے ہین۔ ہمکو کسی خاص فرقہ یا گروہ
کے مذہبی خیالات سے بحث نہین ہے لیکن اُنکی اخلاقی زندگی کچھ بھی قابل تقلید اور
لایق التعریف نہین ہے اور قومی حیثیت سے وہ کوئی کام مطلق نہین کرتے۔ اگر دنیاوی
لحاظ سے اون سے کوئی فائدہ ہے تو اسقدر ہے کہ اُن کے مقلد وہین بیجا تعصب

اور ضد عام لوگون سے کم ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ قومی اصلاح کے لئے یہ بھی کوئی معلوم کوشش نہین کر رہے ہین۔ بلکہ سُنا جاتا ہے کہ بہت سے بد معاش پیری اور مریدی کے ذریعہ سے ہزارون درجہ کے فواحش اور بدنامی کے مستوجب ہوتے ہین جن کا ذکر بھی موجب شرم ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؀

مجھکو قادیانی مسلمان یا مسیحی گروہ کے ذکر کرنے کی اسلئے ضرورت نہین کہ اس فرقہ نے قوم سے جدا ایک مسلک اختیار کیا ہے اور مسلمانون کی نسبت جو رائے وہ ظاہر کرتے ہین وہ اسقدر خلاف ہے کہ اس جدید فرقہ کی نسبت ابھی ہم انصاف سے رائے نہین دے سکتے اور نہ مذہبی خیالات و عقائد کے بارہ مین رائے دینا مقصود ہے۔ البتہ یہ بات ظاہر ہے کہ مرزا صاحب یا اونکے پیرو بھی قوم کی حالت کو درست کرنے کی کوئی کوشش نہین کرتے بلکہ اپنے پیکر ذاتی عزت اور رسوخ او تقدس کے لئے لڑتے ہین۔ جس کی بابت کہا جاسکتا ہے ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

لیکن دراصل مضمون کے اس حصہ مین مین یہ بیان کرنا چاہتا ہون کہ قوم کے لئے اسوقت کیا ہو رہا ہے۔ یہ بیان کرنا مقصود نہین ہے کہ کیا نہین ہو رہا ہے۔ اور کون کچھہ نہین کر رہا ہے۔ صرف بطور سرسری چندان گروہون کا ذکر کیا گیا جن کا مذہبی فرض ہے کہ مسلمانون کی خدمت کرین اور کچھہ نہین کرتے یا چند جماعتین جن کا دعوی ہے کہ ہم کچھہ کرتے ہین مگر وہ کچھہ نہین کرتین ؀

مصنفت اچھے مصنف یا مؤلف نہایت کم ہین اور ان مین جو ملک پر عمدہ اثر ڈال رہے ہین۔ دونون ہاتھہ کی انگلیون پر گنے جاسکتے ہین۔ یہ امر قابل افسوس اور ندامت ہے کہ نئی نسل نے عقلی اور دماغی مسائل کی طرف توجہ نہین کی ہے۔ کتابین وہی بکتی ہین جن مین عشقی۔ ادبیری۔ اور فضول قصے او حکایتین یا عاشقانہ فواحش۔

یا مذہبی مکابرے - یا معمولی درسی مسائل - ہوتے ہین - جن مصنفین نے قوم کے لئے کچھ کام کیا ہے وہ سب نہایت ضعیف ہین اور اُنکی عمر کی آخری منزل سامنے نظر آرہی ہے - اُن کا کوئی جانشین نہین ہے +

مدرستہ العلوم علیگڈھ - قوم کا سب سے بڑا درسگاہ ہے لیکن طلبا مین علمی شوق اور تصنیف کا مادہ پیدا کرنے مین اُسکے منتظمین نے کبھی کوئی زبردست یا پائدار کوشش نہین کی - اور اُسکے سند یافتہ طلبا مین سے بہت کم لوگون نے کوئی علمی ناموری حاصل کی ہے +

یہ درست ہے کہ غزلون کے گلدستے - دیوان - مثنویان - درسی کتب شکل کریما اور خالق باری کے - ناول، حکایتین اسٹری اور نامعتبر سوانح عمریان - کچھ تراجم زیادہ تر ادنیٰ درجے کے انگریزی قصون کے - اور مذہبی مناظرون کی چھیڑ چھاڑ اور روایات و فقہ اور حدیث کی کتب - یہ سب ملاکر مجموعہ کتب خاصا باوقعت ہو جاتا ہے - تاہم اصلی کتابین جن سے کسی قوم کا لٹریچر (ادب) بنتا ہے اور جو موجودہ اور آئندہ نسلون کے مطالعہ کے لئے مفید ہون ہر سال ۴ - ۵ سے زیادہ نہین نکلتین - تاریخ، یا فلسفہ یا علوم ریاضیات و طبعیات یا الٰہیات کے متعلق اعلیٰ درجے کے کتب تو دس دس برس مین دس بھی نہ نکلین گی - سنہ ۱۹۰۱ء مین تو ایک دو کتب سوانح عمری کے فن مین مثل حیات جاوید کے شائع بھی ہوئین - مگر ہمارے علم مین سنہ ۱۹۰۱ء مین اسوقت تک ۵ یا ۶ کروڑ مسلمانون مین کوئی اعلیٰ درجہ کی کتاب شائع نہین ہوئی سوائے ایک کتاب التوحید کے جو محض ترجمہ ہے - اگرچہ ترجمہ ایک اعلیٰ کتاب کا ہے جو محمد عبدہ جیسے ناموَر فاضل نے تصنیف کی ہے +

بہرحال تصنیف و تالیف کی حالت اگرچہ بمقابل ۴۰ سال قبل کے بہتر ہے مگر ۲۰ سال قبل سے بدتر ہے - اور یہ بات لائق غور ہے - جسقدر عمدہ رسالے نکلے

تھے وہ بھی بند ہو گئے ہین +

مین نے جو اعلان کے طور پر ایک پراسپکٹس ہماری رسالہ کا نکالا تھا وہ بھی علیحدہ اس مضمون کے ساتھہ شایع کر دیا جاتا ہے + + +

(ب) قوم مین کیا ہو رہا ہے

ابھی تک ہم نے مختصر طور پر بتایا ہے کہ قوم کے لئے کیا ہو رہا ہے - اس مضمون مین یہ بتانا چاہتے ہین کہ خود قوم کی کیا حالت ہے +

شاعری کی نسبت کہا گیا ہے کہ اکذب اوست احسن او جتنی جھوٹی زیادہ اُسی قدر زیادہ خوشنما - مگر یہ بھی کہا گیا ہے - اور اصلی شاعری کے لئے یہ امر زیادہ ٹھیک ہے کہ شاعری جزو یست از پیغمبری - بہرحال بائیس تئیس سال قبل مولانا حالی نے مسدس مد و جزر الاسلام مین جو کچھہ حالت مسلمانون کی بیان کی ہے غور سے دیکھنے والے کے نزدیک اُس حالت مین اور موجودہ حالت مین کچھہ فرق نہین ہے - اگر فرق ہے تو اتنا جسقدر ۱۹ یا ۲۰ مین ہوتا ہے - اس نظم مین قوم کی حالت جس زبردست طریقے سے ظاہر کی گئی اُس کا اعادہ پھیکی اور کمزور نثر مین کرنا بیکار اور تحصیل حاصل ہے مگر یہ بات تعجب سے خالی نہین کہ اس نظم نے ابتدا مین یعنی سنہ ۱۸۸۰ع سے سنہ ۱۸۹۰ع تک جو رواج اور فروغ پایا تھا وہ اب باقی نہین ہے شہرت اُسکی ویسی ہے بلکہ شاید زیادہ مگر میرے خیال مین موجودہ نسل غور سے یا التزام کے ساتھہ اس نظم کو نہین پڑھتی ہے حالانکہ اسی کے ورد نے بہت سے بیکار آدمیون کو باکار - اور بدچلن شخصون کو نیک چلن اور بے پروا طبیعتون کو قوم کا محب بنا دیا تھا +

پھر بھی موجودہ زمانہ کے لحاظ سے کچھ حالت قوم کی بتانی ضرور ہے +

اخلاقی حالت کسی قوم سے یہ امید رکھنا کہ وہ سب پارسا اور متقی اور اعلیٰ خیال کی ہو - اُسکا ہر فرد بحیثیت انسان ہونے کے سقراط اور افلاطون کی طرح اپنا فرض ادا کرے اور بحیثیت خدا ترس ہونے، حضرت یحییٰ ابن زکریا، یا حضرت ابو ذر غفاری کا ساز ہد رکھے - خیال محال ہے - جیسا خدا نے انسان کو مع اُسکے تمام نقائص کے بنایا ہے ویسا ہی وہ ہے - اور جس طرح خدا نے اُس مین ترقی اور اصلاح کا مادہ رکھا ہے اُسی طرح رفتہ رفتہ اور صرف ایک حد تک اُس مین اخلاقی ترقی ہو سکتی ہے لہذا مین اسبات کو اول صاف طور پر بیان کر دیتا ہون - کہ اس مضمون مین مسلمانون کو کسی ناممکن بلندی پر سے دیکھنا مقصود نہین ہے نہ ایک حکیم الٰہی یا ایک زاہد تارک الدنیا کی نظر سے - اِس نظر سے تو بہتر سے بہتر قوم اور اچھا سے اچھا زمانہ تاریک اور ہولناک نظر آئے گا - بلکہ ہم اپنی قوم کو اُسی معیار سے دیکھین گے جیسی دنیا کی دوسری قومین ہین - یہ سچ ہے کہ یہ نظر اسقدر بے لاگ نہ ہوگی جسقدر غیر لوگون کی - مگر واقفیت جسقدر غیر شخصون کو ہو سکتی ہے اپنی قوم کے لوگون کو اس سے زیادہ ہی ہوگی +

اخلاقی حالت قوم کی کئی نظر سے دیکھی جا سکتی ہے - نیک اخلاق محدود معنی مین مردون اور عورتون کا جائز تعلق - اس لحاظ سے ہماری قوم کے امرا اور رؤسا اور والیان ملک کی حالت ایسی ہی ہے - جیسی صدیون سے اُنکے زوال اور انحطاط کے زمانہ مین رہی ہے - اور وہ حالت بعض لحاظ سے محض حیوانی ہے - اعلیٰ خیالات یا خوف خدا کا ذرا بھی پرتو نہین ہے - قوم اور ملک کے لئے یہ حالت شرم کرنے اور رونے کے قابل ہے +

متوسط الحال لوگون کی اخلاقی حالت اچھی تو نہین ہے اور سوائے تعلیم یافتہ لوگون کے باقی لوگون کو تار ہے - مگر دنیا کی اور قومون کے لحاظ سے زیادہ قابل ملامت

نہین ہے۔ تاہم ایک بات مسلمانون مین ایسی ہے کہ مہذب اور مذہبی گروہون مین کم ملے گی۔ وہ یہ ہے کہ متوسط طبقہ مین اُس بدقسمت گروہ سے ملنا اور اُن کے رقص اور جلسون مین شریک ہونا جس نے علانیہ طور پر اپنا پیشہ بدکاری رکھا ہے۔ زیادہ بُرا نہین سمجھا جاتا۔ خاصکر شہرون مین۔ اسکی وجہ ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے کہ شریف عورتون مین تعلیم و تربیت یا تہذیب اسدرجہ نہین ہے کہ وہ اُن مین اپنا دل بہلا سکین۔ اور ممالک مین یہ حالت نہین ہے۔ ممکن ہے کہ ہمارا یہ قیاس غلط ہو۔ اسکے سوا اور کوئی وجہہ سمجھہ مین نہین آتی ؞

ادنی طبقہ کی حالت ایسی ہی خراب ہے جیسا ہندوون کی لیکن انگریزون کی اور جرمنی وغیرہ یا قدیم مسلمانون کے مقابل۔ یا خالص اسلامی ملکون کے مقابلہ مین بدتر ہے اور کسی قسم کی کوئی کوشش مطلقاً ان تینون طبقون کے اصلاح کے لئے نہین ہو رہی ہے

معاملات لیکن اخلاقی حالت تو جو ہے سو ہے۔ سب سے زیادہ خرابی معاملات مین ہے۔ مسلمانون مین بمشکل ایک دو فی صدی ایسے ملین گے جو اپنے معاملات مین صاف بے لاگ یا سچے ہون۔ چنانچہ اسوجہ سے عموماً خود مسلمان مسلمانون پر اعتبار نہین کرتے اور جنہون نے اعتبار کیا ہے وہ پشیمانی ظاہر کرتے ہین۔ وعدہ کا پورا نہ کرنا۔ امانت کو امانت نہ سمجھنا جھوٹ بولنا۔ یہ باتین نہایت عام ہین۔ چنانچہ اخلاق کا مفہوم ہی جھوٹ اور نمایش اور تکلف یا تصنع ہوگیا ہے۔ یہ عیوب اسدرجہ کو پہنچ گئے ہین کہ عوام اور خواص ہین مخصوص نہین ہین بلکہ جو لوگ علماے وقت یا ہادیان دین سمجھے جاتے ہین۔ عموماً وہ بھی اسی حکم مین ہین ؞

معاملات مین خرابی کی ایک بڑی وجہ وہ ہے جسکا ذکر راقم نے اپنے ایک دوسرے مضمون مین لکھا تھا یعنی اکثر مسلمان بلکہ مولوی تعمیل احکام آلہی کے معنی آجکل صرف یہ سمجھتے ہین کہ رسمیات اور عبادات پر بس کرین۔ احکام کی ظاہری تعمیل کردیا کرین معاملات

ہین ایمانداری یا تو وہ مذہب کا ضروری جزو نہین سمجھتے - یا سمجھتے ہین تو تاویلات سے اُس بے ایمانی کو جائز کر لیتے ہین یا جیسا عموماً خیال ہے لوگ نماز روزہ وغیرہ کو معاملات کی بدنمائی کا معاوضہ سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ نماز اور اعتقادات کا جب حساب لگایا جائیگا تو بروز قیامت ہم بہت فائدہ مین رہین گے اور اعمال کا پلڑا یا پیٹھا ایسا ہوگا کہ خود ہمارا قرض خدا پر اور اعمال حسنہ پر باقی نظر آئیگا ؁

اِس خرابی کی وجہ یہ ہے کہ مذہبی تعلیم بہت بے پروائی اور غلطی سے دیجاتی ہے نیز افلاس نے نور ایمان کو مدہم کر دیا ہے اور عام معیار اسقدر گرا ہوا ہے کہ لوگ اِن باتونکو بُرا عیب نہین جانتے ؁

ارادہ کی مضبوطی یا استقلال

کسی قوم کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرنیکے لئے ایک امر یہ دیکھنا چاہیے کہ اُسکے افراد مین یا جماعتون مین پابندی کے ساتھ کام کرنے اپنے ارادون کو پورا کرنے - یا استقلال کی کسقدر قوت ہے - ایک زمانہ مین مسلمانون کی قوم استقلال مین مشہور تھی مگر اب نہین بلکہ کئی سو برس سے اُنکی حالت اس لحاظ سے ناگفتہ بہ ہے - اب بھی نئے خیالات سے متاثر ہو کر نئی تعلیم سے نئی تحریک کا خیال کر کے قوم کے بعض آدمی کچھہ کام شروع کرتے ہین لیکن وہ کام جس زور شور سے شروع کئے جاتے ہین اُس سے دسوان بیسوان حصہ مضبوطی سے بھی چلائے نہین ہوتے اور ادھورے چھوڑ دیئے جاتے ہین - اِس متزلزل ڈھیلی اور کمزور طبیعت کے وجوہ تلاش کرنے کا یہہ موقعہ نہین ہے مگر یہ ایک ایسی خصلت ہے جو نمایان طور پر ہماری قوم کی علامت ہے اور اِسی کو بہت خوبی کے ساتھہ ہمارے شاعر نے بتایا ہے ؎

سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقین	اُٹھتے ہین کرنے کو جب ہمت کا کوئی کام ہم

یہ عادت جسکو اخلاقی ضعف یا کمزوری کہہ سکتے ہین - آجکل بہت سے کامون مین مزاحم ہوتی ہے - اور سوائے دو چار ، حد دو سو چار سو ، مسلمانون کے باقی سب مسلمان ہیں

مصیبت مین مبتلا ہین *

قومی جوش لیکن جب ہم دوسری طرف نظر ڈالتے ہین کہ کمزوری ارادہ کے ساتھ جوش بھی قوم مین ہے یا نہین تو نظارہ ایسا برا نہین ہے - یہ سچ ہے کہ اگر جوش سے مراد وہ مستقل اور مضبوط دلی تحریک سمجھی جاوے جو عرصہ تک باوجود ناکامی اور مایوسی اور ذلت کے ہمت کا چراغ کسی شخص یا قوم مین زندہ رکھے - یعنی وہ جوش جو اٹلی یا یونان کے لوگون مین پچھلی صدی مین ظاہر ہوا یا انگلستان یا سکاٹ لینڈ مین ہے تو اسکے شائقین بہت کم ملین گے - لیکن قومی جوش مسلمانان ہندوستان مین کم اور دوسرے ملکون مین اس سے بھی زیادہ موجود ہے - اور بعض وقت وہ بہت ہی شاندار یا خوفناک معلوم ہوتا ہے - لیکن وہ کڑھی کے ابال سے زیادہ وقعت نہین رکھتا * چھوٹے پیمانہ پر امروہہ کا بلوہ لیجیے اور بڑے پیمانہ پر خلیفہ کی فوج کا سوڈان مین چار سال قبل مصری انگریزی فوج پر حملہ - جسوقت جوش زور پر ہوتا ہے اسکے سامنے کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی - لیکن جب خلافِ عقل اور بے ترتیبی سے ہوتا ہے تو سرد طبیعت قومون کی سست رفتار اس جوش کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیتی ہے اور اس سے خود جوشیلی قومون کو نقصان پہنچتا ہے *

مثلاً خرطوم اور سوڈان مین جوش پیدا ہوا جسکی وجہ سے انھون نے ۱۸۸۴ء اور ۱۸۸۶ء کے درمیان مصری اور انگریزی اثر کو بالکل معدوم کر دیا اور بظاہر یہ دونون سلطنتین عاجز آگئین اور خاموش رہین لیکن پندرہ سال کے اندر اندر باہمی تفرقے اور جہالت کی وجہ سے لاکھون سوڈانیون کا یہ جوش سرد ہو گیا اسوقت مستقل مزاج اور سست رفتار قوم اینگلو سیکسن نے جسکو یہ بات معلوم تھی کہ نتیجہ ایسا ہوگا حرکت کی - اس حرکت کو دیکھکر عثمان وغنا اور مہدی کے مقلدین نے ایک شاندار اور زبردست حملہ کیا - چالیس ہزار آدمیون سے انگریزی اور مصری قطارون پر ایک خوفناک آ گیا - اور اس مین شک نہین کہ اگرچہ

سوڈانی یا عرب اس فوج سے دست بدست ہو جاتے تو جنگ کی حالت بدل جاتی
لیکن ابھی وہ لوگ قطارون تک پہنچے بھی نہ تھے کہ میکسم توپون کی مہلک باڑ سے نصف
فوج گر گئی اور باوجود ایسے جوش کے نتیجہ خرابی یا تباہی کے سوا کچھہ نہ ہوا - اور یہ تمام جوش
چند گھنٹون مین ختم ہو گیا اور مابعد وہ قومی تھک کر گر پڑی اور اب ایک عرصہ کے لئے
اس مین کچھہ جان نہ رہی ٭

ظاہر ہے کہ ایسا جوش بغیر تربیت یا استقلال کے قومون اور افراد کو تباہ کرتا ہے -
لیکن اگر اسی کو ٹھیک طور پر استعمال کیا جاوے تو بڑے اور عمدہ نتیجے پیدا ہون ٭

کن باتون مین جوش ہوتا ہے

مسلمانون مین جیسا کچھہ یہ جوش ہے وہ مذہبی معاملات
مین ہے - کم سے کم ہندوستان مین یہ جوش محض اور خالص مذہبی رنگ مین ظاہر ہوتا ہے
یعنی مذہبی معاملات مین - اور زیادہ تر غریب لوگون مین - اعلیٰ اور نیک مقاصد یا قومی
بہبود کے کامون مین خاص آدمیون مین بھی کسی قسم کا جوش نہین ہے بلکہ ایک بیجان
سرد مہری اور خاموش بے پروائی قوم پر چھائی ہوئی ہے - بیشک چند آدمی وہ بھی شمالی
ہندوستان مین یعنی صوبجات متحدہ کے چند لوگ علیگڈھ اور پنجاب کے بعض تعلیم یافتہ بلکہ
کم تعلیم یافتہ بھی اس الزام سے بری ہین اور قوم خیرخواہی کا سچا خیال ان مین پیدا
ہوتا جاتا ہے مگر کسی شاہراہ پر نہ چلنے کی وجہ سے جیسا چاہئے نتائج قابل تعریف
پیدا نہین ہوتے ٭

خودداری یا اپنی عزت کا خیال

جس شخص یا قوم مین خودداری یا عزت کا خیال ہوتا ہے تو یہ
ایک ایسی دولت ہے کہ باوجود افلاس اور کمزوری کے اس
شخص یا قوم کے زوال کو خوشنما اور قابل عزت بنا دیتی ہے - ایسی عادت کچھہ سال
پیشتر معزز مسلمانون مین ضرور موجود تھی جسکو وہ وضعداری سے تعبیر کرتے تھے -
اب تو نئی نسل مین یہ وضعداری بھی نہین رہی - رہا خودداری یا اپنی وقعت کا

خیال اُسکے بابت یورپ مین اور مسلمانون مین بھی ایک غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ مسلمانون مین سنجیدگی اور خودداری بہت زیادہ ہے۔ لیکن تجربہ برخلاف اسکے بتاتا ہے کہ بجائے خودداری کے حد درجہ کی ذلیل خوشامد اور کمینہ حرکات اکثر معزز لوگون مین ہوتے ہین۔ البتہ مذکورہ بالا خیال اس لحاظ سے شاید صحیح ہو کہ مسلمانون مین اپنے بھائیون یعنی ہمسایہ لوگون سے کشیدہ رہنا اور اونکی پروانہ کرنا انتہا کے درجہ درجہ کو پہنچ گیا ہے کہ قابل بیان نہین ہے۔ اور ہر شخص اپنے تئین ایک باوقعت سرکار سمجھتا ہے اور دوسرے ساوی کی طرف سبقت کرنے سے گریز کرتا ہے۔ اور جیسا چاہیئے باہمی ہمدردی پیدا نہین ہوتی ہے

حسد اور رشک اسکی وجہ بہت کچھ حسد اور رشک ہے جو ایسا جزو عادت ہو گیا ہے گویا ہماری گھٹی مین پڑا ہوا ہے۔ اسکے متعلق مین نے اپنے دوسرے مضمون[۵۱] مین زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے ؎

معاشرت ظاہر ہے کہ آپس کے میل جول کے لئے کامی آدمی زیادہ وقت نہین نکال سکتے۔ یہ فرصت والون کا کام ہے۔ تاہم باہمی معاشرت اُن لوگون کی بھی بہت تکلیف دہ ہے۔ اور نہ جلسون مین نہ دعوتون مین۔ نہ شادی و غمی کے جلسون مین کسی شخص کو آرام پہنچتا ہے اور ملنا جلنا اور تبادلہ خیالات ایک قصبہ بلکہ ایک محلہ مین اسقدر کم ہے کہ لوگون مین اتفاق پیدا نہین ہو سکتا اور مخالفت اور نا اتفاقی ایسی خوفناک طور پر اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ طبقہ مین پھیلی ہوئی ہے کہ کوئی صوبہ، کوئی شہر، کوئی بستی بلکہ کوئی محلہ یا خاندان یا گھر اس سے خالی نہین ؎

تمدن کی دیگر خرابیان اور برائیان اسقدر بیشمار ہین جنکا بیان کرنا اور سننا دونون تکلیف دہ ہین اور پڑھنے والے کو پریشان کرنے والے ہین۔ لیکن مختصر طور پر یہان اُن کو بتا دیا جاتا ہے کسیقدر تفصیلی حالات مدراس کی تقریر مین ملین گے ؎

---

[۵۱] یعنی قومون کے ضعف عقل کی علامات ۱۲

۱- فضول خرچی- شادی وغمی کے مواقع پر +

۲- ناصاف رہنا +

۳- بہت قریب رشتے کرنا +

۴- رشتہ ونکاح مین مصنوعی اور ناجائز بندشین +

۵- بھیک مانگنے والون کی شرمناک کثرت +

۶- خیرات کا بُرا مصرف +

۷- باہمی تعصب مختلف فرقون مین- اور تعلیم سے بے پروائی +

۸- خود اپنے قدیم اور مذہبی علوم سے غفلت- اور عام جہالت +

۹- قومی کامون مین دلچسپی کا نہ ہونا- خود غرضی +

یہ اور ایسی ہی خرابیان ہین اور ہر شخص کو نظر آتی ہین + خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت عموماً تمام عالم اسلام مین اور خاصکر مسلمانان ہند سے جن سے براہ راست ہمکو تعلق ہے ایسی بدنما تمدنی اور اخلاقی حالت ہے جسکا بیان کرنا کسی طرح دل خوش کن نہین ہے اور اگر نہی عن المنکر ہمارا انسانی اور اسلامی فرض نہ ہوتا تو ہم یہ ناخوشگوار کام اپنے ذمے نہ لیتے +

جو برائیان ہمنے بیان کی ہین اُنکے مختلف اسباب ہین ایک ایک خرابی مختلف وجوہ سے پیدا ہوتی ہے +

عام طور پر خرابیان اس طور پر بیان ہو سکتی ہین +

۱- وہ خرابیان جو بحیثیت انسان ہونے کے سب یا اکثر قومون مین عام ہین- جیسے شراب خوری- بدچلنی محدود معنی مین- عورتون کی بیکسی- لوگون کے طبائع پر مذہب یا اخلاق کا گہرا اثر نہ ہونا- یہ ایسی خرابیان ہین جن کے واسطے مہذب ملکون مین اسوقت ہزارون آدمی کوشش کر رہے اور بڑی بڑی انجمنین اور جماعتین اس اصلاح کے کام کو

اپنے ذمہ لئے ہوئے ہین - مگر یہان کچھ بھی نہین - ان برائیون کو ہم انسانی کمزوری یا عیب سے نامزد کر سکتے ہین ✤

۲ - وہ خرابیان جو قوم کی سابقہ حالت کی وجہ سے اُس مین موجود ہین - مثلاً تعصب مذہبی - فضول خرچی - گداگری - تجارت و صنعت کی کمی - آرام طلبی - غرور - نا اتفاقی ✤

۳ - وہ خرابیان جو ایک محکوم قوم ہونے کی وجہ سے اُن مین مضبوط ہوگئی یا پیدا ہوگئی ہین - یا اسوجہ سے کہ مسلمانون مین اپنی عملداری مین بھی شخصی آزادی نہ تھی مثلاً کم ہمتی - استقلال کا نہ ہونا - خوشامد - اداسی اور مایوسی ✤

۴ - وہ خرابیان جو جہالت اور افلاس کی وجہ سے اُن مین موجود ہین - اُن کی تعداد لشکر شیطان کی برابر ہے - خودغرض - تنگ حوصلگی - حسد - عداوت - غلاظت - بدگمانی ✤

اب ہم اس بدنما نظارہ کو چھوڑتے ہین اور ہمارے نزدیک جو طریقہ ان خرابیون کی اصلاح کا ہے - یا کم سے کم جس اصلاح کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے اُسکو بیان کرینگے ایک مختصر رسالے مین سب امور تفصیل کے ساتھ بیان نہین ہو سکتے - لیکن حتی المقدور ہم کوشش کرینگے کہ مختصر طور پر اکثر ضروری باتین آجائین ✤

(ج) قوم کے لئے کیا ہونا چاھئے

بعض آدمی باتون ہی سے بنجاتے ہین - مگر قومین کام سے بنتی ہین باتون سے نہین - پس وہ کیا کام ہین جو قوم کے لئے ہونے چاہئین ❊

کام کرنے والے لاؤ | پہلی ضرورت جسکا مین نے اول بھی اشارہ کیا تھا وہ یہ ہے کہ کام کرنے والے آدمی پیدا کرنے چاہئین - اور اسوقت سب سے اول اسی اصلاح کی ضرورت ہے - لیکن کامی آدمی بھی صرف وعظ و نصیحت سے پیدا نہین ہوتے - کام کرنے، کام لینے سے اور تجربہ سے پیدا ہوتے ہین یہ کام کے آدمی یعنی قوم کے عملی خادم اور خیر خواہ کون شخص پیدا کرے یہ کام انہین معدودے چند آدمیون کا ہے جنکے دل مین قوم کا درد اور اُن کے زوال سے تاسف اور کام کرنے کی خواہش ہے یہانتک تو مین سمجھتا ہون کہ سب لوگ متفق ہون گے ❊

مگر ایسے لوگ کسی طریقے سے پیدا کئے جاوین - اسکا طریقہ بھی صاف ہے مگر اسپر عمل کرنا اور اس کام کی طرف بھی خواہان قوم کو متوجہ کرنا ایک مشکل امر ہے ❊

خوشی کی بات ہے کہ اسکام کی بہت کچھ ابتدا ہو چکی ہے یعنی مدرستہ العلوم علیگڈھ مین - اسی بنیاد پر زیادہ وسیع اور شاندار عمارت قایم کرنی باقی ہے ❊

میرے نزدیک اول ضروری امر یہ ہے کہ تمام مدارس قومی مین جیسے مدرستہ العلوم علیگڈھ یا اسلامیہ کالج لاہور - یا امرتسر - کراچی - بمبئی - جبلپور - پٹنہ وغیرہ جہان ایسے مدارس ہین وہان طلبا کو شروع ہی سے قومی خیر خواہی اور قومی خدمت کا سبق سکھایا جاوے - اور ایسی کتابین سرکاری درس کے علاوہ بھی طلبا کو پڑہائی

جاوین جن سے یہ خیالات مستحکم ہون - لایق مقرر اگر دستیاب ہون تو وقتاً فوقتاً اور کم سے کم مہینہ مین ایک بار اِس قسم کی تقریرین جن سے طلبا کو قومی خدمت اور تمدنی اصلاح کا خیال پیدا ہو اور اپنے قوم کے لئے نفس کشی اور ایثار علی النفس کا سبق سیکھیں جس جگہہ ایسے لایق مقرر نہ ملسکین تو طلبا کے سامنے جمع کر کے حالی کی نظمین یا مضامین نثر یا مولانا نذیر احمد صاحب کے لکچر اور نظمین + غرض اعلی درجہ کا کلام سنایا جاوے +

کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد ایک برس تک جب تک کوئی خاص ضرورت مانع نہ ہو کوئی خاص قومی کام جسکی تفصیل آئندہ بیان کیجاویگی طلبا سے لینا چاہئے اور وہ بھی بلا معاوضہ - یا ایسے معاوضہ سے جس مین صرف انکی طالب علمانہ ضروریات پوری ہوسکین - یہ محض اسواسطے کہ انکو تجربہ قومی خدمات کا ہوجاوے اور آیندہ زندگی مین وہ زیادہ مفید بنین +

مدرستہ العلوم علیگڈہ مین تو قومی کام کرنے کے بہت سے طریقے ہین - دوسرے اسلامی مدارس کا حال ہمکو معلوم نہین ہے - لیکن بلا تامل یہ کہہ سکتے ہین کہ اسلامیہ کالج لاہور کا فرض ہے کہ طلبا کی تعلیم ختم کرنے کے بعد کم سے کم ایک سال کے لئے اپنے طلبا کو وظیفہ دیکر علیگڈہ کالج مین روانہ کرین کہ وہان کی انجمنون مین شریک ہون - طلبا سے ملین - تحریر و تصنیف کرین اور اپنے خیالات وسیع کرین +

اسی طرح علیگڈہ کالج مین قوم کی علمی ترقی کی غرض سے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ کسی فنڈ سے ایک معقول وظیفہ کم سے کم ۵۰ ماہواری کا ہر سال ایک طالب علم کو جسکو ادب یا فلسفہ یا کسی خاص فن سے دلچسپی زیادہ ہو دو سال کے لئے دیا جاوے - اُس طالب علم سے کوئی خاص کام نہ لیا جاوے سوائے اِسکے

کہ وہ طلبا پر اپنا علمی اثر ڈالے اور تصنیف و تالیف مین مصروف رہے - اور بعد دو سال
کے اسکو اختیار ہو کہ بشرط گنجایش کالج مین ملازمت کرے یا کوئی ذریعہ معاش
تلاش کرے - اسوقت شعبۂ تعلیم کے مین خاصکر کالجون کے پروفیسرون اور انسپکٹرون
مین مسلمانون کی بہت کمی ہے - ایسے لایق طلبا ممکن ہے کہ اس شاخ مین ملازمت
پسند کرین ❊

ایک اور بات جو اسلامی مدارس کو دور کرنی چاہئے خواہ وہ شمالی ہندوستان
ہون یا جنوبی مین یا بنگال مین وہ محدود و مقامی عصبیت ہے یعنی پنجابی اور ہندوستانی
بنگالی - بہاری اور مدراسی کا اختلاف ❊

یہ بات افسوس کے ساتھ دیکھی جاتی ہے کہ تعلیم یافتہ لوگون مین بھی یہ اختلاف
پائے جاتے ہین - اور وہ دوسرے صوبون کے ترقی یافتہ مسلمانون سے حسد اور رشک
رکھتے ہین - یہ سچ ہے کہ جب مختلف صوبون کے لوگ پوری ترقی کرلین گے تو رقابت
کے خیالات پیدا ہونے قدرتی امر ہین - جیسے سکاٹ لینڈ یا انگلینڈ کے لوگون مین مگر
یہہ دونون قومین ایک دوسرے کی حریف ہین اسوجہ سے کہ دونون ترقی کرین -
انہین باہمی محبت بھی ہے - برخلاف اسکے ہندوستان کے چند مسلمان دور دراز صوبون
کے رہنے والے جنہون نے ابھی ترقی کی ابجد بھی نہین سیکھی ہے اگر شروع ہی مین اپنے
روشن ضمیر بھائیون سے نفرت اور حسد کرنے لگین تو قوم کی کمبختی کے سوا کیا نتیجہ
ہو سکتا ہے ❊

اسوقت جسقدر تعلیمگاہین ہین کسی مین قومی جوش جو صوبہ کے جوش سے
بالکل علیحدہ ہو اسقدر نہین ہے جسقدر مدرستہ العلوم علیگڈہ کو ہے - وہان مرحوم
سرسید کی تعلیم کا اثر یہ ہے کہ طلبا کل مسلمانان عالم یا مسلمانان ہند کی ترقی کے
خواہشمند ہین اور اُن سے خوش ہوتے ہین - دوسری جگہہ لیڈر یعنی عنصران خیالا کو

ناپسند کرتے ہین - البتہ پہلے زمانہ مین سرسید کی بڑی شخصی قوت کی وجہ سے اور اُن کی عالیشان قابلیت کی وجہ سے، اور نیز خان بہادر برکت علیخان کے اثر کی وجہ سے یکجہتی اور اتحاد ممالک متحدہ اور پنجاب مین معلوم ہوتا تھا - مگر میرے دونون فریقون کا قصور ہے کہ اب اُس مین کمی ہے اور اگر اس امر کی اصلاح نہ ہوئی تو تعجب نہین پنجابیت اور پنجابی قومیت کا جھنڈا علیحدہ بلند کیا جاوے - جسکی وجہ سے سوائے نقصان اور نااتفاقی کے اور کچھ نتیجہ نہ نکلیگا - مجھے اُمید ہے کہ اسلامیہ کالج لاہور اور دیگر اسلامی تعلیم گاہین اس محدود تعصب یا طرفداری کو اسلامی قومیت کے خیال مین ہرگز جگہہ نہ دینگے - اور ہمارے دوست اڈیٹر و مالک اخبار ابزرور جنکی وسیع الخیالی ثابت ہو چکی ہے - اسی رفتار پر چلتے رہینگے ×

مین اُس خوفناک پالیٹکل عداوت اور اختلاف سے بحث کرنی نہین چاہتا جو حیدرآباد کے ملکی و مدراسی اور غیر ملکی طبقہ یعنی سرکاری حلقہ مین پھیلی ہوئی ہے اور خوش قسمتی ریاست سے نواب سر وقار الامراء مرحوم سابق مدار المہام اور مہاراجہ کشن پرشاد بہادر مدار المہام حال اپنی وسیع قومی اور مذہبی فراخدلی کی وجہ سے اُس سے ایسے ہی الگ تھے اور ہین جیسے کسی ایسے گھر مین جہان آگ لگ رہی ہو سلیم الطبع اور صاحب عقل آدمی اپنی طبیعت پر قابو رکھکر انتظام سے آگ فرو کرکے اپنے تئین بچا لیتے ہین ×

جہان اختلافات مذہبی اور ذاتی اور قومی موجود ہین وہان ایک ایسے اتفاقی امر جیسے ایک صوبہ کی سکونت پر اختلافات کا ہونا انتہا درجہ کی پستی خیالات کی ظاہر کرتا ہے - ہمکو خود بعض نہایت درجہ روشن ضمیر اور تعلیم یافتہ مسلمانان بہار سے اس امر کے سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ بنگالی مسلمانون سے ہمکو زیادہ نقصان پہنچتا ہے بہ نسبت بنگالی ہندوؤن کے، اور ہمکو بنگالی مسلمانون سے مطلق ہمدردی نہین ہے - اور یہ اُن لوگون کا حال تھا جو بنگالی ہندوؤن کے حد درجہ شاکی تھے - ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہ خرابی جو میں نے بیان کی ہے اسپر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور کل اسلامی جماعتوں کو نظر رکھنی چاہیئے +

طاقت کو منتشر نہ کرو بلکہ جمع کرو کام کرنے والے بناؤ۔ اس مضمون کے متعلق دوسری بات یہ ہے کہ مسلمان ایک خاص امر پیش نظر رکھیں اور جتنی قومی یا اسلامی انجمنیں ہوں حتی المقدور سب وہ کام لیویں۔ مثلاً ایجوکیشنل کانفرنس جس نے اب اصلاح رسوم وغیرہ کا کام بھی اپنے ذمے لیا ہے وہ ایک منتخب جماعت سمجھی جاوے۔ اور یہی انجمن اس قابل بھی ہے کہ وہ سب کی افسری کا کام دیوے کیونکہ اس میں ہر فرقہ اور مذہب اور خیال اور قریباً ہر درجہ کے مسلمان شریک ہوئے ہیں اور ایک قلیل رقم دیکر شریک ہو سکتے ہیں +

ہر صوبہ میں اسکی ایک سنٹرل یعنی مرکزی شاخ ہو۔ اور اُسکے ماتحت ہر بڑے شہر میں کمیٹیاں ہوں اور اُن کمیٹیوں کے سر برآوردہ یا کام کرنے والے آدمی ان مرکزی کمیٹیوں کے ممبر بھی سمجھے جاویں اور یہ سب کمیٹیاں شامل ایک کل کے کام کریں مثلاً ایجوکیشنل کانفرنس کے دو اہم مقاصد قرار دئے گئے ہیں +

۱۔ ترقی و اشاعت تعلیم مسلمانان +

۲۔ اصلاح رسوم و عادات +

یہی مقصد ہر مقامی انجمن کا ہو اور وہ اُسکو انجام دیوے۔ اور یہی مقاصد صوبہ کی انجمنیں مثلاً لاہور۔ علیگڈھ اور مدراس کے ہوں اور اُسکے ماتحت مقامات پر جو انجمنیں بنائی جاویں وہ بھی اس غرض سے بنائی جاوے +

اسوقت جو انجمنیں قایم ہوں اور برضا و رغبت ان مقاصد کو قبول کریں وہ شاخیں سمجھی جاویں لیکن صوبہ کی سنٹرل کمیٹی موجودہ انجمنوں سے علیحدہ ہو مثلاً بلحاظ مقامی

انجمن ہونے کے فرض کیجیے کہ انجمن اسلامیہ شہر لاہور کے لیئے کانفرنس کی مستقل انجمن بننا چاہتی ہے تو اُسکی حیثیت مقامی انجمن کی ہوگی۔ لیکن اس انجمن کے منتخب ممبر اور دیگر شہرون کے ممبر جنکو شوق ہو وہ ملکر سنٹرل سٹنڈنگ کمیٹی صوبہ ہون گے ✤

اُن کا فرض ہوگا کہ صوبے کے خالی شہرون مین انجمنین قایم کرنے اور جو انجمنین قایم ہون وقتاً فوقتاً انکو جگاتی رہے اِسکے ممبر یا خاص نایب دورہ کرکے اِن مقامی انجمنون مین لکچر دلویں اور جو کام اُنہون نے کیا ہے اُس کی بابت رپورٹین طلب کرین ✤

جو کمیٹی کہ مرکزی ہے یعنی سنٹرل سٹنڈنگ کمیٹی ہو اُس مین اس صوبہ کے کم سے کم ایک دو ممبر ہونے چاہئین اور وہ کمیٹی صوبہ کی کمیٹیون اور دیگر ماتحت کمیٹیون کو زندہ رکھنے اور اُن سے کام لینے کی وہی تجاویز اختیار کرے جو صوبہ کی کمیٹی کے فرائض مین بتائے گئے ہین ✤

غرض نتیجہ یہ ہوگا۔ سنٹرل سٹنڈنگ کمیٹی (کمیٹی مرکزی)

- کمیٹی صوبہ پنجاب
  - کمیٹی لاہور
  - کمیٹی امرتسر
  - کمیٹی لودھیانہ
  - کمیٹی کرنال
- کمیٹی صوبہ اگرہ و اودہ
  - کمیٹی شہر علیگڈہ
  - کمیٹی اِلہ آباد
  - کمیٹی لکھنؤ
- کمیٹی صوبہ بہار وغیرہ
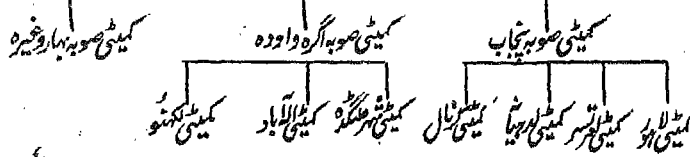
یہ ضرور نہین اور نہ یہ امر ممکن ہے کہ سب کمیٹی ایک جلسہ مین یا ایک سال مین بنجائین بلکہ آہستہ آہستہ جسقدر شوق علمی اور عملی اور تعلیم اور قومی محبت بڑہتی جائیگی اُسی قدر یہ کمیٹیان زیادہ ہونگی اور اُنکی تعداد بڑہے گی ✤

کمیٹیان کیا فائدہ پہنچائین گی

اب سوال یہ ہے کہ اِن کمیٹیون سے کیا بڑا فائدہ ہوگا ان کمیٹیون کو بنانا چاہیئے قوم کے اُن چند کام کرنیوالونکو جو قوم کیہمت

کرنی چاہتے ہین اور دایرہ قوم کو وسیع اور فراخ کر سکتے ہین +

ان کمیشون کے ذریعہ سے ہم ہر سال اندازہ کر سکین گے کہ قوم نے تعلیم یا تمدنی اصلاح مین کتنی ترقی کی ہے - انکے ذریعہ سے عام مسلمانون کی خیالات اور رائے کا اندازہ معلوم ہوتا جائیگا - انکے ذریعہ سے ہر نیک اور مفید کام کے لیے چندہ جمع کرنے مین آسانی ہوگی - کانفرنس کے ممبر بہم پہنچانے مین آسانی ہوگی - اسلامی یونیورسٹی بنانے مین آسانی ہوگی وظایف یا اسکالرشپ حاصل کرنے مین آسانی ہوگی - بدعادات - رسوم قبیحہ کے خلاف رفتہ رفتہ ایک عام رائے مثلاً سو انجمنون کی سو مختلف مقام پر معلوم ہوجائیگی - اور ایک کام کرنے والے کو تقویت اور ہمت ہوگی +

کس طرح کمیٹیان قایم ہون

اسکا طریقہ یہ ہے کہ سنٹرل سٹنڈنگ کمیٹی کانفرنس کا کوئی ممبر یا کوئی معتبر اور لایق نایب (ڈیلیگیٹ) ایک یا چند مقام پر جا کر ان آدمیون کو جمع کرین جنہون نے اس سے پہلے قومی کام مین شرکت ہے - اگر وہان کوئی زندہ اور متفق انجمن موجود ہو تو اسکے سامنے تمام اغراض بیان کرین - ورنہ شہر کے لایق اور قومی خیرخواہون کی مختصر کارکن کمیٹی بنا دیوین اور ایک عام جلسہ کرکے اور اس کمیٹی کو تمام قواعد وضوابط دیکر اختیار دیدیوین - اسطور پر ہر صوبہ مین چند انجمنین قایم کرین - ایسے آدمی خود بخود چندر وز مین پیدا ہو جائین گے جو اس کام کو بابعد پھیلا سکین گے +

اول زیادہ تعداد کے، یا ڈھیلے خیالات کے، یا جھگڑالو طبیعتون کے ممبر بنانے سے پرہیز کرنا چاہیے - صرف کام کی پختگی کا خیال رکھنا پڑیگا نہ کہ اسکی وسعت کا +

کون لوگ کمیٹیان قایم کرین

رہا یہ سوال کہ وہ کون لوگ ہین جو ایسی کمیٹیان قایم کرین - سو وہ ایسے شخص ہونگے جن مین انجمنین پیدا کرنے کی قابلیت پوری ہو اور جنکو زبانی تقریر یا تحریری تقریر کا مادہ ہو +

اگرچہ اس مضمون مین ذاتیات سے بحث کرنی مناسب نہین ہے اور یقیناً بہت سے

آدمی ایسے ہونگے جن سے ہم واقف نہین ہین مگر انکی عملی قابلیت مشہور کام کرنے والون سے بھی زیادہ ہوگی - اول میرا ارادہ تھا کہ جو لایق کام کرنے والے معلوم ہین اُنکے نام لکھد یے جائین مگر بعد مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سے دلشکنی بہت سے لوگون کی ہوگی - دوست نئے پیدا نہ ہونگے - مگر ناراض مخالف بنجائین گے - لہذا سب کے نام چھوڑ دیے گئے *

اِس تمام بحث مین یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ ذاتی کسر یا گھونٹ یعنی نفسانیت موجود نہین ہے - لیکن غالبًا نفسانی بحثین ضرور آئین گی اور شاید سواے شہر لاہور کے سب جگہہ اُٹھینگی تو کام مین بہت خلل پڑیگا - لیکن اگر ایک بھی زبردست اور کام کرنے والا آدمی کسی مرکز مین ہوا تو وہ سب کام ٹھیک کر لیوے گا *

اگر ہم ان انجمنون اور اس کانفرنس کے ذریعہ سے صرف پانچ سو آدمی تمام ہندوستان مین ایسے مہیا کرین جو قومی کام کرین تو ایک بڑی کامیابی کی بنیاد رکھی جاویگی *

طلباء کالج وغیرہ سے کام لینا چاہیئے

جو طلبا مدرستہ العلوم کے فارغ التحصیل ہو جاوین یا اور کسی کالج یا مدرسے کے لایق تعلیم یافتہ شخص یا اُن کے دوست ان انجمنون کے قایم کرنے اور پیدا کرنے مین مدد دیسکتے ہین - بلکہ میرا خیال تو یہ ہے کہ ہر شہر اور ہر قصبہ مین چند ایسے لوگ موجود ہین جو ان کامون کو بخوبی انجام دیسکتے ہین مگر کوئی قوت نہین جو انکو باہم ملا دیوے - کوئی ایسی زبردست تحریک نہین جو انکی سُستی کو چستی اور عملی قوت سے بدل دیوے مد کوئی آرگن یا آلہ ایسا نہین جو خیالات کو ایک مرکز پر جمع کرے - اور اس خاموشی کو اور خاموشی سے بھی بدتر جو چیز ہے یعنی پریشان عمل اُسکو دور کرے *

رسالہ یا اخبار

ایک رسالہ یا اخبار ایسا ہونا چاہیئے جو ان تمام خیالات کو بار بار قوم کے سامنے لائے اور جو منتشر خیالات مسلمانون کے ہین اُنکو جمع کرے - میری رائے مین ایسا اخبار یا رسالہ کسی انجمن کی طرف سے نہین چلسکتا اگرچہ ایک انجمن یا کانفرنس اُسکی اشاعت مین مدد دے سکتی ہے - مگر دو سال ہوئے حیدرآباد مین ایک ایسے

رسالے کا جو خاکا بلکہ اُسکا ابتدائی مضمون لکھا تھا جس مین قومی حالت پر نظر ڈالی گئی تھی وہ اس مجموعے کے ساتھہ اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے کہ اگر زمانہ نے ذرا مہلت اور فرصت دی اور سب سے بڑھکر یہ کہ قومی خیر خواہون نے قلمی امداد کا وعدہ کیا تو یہ رسالہ جسکا پانچ مدت سے ذہن مین ہین اور بار ہا جسکے نکالنے کا ارادہ ہوا وہ شایع کردیا جائیگا۔ چلنے نہ چلنے کا ذمہ خدا اور قوم کا ہے ✣

اخبارات اور علم ادب کی اصلاح کرنے اور خیالات قومی کو ٹھیک راستہ پر لانے کے لئے اس مضمون مین بیان کرنا ضرور نہین ہے کیونکہ اُس قدیم مسودہ مین اس امر کو دکھلایا گیا ہے۔ ایک بڑا فرض اس رسالے اور تمام رسالون اور اخبارون کا یہ ہونا چاہیئے کہ قوم مین ایک عام رائے پیدا کرین جو قومی سرد مہری اور بدچلنی کے خلاف ہو ✣

انجمنون کی تجویز قدیم ہے

انجمنون کی تجویز کچھہ نئی نہین ہے بلکہ پیشتر کئی دفعہ ایجوکیشنل کانفرنس مین بزمانہ حیات سید مرحوم پیش اور منظور ہو چکی تھی اور سنہ ۱۸۹۳ع کی مشہور کانفرنس مین جب کہ نواب محسن الملک پریسیڈنٹ تھے مین نے یہ تجویز پیش کی تھی مگر چونکہ بوجہ کمی وقت پیش نہ ہو سکی۔ چند روز ہوئے ہمارے لایق دوست میر ولایت حسین صاحب نے اخبارون مین اسی قسم کی پھر تحریک کی ہے جب کام کرنے اور کام لینے کے لئے ایک میدان ہمارے سامنے ہوجائیگا اور موقعہ ملیگا اُسوقت وہ سب تعلیمی اور تمدنی اصلاحین جو ضروری ہین انکو پورا کرا سکینگے جب ہر شہر مین قومی بہی خواہون کا گروہ منتظم اور مرتب اور متفق ہو جائیگا تو کام بہت جلد اور بہت عمدہ ہوگا ✣

خلاصہ

جو برائیان اس مضمون مین بیان کی گئی ہین اور مدراس کی تقریر مین وہ سب ایسی سخت مضرتین ہین کہ انکی پوری تفصیل کرنے کے لئے ہر امر کے لئے ایک کتاب کی ضرورت ہے اور جب یہ تحریک اصلاح کی شروع ہوجاویگی تو مختلف کتب اور رسالے ایک ایک مسئلہ پر

ضرور لکھے جائینگے اور لوگ ان مباحث سے کما حقہ واقف ہو جاوینگے ✤

مگر بالفعل ان تجاویز کا خلاصہ یہی ہے -

۱ - ایک ایک انجمن ہر شہر اور صوبہ مین بماتحتی ایجوکیشنل کانفرنس قایم ہو - اگر ایجوکیشنل کانفرنس یہ کام اپنے ذمہ نہ لے تو کوئی دوسری مرکزی جماعت قایم کرنے کی ضرورت ہوگی - اگرچہ قوت کا منتشر ہونا افسوسناک ہوگا ✤

۲ - تعلیمی ترقی اور اصلاح تمدن کا کام ساتھہ ساتھہ چلنا چاہئیے - اور اسکام مین خوف نہ کرنا چاہئیے ✤

نوٹ - سالگذشتہ جو تجویز مدراس مین پیش کی گئی تھی وہان کے اکثر سربرآوردہ لوگ اُس سے نہایت خائف تھے - یہانتک کہ ہمارے ایک روشنضمیر اُستاد جو عالموں کے آفتاب اس تجویز سے ناخوش تھے - مگر دسمبر ۱۹۰۱ع اسی کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکتوبر ۱۹۰۲ع مین یعنی اگلے ہی سال ندوۃ العلما نے بھی اصلاح رسوم کا کام اپنے ذمہ لیا اور علما کو ہدایت کی گئی کہ فضول اخراجات اور رسوم کے خلاف وعظ کہین اور نتیجہ کے متعلق سالانہ رپورٹین بھیجین - ہم ندوۃ العلما کو مبارکباد دیتے ہین اور اس سے زیادہ انکے ثناخوان ہونگے اگر علما نے کم و بیش متفقہ کوشش اسکے متعلق شروع کر دی ✤

۳ - تمام انجمنون کو اور افراد کو قومی خیرخواہی کو جزو ایمان سمجھکر کام کرنا چاہئیے[۵۱] اور قوت کو مجتمع کرنا چاہئیے ✤

۴ - نئے تعلیم یافتہ لوگون سے یہ کام لینا چاہئیے - اور قومی کام کرنے کی عملی اور زبانی تعلیم قومی درسگاہون مین ہونی چاہئیے ✤

۵ - ایک آلہ یا ذریعہ ہو جو آزادی بےتعصبی مگر فراخدلی اور سنجیدگی سے قوم کو آراستہ بنا دے ✤

۶ - بلالحاظ غریبی یا امیری کے جو لوگ کام کرنا چاہین اُن سے کام لیا جاوے[۵۲]

[۵۱] اسکے متعلق ایک لکچر جو میرٹھہ کی انجمن مین دیا گیا تھا جسکا عنوان ہے - قومی انجمنون کے فرائض ۱۲

اشتہار کتب

تصانیف خواجہ غلام الثقلین بی-اے-ایل ایل-بی وکیل ہائی کورٹ- سابق انسپکٹر مدارس صوبہ گلبرگہ و آنریری جج عدالت دیوانی بلدہ حیدرآباد- لیڈر ڈون ہیڈ ہلیٹ کیمبرج پرائز سپیکر وغیرہ (علیگڈہ)

۱- اسپرا یٹڈ ایا تھمیز (مضامین وکلمات انگریزی) جس مین چہ مضامین ذیل ہین (۱) پالٹکس (۲) شایستگی (۳) تربیت نفسی (۴) افلاس (۵) اکابر (۶) زندگانی اور ۳۰۰ فقرات ہین (قیمت سابق عہ- قیمت حال ۱۲/)

۲- کھلی چٹھی (انگریزی مین) بخدمت ہز اکسلنسی حضور لارڈ کرزن بہادر گورنر جنرل متعلق بہ مسئلہ ہندی وناگری (قیمت ۱/)

۳- طالبعلم کی زندگی کا مقصد کیا ہونا چاہیے- تین فلسفیانہ لکچر جو انجمن اخوان الصفا مدرستہ العلوم علیگڈہ مین دیے گئے (اردو) قیمت ۸/

۴- مجموعۂ مضامین متعلق بہ اصلاح وترقی قوم جس مین مفصلہ ذیل مضامین شامل ہین (۱) قومون کے ضعف عقل کی علامات (۲) قومی انجمنون کے فرائض (۳) ہمکو کیا کرنا چاہیے (۴) قومی ہمدردی (۵) مدراس کی محمدن کانفرنس مین تقریرین متعلق بہ اصلاح تمدن اور کھلا خط بخدمت نواب محسن الملک بہادر (۶) عصر جدید (۷) صدا بہ صحرا یعنی قوم کی حالت پر جیسی کہ ملک ہندوستان مین ہے ایک عام نظر (۱) قوم مین کیا ہو رہا ہے (۲) قوم کے لیے کیا ہو رہا ہے (۳) قوم کے لیے کیا ہونا چاہیے- (قیمت قسم اول ۸/ قسم دوم ۶/)

نوٹ

کتب بالا میرٹھ خیر نگر دروازہ منشی صادق علی صاحب سے بقیمت نقد یا بذریعہ ویلیو پیبل مل سکتی ہین پانچ روپیہ سے زیادہ کے خریدار کو کمیشن ۲۵ فیصدی ملیگی-